

# فلاح سیدنا میرعلویہ

رضی اللہ عنہما اور الجلیل عند ۲۰۱۳ء

## رسائل فی افضال مغویہ

۱۴۳۴ھ

تفت اشرف

ڈاکٹر محمد شرف علی

تقدیم و ترتیب

فلاح رضا الحسن قادری

رسمات تحقیق سے

شیخ محمد حیات مندی

علامہ عبدالعزیز پیر ہاروی

مولانا عبدالقادر بدایونی

علامہ محمد عبدالرشید عسکری

پیر سائیں غلام رسول قاسمی

علامہ سید شاہ حسین گردیزی

دارالافتاء



علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائل میں حاصل

کرنے کے لئے

”فقہ حنفی PDF BOOK“

چینل کو جوائن کریں

<http://T.me/FiqahHanfiBooks>

عقائد پر مشتمل پوسٹ حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

<https://t.me/tehqiqat>

علماء اہلسنت کی نایاب کتب گوگل سے اس لنک

سے فری ڈاؤن لوڈ کریں

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

@zohaibhasanattari

طالب دعا۔ محمد عرفان عطاری

زوہیب حسن عطاری



# دفاع سیدنا امیر معاویہ

مضیٰ فیہ فی الجلیل جلد ۲۰۱۳ء

## رسائل فی افضال معاویہ

۱۴۳۴ھ

شیخ محمد حیات مندی

علامہ عبد العزیز پیراوی

مولانا عبدالقادر بدایونی

مولانا محمد عبدالرشید علی

میرزا نیر غلام رسول شاہ

ملائیہ شاہ حسین گردیزی

علامہ شمس الدین عظیمی، جلالی

مفت محمد امجد علی

والضیٰحہ پبلشرز

۱۱/۱۱/۱۱

Ph: 042-37300851

Cell: 0300-7200243, 0315-4070243

# جملہ حقوق محفوظ ہیں

|  |               |
|--|---------------|
| دفاع سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (۲۰۱۳ء)                            | نام کتاب      |
| رسائل فی افعال معاویہ (۱۴۳۳ھ)  | رسمات تحقیق   |
| شیخ محمد حیات سندھی، علامہ عبدالعزیز پرباروی، مولانا عبدالقادر بدایونی | تقدیم و ترتیب |
| علامہ محمد عبدالرشید جھنگوی، پیر سائیں غلام رسول قاسمی                 | ناشر          |
| محمد رضا الحسن قادری (مؤسس دائر الاسلام، لاہور)                        | لیگل ایڈوائزر |
| والضیعی پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ، لاہور، پاکستان                       | اشاعت بار اول |
| محمد صدیق الحسنات ڈوگر: ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور                       | بار دوم       |
| صفر المظفر 1434ھ / جنوری 2013ء   | تعداد         |
| ذوالحجہ 1435ھ / اکتوبر 2014ء   | قیمت          |
| 1100   |               |
| 220 روپے   |               |

## سیل پوائنٹس

|   |   |
|---|---|
| مکتبہ فیضانِ مدینہ، مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد 0312-6561574-0346-6021432 | مکتبہ نورید ضویہ پبلی کیشنز، فیصل آباد، لاہور |
| دار الاسلام، اندامان ہائی کورٹ، لاہور                               | مکتبہ برکات المدینہ، کراچی                    |
| انوار الاسلام، عثمانیہ ہائی کورٹ، لاہور                             | مکتبہ خوشہ ہول سٹل، کراچی                     |
| تہذیب الاسلام لاؤنڈری، لاہور  | احمد بک کارپوریشن، راول پٹی                   |
| رضا بک سٹور، کراچی  | الفتح بک سٹور، فیصل آباد                      |
| مکتبہ قادریہ، لاہور، کراچی، فیصل آباد                               | مکتبہ حمزہ، لاہور، کراچی، فیصل آباد           |
| مکتبہ حمزہ، لاہور، کراچی، فیصل آباد                                 | مکتبہ حمزہ، لاہور، کراچی، فیصل آباد           |

## اتحاف و اتصاف

بہ گرامی خدمت حضرت مرتضویہ علویہ

شمع شبستانِ ولایت، بہارِ چمنستانِ معرفت

امام الواصلین، سید العارفین، خاتم خلافتِ نبوت، فاتح سلاسلِ طریقت

مولیٰ المسلمین، امیر المومنین، ابوالائمۃ الطاہرین، طاہر مطہر، قاسم کوثر

امام المشارق والمغرب، منظر العجائب والغرائب

اسد اللہ الغالب، مطلوبِ کل طالب

حضرتنا و سیدنا و مرشدنا و کریمنا و محبوبنا و مولانا

# علی ابن ابی طالب

عزَّم اللہ تعالیٰ وجہہً اکبریم



## فہرست رسائل

۱۔ رسالہ فی فضل معاویہ: شیخ محمد حیات سندھی

مترجم: مولانا محمد عبداللہ فہمی سندھی

17

۲۔ تصحیح العقیدہ فی باب امیر معاویہ: مولانا عبدالقادر بدایونی

ترجمہ: اختلاف علی ومعاویہ: علامہ سید شاہ حسین گرویزی

22

۳۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ کے بارے میں کئے گئے چند سوالات کے جوابات

علامہ محمد عبدالرشید جھنگوی

۴۔ صافیہ لما وقع بین علی ومعاویہ

۵۔ النابی عن امیر المؤمنین

ترجمہ: معترضین الامم

## عقیدتنا فی علی و معاویہ رضی اللہ عنہما

”رہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ؛ اُن کا درجہ ان سب (حضرات عشرہ مبشرہ و زبیر و طلحہ) کے بعد ہے اور حضرت مولیٰ کے مقام رفیع و شان ملیح تک تو ان سے وہ دور دراز منزلیں ہیں جن میں ہزاراں ہزار رہوار برق کردار صبار قاتر تھک رہیں اور قطع نہ کر سکیں، مگر فضل صحبت۔ ہم تو بحمد اللہ سرکار اہل بیت کے غلامان خانہ زاد ہیں، ہمیں معاویہ سے کیا رشتہ کہ خدا نخواستہ ان کی حمایت بے جا کریں، مگر ہاں اپنی سرکار کی طرف داری اور ان کا احترام بدگو یاں سے برنی رکھنا منظور ہے کہ ہمارے شہزادہ اکبر حضرت سبط مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے حسب بشارت اپنے جد امجد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اختتام مدت میں معرکہ جنگ میں اختیار رکھ دیے اور ملک امیر معاویہ کے سپرد کر دیا۔ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔ العیاذ باللہ۔ کافر یا فاسق یا جری یا ظالم جائر تھے، تو الزام تو حضرت امام حسن پر آتا ہے کہ انھوں نے کاروبار مسلمین و انتظام شرع و دین بہ اختیار خود ایسے شخص کو تفویض کر دیا اور خیر خواہی اسلام کو۔ معاذ اللہ۔ کام نہ فرمایا۔ اگر مدت خلافت ختم ہو چکی تھی اور آپ بادشاہت منظور نہیں فرماتے، تو صحابہ حجاز میں کوئی اور قاضی علم و نسب و دین نہ رکھتا تھا جو انھیں کو اختیار کیا۔ حاشا للہ، بل کہ یہ بات خود حضور ﷺ کی بات ہے کہ حضور نے اپنی جہتین کوئی میں ان کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سیاست کا نتیجہ ہر ایک کمالی صحیح البخاری۔“

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد ان سب (حضرات عشرہ مبشرہ و زبیر و طلحہ) کے بعد ہے اور حضرت مولیٰ کے مقام رفیع و شان ملیح تک تو ان سے وہ دور دراز منزلیں ہیں جن میں ہزاراں ہزار رہوار برق کردار صبار قاتر تھک رہیں اور قطع نہ کر سکیں، مگر فضل صحبت۔ ہم تو بحمد اللہ سرکار اہل بیت کے غلامان خانہ زاد ہیں، ہمیں معاویہ سے کیا رشتہ کہ خدا نخواستہ ان کی حمایت بے جا کریں، مگر ہاں اپنی سرکار کی طرف داری اور ان کا احترام بدگو یاں سے برنی رکھنا منظور ہے کہ ہمارے شہزادہ اکبر حضرت سبط مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے حسب بشارت اپنے جد امجد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اختتام مدت میں معرکہ جنگ میں اختیار رکھ دیے اور ملک امیر معاویہ کے سپرد کر دیا۔ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔ العیاذ باللہ۔ کافر یا فاسق یا جری یا ظالم جائر تھے، تو الزام تو حضرت امام حسن پر آتا ہے کہ انھوں نے کاروبار مسلمین و انتظام شرع و دین بہ اختیار خود ایسے شخص کو تفویض کر دیا اور خیر خواہی اسلام کو۔ معاذ اللہ۔ کام نہ فرمایا۔ اگر مدت خلافت ختم ہو چکی تھی اور آپ بادشاہت منظور نہیں فرماتے، تو صحابہ حجاز میں کوئی اور قاضی علم و نسب و دین نہ رکھتا تھا جو انھیں کو اختیار کیا۔ حاشا للہ، بل کہ یہ بات خود حضور ﷺ کی بات ہے کہ حضور نے اپنی جہتین کوئی میں ان کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سیاست کا نتیجہ ہر ایک کمالی صحیح البخاری۔“



## پیش از کتاب...

پچھلی صدی کی ناصیت و خارجیت نے دیوبندیت کی کوکھ سے جنم لیا اور تفضیلیت و رافضیت نے سُنیت کی گود میں آنکھ کھولی ہے۔ اس خام پیداوار نے ماسوا اپنے گھر کو بدنام کرنے کے کچھ نہیں کمایا۔ ان میں ایک کا فساد ایک سے بڑھ کر ہے اور دونوں آج تک اپنے اپنے دائرے سے باہر قدم نہیں رکھ سکے، کیوں کہ اُمت کے سوا و اعظم نے انھیں ہر دور کی طرح پچھلی صدی میں بھی قطعاً مسترد کیا ہے۔ ان کی اندرونی حالت دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان کے وجود سے مہانی دین کو تزلزل لاحق ہونے کا خطرہ ہے، بلکہ دقیقہ رس اور نکتہ رخ حضرات کا تو یہ کہنا ہے کہ ناصبیہ کے نشانات صرف کتابوں کے اوراق پر موجود ہیں اور تفضیلیہ اب بھی جہالت کا ڈھکوسلا بن کر مہر زین علم کے سامنے شرماتا پھرتا ہے۔ غرض کہ ہر دو طبقوں میں ایسے لوگوں کو خاص پزیرائی نہیں مل سکی اور یہ صرف خدائے رحمن کا فضل و احسان اور علمائے اُمت کے نعرہ حق کا اثر ہے۔ تاریخ میں آج تک جو فتنہ بھی اٹھا علمائے حق نے اپنی جاں سوزی مول لے کر ملت کے فرد فرد کو بدعقیدگی کی آگ سے بچایا ہے اور ان حضرات القدس کی یہ قربانیاں رانگاں نہیں گئیں۔ اللہ وحدہ لا شریک کے فضل سے جب تک ان ایسے علمائے ربانین و رحمانین کا وجود باوجود ملامت ہے، پس پائی اور ہزیمت ایسے فتنوں کا بڑھ بڑھ کے استقبال کرے گی۔

رواں صدی کے اعتقادی منظر نامے کو سامنے رکھیں تو واضح ہوتا ہے کہ اسی فاسد المواد کے بقیہ جرثومات پھر سے پیدا ہو چکے ہیں۔ اور وہ اپنے با اثر وسائل کو کام میں لاتے ہوئے اپنے انکار کو فروغ دینے میں کافی سرگرمی بھی دکھا رہے ہیں۔ الحمد للہ علمائے کرام ان فتنوں کے روئے کار میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک سنی قوم کا مجموعی رویہ ایسا نہیں ہے جو اس کے لیے کچھ عرصہ اور صحت کرنی پڑے گی۔ ہر روز ہم ہر گز ہٹنے والے نہیں ہیں۔ آواز پہنچانی ہوگی اور مسلسل اس تحریک کو جاری رکھنا ہوگا اور کورس میں حاطین سے بچنے کا شعور پیدا کرنا ہوگا۔ ان حضرات کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے تم لوگوں کی حرکتیں اور اس کے اثرات سے اپنے معادین ملانے کی توفیق عطا فرمائے۔ تفضیلیہ کا اثر ان لوگوں پر بھی ہوگا جو ابھی تک اس سے بچ رہے ہیں۔



ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق!

ہفتیت کو کچھ چھوٹ ملی، تو اُن کی چرب زبانی اس حد تک پہنچ گئی کہ ذرا حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کی بات ہو جائے تو اُن کے لیے یہ صدمہ برداشت سے باہر ہو جاتا ہے۔ بے ساختہ کہ اُٹھتے ہیں: آئی، چھوڑیے بھی! کیا ضرورت ہے ایسے بیانات کی!! جانے دیجیے! کچھ نہیں جانتا آپ کا، اور بھی تو کتنے موضوعات ہیں جن پر بات ہونی چاہیے۔ اور بھی کئی قسم کی لن ترانیاں دکھاتے ہیں۔ دوسری طرف بیخ تن اہل بیت کی شان میں وہ غلو کہ حد نہیں۔ یہی بیماری نواصب کو ہے، حضرت مولا مرتضیٰ یا حضراتِ ائمہین حسنین رضی اللہ عنہما کا ذکر آجائے تو ان کو مفت میں رخص و تشیع کا احساس ہونے لگتا ہے۔ ادھر یزید پلید عید بے دید کو بھی کوئی اچھے لفظوں سے یاد کرے، انھیں نصب و خروج کا خطرہ تک نہیں گزرتا، بل کہ یہ لوگ تو خود اسے امیر اور خلیفہ کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ بس ان دونوں انتہاؤں سے حذر چاہیے، اور درمیانی راہ جو کہ سنت و جماعت والوں کی ہے، پر مضبوطی سے قائم رہنا چاہیے۔

صحابہ کرام علی الخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تحفظ ناموس کے لیے ہمیں یہ تحریک کیوں چلائی پڑی؟ اس کے عمرکات و اسباب کی چند جھلکیں ہم پیش کرتے ہیں۔

یہ وقت ہے کہ زمانے پہ آشکار کریں! وہ راز خاص کہ حال ہیں جس کے یہ رگ و پے

(عشقِ یلسانی)

اور یہ نمونے صرف اہل سنت بریلوی حضرات کے ہیں، باقی طبقات سے بھی اگر شمار کیے

جائیں اہل ان کی تفصیل لکھی جائے تو کئی دفتر جمع ہو جائیں۔ راقم کے مشاہدہ سے گزشتہ چند سال

سے جو باتیں آ رہی ہیں، یہاں اسی ترتیب سے پیش کی جائیں گی جس سے اس امر کا وضوح بھی ہو

جائے گا کہ یہ خطرہ کس موقع کیسے پیدا ہوا اور اس کے ازالہ کے

لیئے کیا کیا تدابیر لی گئیں۔

راقم نے اس سلسلے میں جو باتیں لکھی ہیں ان میں سے بعض باتیں نے جناب امیر سرگودھا میں

۲۰۱۰ء میں لکھی تھیں، بعض باتیں نے جناب امیر سرگودھا میں ۲۰۱۱ء میں لکھی تھیں،

بعض باتیں نے جناب امیر سرگودھا میں ۲۰۱۲ء میں لکھی تھیں، بعض باتیں نے جناب امیر سرگودھا میں ۲۰۱۳ء میں لکھی تھیں،

بعض باتیں نے جناب امیر سرگودھا میں ۲۰۱۴ء میں لکھی تھیں، بعض باتیں نے جناب امیر سرگودھا میں ۲۰۱۵ء میں لکھی تھیں،

بعض باتیں نے جناب امیر سرگودھا میں ۲۰۱۶ء میں لکھی تھیں، بعض باتیں نے جناب امیر سرگودھا میں ۲۰۱۷ء میں لکھی تھیں،

بعض باتیں نے جناب امیر سرگودھا میں ۲۰۱۸ء میں لکھی تھیں، بعض باتیں نے جناب امیر سرگودھا میں ۲۰۱۹ء میں لکھی تھیں،

بعض باتیں نے جناب امیر سرگودھا میں ۲۰۲۰ء میں لکھی تھیں، بعض باتیں نے جناب امیر سرگودھا میں ۲۰۲۱ء میں لکھی تھیں،







میں تکرار ہوتی رہی۔ میں نے ان کی نشست اپنے کرم فرما علامہ حافظ فریاد علی قادری اور مولانا عبد الجبار قادری زید مجدہا (ملکیزان حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی) سے کروائی۔ عزت مآب قادری محمد لقمان قادری صاحب سے اتفاقاً میرے ہی پاس اُن کی ملاقات ہو گئی، ہر بار کیا ہوا؟ یہی کہ اپنی طرف سے دو چار سطحی دلائل دینے کے بعد علہ صاحب بظہیں جھانکنے لگ جاتے اور پھر اُن کے درو زبان ایک ہی بات ہوتی: ”مہتمم لکھو! میرے خلاف لکھو! میرے تحریروں کا جواب دو! مضمون لکھو! کتاب لکھو! یہ کرو، وہ بھی کرو! اس کے علاوہ کوئی بات، کوئی دلیل اُن کے مشکل تحقیق سے برآمد نہ ہوتی۔ جو شخص منہ پر جھوٹا پڑ جائے اُس کو تحریری جواب دینا اپنی حماقت کو ثابت کرنے کے مترادف ہے۔ واللہ هو الہادی و مالک یوم النادی۔“

میرا علہ الدین صاحب سے چوں کہ ۵ سال سے تعلق ہے اور ابتدا سے کچھ عرصہ تک لڑچکر سے شناسائی میں وہ میری مذہبی کرتے رہے ہیں، اُن کو اس تکلیف میں دیکھ کر مجھے ترس آتا ہے، اور ولی تمنا بھی یہی ہے کہ وہ اس کلفت سے ماڑی جان کو آزاد کر لیں، تاکہ زندگی کے بچے کچھ دن سکھ کے ساتھ چا سکیں۔ اس واسطے اُن کو مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ بابا جی! سیدھے سے جا کر اپنا گھر چلائیں! آپ کے ذہن میں امیر معاویہ ؓ کی جو بھی تصویر بن چکی ہے بجا، مگر وہ اپنی تمام ریاست کا انصرام آپ کے گھر سے سوکنا اچھا چلاتے تھے۔۔۔۔۔!!!!

گناہے خاک نشینی تو حافظا عروش زموں مملکت خویش خسرواں دانند

۲۔ علامہ ابن الرشید (موہڑہ شریف، کوہ مری ضلع راول پٹری) نے اپنی ایک دُعا کے دوران حضرت سیدنا مولانا امیر معاویہ ؓ کو ”مناقیق“ کہا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

۳۔ قاضی علہ امیر فیضی نے ”شرح خصائص علی“ میں حضرت معاویہ ؓ کے متعلق مردود و مطرود اقوال بیان کیے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ اس اہم تحقیق کو ہم اسی سال میزان تحقیق پر پیش کریں گے تاکہ آپ دیکھیں کہ اس کی تحقیق کی ذہیل سے کیا کیا کچھ نکلا ہے۔

جس کا ہے لرب کمال جوں نظری ترے خیال کے فرضی جوں کی مشوہ گری

جس کا ہے لرب کمال جوں نظری بدوے کار جو آئے جوں کی پردہ دری

(عشق بیسانی)

۴۔ علامہ ابن الرشید (موہڑہ شریف، کوہ مری ضلع راول پٹری) نے اپنی ایک دُعا کے دوران حضرت سیدنا مولانا امیر معاویہ ؓ کو ”مناقیق“ کہا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

۵۔ علامہ ابن الرشید (موہڑہ شریف، کوہ مری ضلع راول پٹری) نے اپنی ایک دُعا کے دوران حضرت سیدنا مولانا امیر معاویہ ؓ کو ”مناقیق“ کہا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)



والوں کو ”فتنہ گر مثلاً“، ”یزیدی ٹولہ“، ”خارجی الذہن“، ”حب المل بیت کے مخالف“ وغیرہ قرار دیا۔ اور یہ سب انہوں نے کہا تو کسی اور کو نہیں، سنی بریلوی بھائیوں کو کہا۔ اتنی تواضع کرنے کے بعد وہ گویا ہوئے کہ ایسے لوگوں کو اہل سنت کی صفوں سے جوتے مار کر نکال دو!!

طاہر القادری صاحب کا دل عیسائیوں جن کے کفر پر نصوص قطعیہ شاہد ہیں، کی محبت سے اتنا بڑھ چکا ہے کہ اُس میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول کی محبت کے لیے ذرا بھی جگہ باقی نہیں رہی ہے، البتہ وہ ہر سال کرسمس ڈے کو خوب انجوائے کرتے ہیں، حتیٰ اپنے چہیتے عیسائی بھائیوں کے لیے مسجد کے دروازے تک کھول دیتے ہیں۔ طاغوت کے پیر و کاروں سے اس حد تک انیت اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے اتنا تنفر اٹھ ہے!!

خیر۔ اُن کے اس بیان کی باقی سب باتیں تو ہماری سمجھ میں آتے گئیں، مگر یہ بات اب تک ہمارے لیے ناقابل فہم رہی ہے جو انہوں نے کافی زور دیتے ہوئے کہی کہ میرے پاس عقائد کی پچاسوں کتابیں ہیں، عقیدہ کی کسی کتاب میں اُن (امیر معاویہ) کے مناقب پر کوئی باب قائم نہیں ہے۔ یہ بات بھی ہمیں ہضم ہو گئی کہ آں جناب کے پاس عقائد کی پچاسوں کتابیں ہیں، مشکل یہ ہے کہ قادری صاحب! آپ کو مناقب کے ابواب حدیث کی کتابوں میں تلاش کرنے چاہیے تھے نہ عقائد کی۔ اور اگر جناب کتب عقائد میں دیکھنے پر ہی بہ ضد ہیں، تو انھی پچاسوں کتابوں میں سے جن کتب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مناقب کے ابواب ملیں گے انھی میں ٹھوڑا آگے بھی دیکھ لیں، آپ کو مناقب امیر معاویہ کے باب بھی نظر آجائیں گے۔ اور اگر چہ ایک کتب میں اس کے برعکس ہو بھی تو یہ قاعدہ یاد فرمائیں اعدم الذکر لا یستلزم عدم الشیء۔

منہاج القرآن لاہور کے مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی نے جب ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب پر کتاب تصنیف کرنی شروع کی، تو طاہر القادری صاحب نے انہیں اس صالح کام سے ٹوک دیا۔ یہ روایت مجھ تک میرے والد گرامی حضرت علامہ مفتی غلام حسن قادری مدظلہ سے پہنچی ہے جو ہزاروی صاحب موصوف کے شاگرد ہیں۔

ایک بات اور۔ کہ طاہر القادری صاحب کی شروع دن سے شہرت مل رہی ہے۔ ان کی باتوں کو اکثر لوگ سنجیدگی سے نہیں لیتے، مگر فکر اس وقت دامن گیر ہوتی ہے جب اُن کے جیالے متوالے انہیں دُنیا کا سب سے بڑا عالم ماننے پر مل جاتے ہیں۔ سوچنے والی بات ہے کہ کچھ عرصہ سے ایسی کراخت پاتیں کرتا اُن کا محبوب مصلح کہ جس کی طرف سے ان کی تعریفیں ہوتی ہیں۔



ہے۔ سمجھ نہیں آتی کہ یہ اُن کے اندر کا بخار ہے یا وہ کسی کے اشارے پر یہ سب کچھ کرنے اور کہنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ خیر، حقیقت جو بھی ہے اللہ عز شانہ اُس سے خوب باخبر ہے۔ ویسے اب اُن کی حالت قرآن مجید میں مذکور اُس شخص کے مشابہ ہو چکی ہے جس کے متعلق اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

و اتل علیہم نبا الذی اتیناہ ایتنا فانسلخ منها فاتبعہ الشیطن فکان  
من الغاوین، و لو شئنا لرفعناہ بها و لکنہ اخلد الی الارض و اتبع  
ہواہ فمثله کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث۔

(الاعراف: ۶-۱۷۵) (ترجمہ ”عرقان القرآن“ سے ملاحظہ ہو!)

۵۔ ملا محمد بر خوردار ملتان کی کتاب ”غوث اعظم“ حال ہی میں زاویہ پبلی شرز، لاہور سے چھپی۔ اس کا آغاز نبی کریم ﷺ کے ذکر مبارک سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد خلفائے راشدین کے حالات ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور خاص طور پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذکر پاک میں مصنف نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں ایسے حیا سوز اور ظلمت آمیز جملے لکھے ہیں جنہیں پڑھ کر کسی بھی سچے مسلمان کا ایمان زخمی ہو جاتا ہے۔ یہ عبارات ہم اپنے رسالہ ”زینہ خراب حال“ میں نقل کر چکے ہیں، لیکن شاء اللہ لیرجع الید۔ مولوی بر خوردار ملتان نے آج تک اہل سنت کے علمی حلقوں سے ”حاشیہ نیراس“ کی بہ دولت خاصی داد وصول کی ہے۔ لوگ انہیں اہل سنت کا بڑا عالم گمان کیا کرتے تھے، شاید ہزار میں سے کسی ایک کو بھی اس شخص کے مافضیاد نظریات کی خبر نہیں تھی۔ ہم قاری ظہور احمد اسد گولڑوی صاحب کے شکر گزار ہیں کہ جن کی تحریک پر ”غوث اعظم“ والی کتاب شائع کی گئی جس نے کم از کم اُن کی تسویہ خیم رخ کا پہلا پھرہ تو نمایاں کر دیا ہے۔

۶۔ سید حسن الدین شاہ بخاری نے چند دن پہلے عثمان مسجد، اسلام پورہ، لاہور میں تقریر کی۔ اسے ملی آنکھ کے کچھ مسائل نے بتایا کہ اُن کی کئی باتوں سے اہل علاقہ پریشان ہیں، علما

کے لیے اس تقریر کی جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بڑا ہی

بے احترامانہ رویہ دکھایا گیا ہے، ”اعوذ بحاذا اللہ“۔

اس تقریر کے بعد اس شخص کا

مقام اور اس کی وجوہات تھیں۔

اس تقریر کے بعد اس شخص کا



و من یکن یطعن فی معاویہ فذاک کلب من کلاب الہاویہ

(نسیم الریاض: علامہ شہاب الدین خفاجی، ج ۳ ص ۵۲۵)

مولانا مفتی محمد شوکت سیالوی صاحب (خانے وال) نے چند سال قبل ڈیرہ غازی خان میں ایک تقریر کی تھی، جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بے احتیاطی سے کئی باتیں نکل گئیں۔ اُن سے ۲۶/۲۹ دسمبر کو فون پر بات ہوئی، تو اُنھوں نے سابقہ کئی باتوں سے اپنا رجوع کرنا بیان کیا، مگر ابھی تک اُن کا متعین موقف تحریری صورت میں سامنے نہیں آسکا۔ توقع ہے کہ وہ اس نازک مسئلے میں اپنا دو ٹوک نظریہ جلد سے جلد شائع کریں گے۔ واللہ التوفیق!

مولانا محمد حنیف قریشی (راول پنڈی) کے چند غیر محتاط جملے بابت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مشہور ہو گئے تھے۔ اس معاملے میں اُن کی وضاحت بھی موجود ہے اور ان کے قریبی ساتھیوں سے معلوم پڑا ہے کہ اب وہ اس سے لاتعلق ہیں۔

علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب (ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان) کے حوالے سے بھی کئی باتیں گردش میں ہیں۔ شنید ہے کہ اُنھوں نے علما کی ایک مجلس میں اپنی سابقہ باتوں سے رجوع اور توبہ کر لی ہے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہوا

یاد رکھیں! جب بھی کچھ لوگ بے دھیانی میں یا جاننے کے باوجود صحابہ کرام ایسی بڑی ہستیوں کے بارے میں نامناسب باتیں کر جاتے ہیں، تو جواباً مصلحتاً کچھ لوگوں کو اُن کی ذاتیاتی سرزنش کر کے ان کی غیرت کو اشتعال دلا کر اُنھیں یہ باور کرانا پڑتا ہے کہ جیسے آپ حضرات صحیح عام میں ان جلیل القدر شخصیات کی عزتیں اُچھالتے ہیں جس سے ہمارے جذبات مجروح ہوتے ہیں اور بلاریب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کو بھی ٹھیس پہنچتی ہے، تو چلو آپ کا ظرف بھی ماب لیتے ہیں، ذرا دیکھیں تو سہی کتنے طوفان سمونکتے ہیں آپ اس میں اللہ! جن حضرات پر اس قبیل سے کچھ بھی الزام ہوں کہ جن کا علاقہ کسی نہ کسی طرح عقائد سے متصل ہو وہ وضاحت طلبی پر تہید اور رنجیدہ نہ ہوا کریں، کیوں کہ جہاں صحابہ کی عزت کا سوال ہو وہاں اپنی نام کی عزت کو قربان کر دینا چاہیے۔ ایسے لوگوں کے لیے دامن کی سیاہی دھونے کا ہر طریقہ یہ ہے وہ اپنا دھماکا بیان رجوعی موقف تحریراً تفصیلاً شائع کر دیں یا کوئی مضمون یا جامع مکتبہ کی صورت میں پیش کر دیں۔ اگر طباعت کی بابت وہ کسی قسم کی رکاوٹ محسوس کریں تو ہمارے ادارے سے رجوع کریں!



ان شاء اللہ اہل سنت کی مؤید تحریریں ان کے شایان شان شائع کی جائیں گی۔

## ایک خوش گپی کی تجزی

تفصیلیت کو دعویٰ ہے کہ فرش گیتی پر ان کے سوا اہل بیت رسول (پنج تن) کی کما حقہ منقبت سرائی کسی فرد بشر کے لیے ممکن نہیں ہے اور صحابہ تو ویسے ہی ان کے موضوع سے خارج ہیں۔ اور یہی لوگ اپنے آپ کو اہل بیت کا اکلوتا وارث سمجھ بیٹھے ہیں۔ ایسے دعوے اور اس سوچ پر انھیں نظر ثانی کر لینی چاہیے۔ کیوں کہ ایسے خیالات ان کی صحت کے لیے ہرگز اچھے ثابت نہیں ہو سکتے۔ ایسے خوش خیال حضرات کو ہمارا پیغام ہے کہ صحابہ کرام کی عظمت و رفعت اور ان کے دفاع کے لیے تو ہم کام کی ابتدا تو کر ہی دی ہے۔ عن قریب ہم حضرات اہل بیت کے فضائل و مناقب اور ان کے دفاع میں بھی کام شروع کر رہے ہیں، ساتھ ہی ساتھ ان کے معاملے میں غلو کرنے والوں کی بھی صحیح طرح سے خبر لیں گے۔ ہم ازواج رسول، پسران رسول، بنات رسول، عترت رسول، اقربائے رسول وغیرہم من اہل البیت پر باضابطہ اول تا آخر تحقیقی کام منظر عام پر لائیں گے، ان کے دن منائیں گے، ان کے نام کی محافل کرائیں گے، ان کے ناموں سے شعبہ جات کو منسوب کریں گے وغیرہ۔ اس لیے کہ ان سب کے بغیر یہ حلقہ قدسیاں نامکمل رہتا ہے۔

اور ایک بات اچھے سے ذہن نشین کر لی جائے! اول تو ہم کسی کو راستہ نہیں دیں گے، لیکن اگر کسی ناخوش یا راضی نے اس کش مکش کی آڑ لے کر اپنے مطلب کی فضا بنانے کی جسارت کی، تو یاد رکھو اس سے پہلے ہمارا سنگ بار قلم اس کی نگاہ کا تحقیق کو رجم کرنا نظر آئے گا۔ نہ ہمیں رفس و تفصیل قبول ہے اور نہ خروج و نصب منکور۔ ان دونوں کا استیصال اہل سنت و جماعت کا طریق ہے اور یہی ہمارا مسلک ہے۔ اللہ ہمیں اسی پر موت دے!!

## معاویات

"دارالاسلام" نے حضرت سیدنا امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کے تعلق سے جملہ موضوعات کو مستند و مستحکم طور پر پیش کیا ہے۔ ان کے حوالے سے ہماری تحریری و تحقیقی کام کو شائع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس لیے اس کتاب کو "معاویہ" کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ قاری محمد لقمان کی تصدیق سے یہ کتاب سال ۱۳۰۱ھ جنوری میں شائع ہوئی۔ "دارالاسلام" نے اس کتاب کو "معاویہ" کے نام سے شائع کیا ہے۔



رضی اللہ الجواد الجلیل عنہ“ (۲۰۱۳ء) کی طباعت سے ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ (۷) ”البشارات العالیہ لمن احب سیدنا امیر معاویہ“ معروف بہ ”مناقب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ“ مولانا شفقات احمد نقشبندی مجددی زید علمہ و عمرہ، کی شان دار اشاعت بھی وقوع میں آچکی ہے۔ اب کے بار تازہ ترین تحفہ جو ہم پیش کریں گے اس کا نقشہ کچھ یوں ہو سکتا ہے:

- ۸- شان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ.....: علامہ ابو محمد سید ویدار علی شاہ قادری محدث الوری
  - ۹- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری چشتی
  - ۱۰- فضائل امیر معاویہ / عماد الاسلام در ذکر امیر شام: مولانا ذکیل احمد سکندر پوری
- یہ رسالہ تا وقت تحریر دریافت نہیں کیا جاسکا۔ پہلا نام ”مرآة الصانف“ ص ۲۳۷ سے لیا گیا ہے اور ناشر مطبع بھبائی، دہلی لکھا ہے۔ جب کہ دوسرا نام پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے فاضل سکندر پوری کے ”رسائل در دفاع“ کے مقدمہ میں ص ۱۰ پر ذکر کیا ہے۔
- ۱۱- فضائل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی
  - ۱۲- حیات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: پیر غلام دہگیر نامی
  - ۱۳- شخصیت جناب امیر معاویہ (اختصار مناقب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ): علامہ شفقات احمد نقشبندی
  - ۱۴- فضائل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور مخالفین کا محاسبہ: مولانا محمد صدیق ضیاء نقشبندی
  - ۱۵- مناقب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: مولانا ابوالکرم احمد حسین قاسم حیدری رضوی
  - ۱۶- حضرت علی و امیر معاویہ کے درمیان جنگ کیا تھی؟ (ماخوذ از صحابہ کرام کی حقانیت): علامہ محمد شہزاد ترائی
- یہاں ان کتب کی فہرست بھی پیش خدمت ہے جو مسلسل چھپ رہی ہیں اور مارکیٹ میں دست یاب ہیں اور انھیں مکرر چھاپنے کی چنداں حاجت نہیں، تا آن کہ کسی کی طباعت ملتی ہو جائے:
- ۱۷- دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ: مولانا محمد علی نقشبندی (جلد ۲)
  - ۱۸- النار الحامیہ لمن ذمّ المعادیہ: مولانا محمد نبی بخش حلوانی
  - ۱۹- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر: مفتی احمد یار خان نعیمی
  - ۲۰- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل حق کی نظر میں: سید محمد عرفان شاہ شہیدی
  - ۲۱- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کے جوابات (صرف ائمہ اہل مطہرین معاویہ بنی ابی سفیان): علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی
  - ۲۲- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: مولانا مفتی فضل الرحمن نقشبندی
  - ۲۳- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: مولانا محمد عبید اللہ احمد سرور



ان میں بڑے حجم کی کتابیں علاوہ اور مختصر ضخامت کی مجموعہ کی شکل میں مختلف اداروں سے شائع کروائی جائیں گی۔ ان کے علاوہ (۲۳) القول الرضی: مخدوم محمد ابراہیم ٹھٹھوی نبیرہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی اور (۲۵) حلم معاویہ: امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نیز (۲۶) نظمیر البیان: علامہ ابن حجر کی تصانیف کے اردو تراجم جاری ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے! یہ صرف مطبوعہ اردو مواد کی فہرست ہے، غیر مطبوعہ کم یا ب اور عدم دست یاب یا عربی و دیگر زبانوں کی کتب اور اہل سنت کے علاوہ دوسرے مکاتب کے اہل قلم کی نگارشات کی فہرست کا یہاں اندراج نہیں کیا گیا۔ علاوہ ازاں یونیورسٹی مقالے بھی ہیں، چوں کہ اس وقت اکثر جامعات کے مقالات کی فہرستیں ہماری رسائی میں نہیں ہیں۔ لہذا کافی معلومات نہ ہونے کے باعث ہم یہاں ان کی تفصیل دینے سے قاصر ہیں۔ ان شاء اللہ العظیم العظیم کسی اہم مقالے کی اشاعت کے ساتھ وہ سلک سردار یزدینت قرطاس بنائی جائے گی۔

ہر لمحہ نیا طوفان برقی تجلی      اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

### ترکب رضوی

اہل حضرت امام اہل سنت پاسبان محکمات اہل بیت وکیل اصحاب رسول سیدنا شاہ احمد رضا خان فاضل مدنی رحمہ اللہ نے ۳ رسالے در فضائل حضرت امیر المسلمین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تصنیف فرمائے ہیں۔ ان رسالے کا آج تک کوئی سراغ نہیں مل سکا ہے۔ البتہ ان کی نشان دہی آپ کی ذاتی تحریرات سے ہوتی ہے۔ ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ البشیر العاجل من تحف اجلة (۱۳۰۰ھ)

۲۔ الاحادیث الراویۃ لمدح الامیر مطبوعہ (۱۳۰۳ھ)

۳۔ عرض الاعزاز والاكرام لاول ملوک الاسلام

۴۔ ذب الاموال الواضی فی باب الامیر مطبوعہ (۱۳۱۲ھ)

ان رسالے میں حضرت امیر کے یہ مسائل اگر عالم کے کسی گوشے میں سلامت رہیں، تو ان کی شہرت و حرکت و ترقی کی ایک نئی حرکت کے برکت سے ایک دن ہم ان کی شہرت سے مطلع کر کے اہل عالم کے لیے نشر کریں گے۔

ان رسالے کی تصانیف حضرت علی رضا خان فاضل مدنی کی کتب سے

میں سے لیں گے۔ ان کی شہرت و حرکت و ترقی کی ایک نئی حرکت کے برکت سے ایک دن ہم ان کی شہرت سے مطلع کر کے اہل عالم کے لیے نشر کریں گے۔



کرم عظیم شامل حال رہا تو بہت جلد یہ مضمون طبع ہو جائے گا۔  
 رضا کے رسائل کی یہ دریافت رضا فروشی کا دھندا کرنے لیکن اُن کے عقائد سے انحراف  
 کرنے والوں کے گھروں میں کھرام چادریں گے، جس طرح کہ ”مطلع القمرین“ کی رونمائی نے  
 ان کے آنگن میں مل جل چادی تھی۔ اَلَا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

## ایمان باطنیان

حضرت امیر المؤمنین ملک المسلمین سیدنا امیر معاویہ ؓ کے فضائل و مناقب و دفاع میں رسائل کے اس مجموعہ کی  
 اشاعت میں درج ذیل احباب نے مرکزی تعاون فرمایا۔

مولانا سید شاہ حسین گرویزی صاحب نے حضرت مولانا عبدالقادر بدایونی ؒ کے رسالہ کا ترجمہ چھاپنے کا موقع  
 دیا۔ اور فضیلۃ الشیخ مولانا سید الحق محمد مام قادی ؒ (بدایوں ماظریا) اس کی کپیڈنگ فراہم کی اور دیباچہ بھی تحریر فرمایا۔  
 علامہ محمد اعظم سعیدی ؒ نے علامہ پرہادی کے رسالہ کا ترجمہ طبع کرنے کا اذن عطا فرمایا۔ اور جناب عبداللہ  
 قادی صاحب نے ترجمہ کا قدیم نسخہ فراہم کیا۔

حضرت پیر سائیں علامہ غلام رسول قاسمی زید کرمہ (سرگودھا) نے اپنے رسالہ کو چھاپنے کی اجازت مرحمت  
 فرمائی اور آپ کے حکم پر پیر اور طارق سعید قادی صاحب نے کپیڈنگ بھی ارسال فرمائی۔  
 مولانا عبداللہ قاسمی ؒ (جمعیت اشاعت و تبلیغ، کراچی) نے نہایت کم وقت میں شیخ محمد حیات سعیدی کے  
 رسالہ کا ترجمہ کیا اور متن و ترجمہ کپیڈنگ کر کے بھیج دیا۔

حافظ اعظم عباس شمس سیالوی ؒ نے حضرت علامہ محمد عبدالرشید چنگوی رضوی ؒ کے فتویٰ کی کپیڈنگ فراہم کی۔  
 اور حکم اسلام کنز العمال سید الشیخ حضرت ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلال صاحب (امیر ادارہ اسلام مستقیم  
 پاکستان) نے ۵ جنوری ۲۰۱۳ء کو ”شان امیر معاویہ“ کی بار ”منتقد کر کے صحابہ کرام ؓ کی میانت ناموں کی ایک نئی  
 روایت ڈالی ہے جس نے ہم ایسوں کو کام کرنے کا حوصلہ بخلا۔“

ملک نے بھی شکے ہیں تیرے سے طور کہ لپٹے کیے پر بیٹھیں نہیں (آرتھ)

یہ کتاب بھی اسی مبارک موقع کی حیرت و خوشحالی کی امداد کے لیے شائع کی جا رہی ہے۔

علامہ قادی محمد لقمان قادی صاحب ؒ کی مرطبات و تقویٰ اور مشارعت نے بڑا کام کیا۔

خیر اختر حسین محمد زبیر قادی کو اللہ شاکر ہے کہ انھوں نے مایہ نازت کی خواہش پر مولانا عبداللہ قاسمی ؒ کی مدد کی

محمدی امام اللہ علیہ السلام کی کتاب اپنے ادارے کا عملی بنی کثیر النفع ہے۔ یہ کتاب کی ہے اللہ و دعوایا

حکم محمد رضا حسین قادی

یہ اہل حق حضرت مانتا ہے جس کی مدد کی ہے

مجلد دوم، ص ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰



## رسالہ فی فضل معاویہ رضی اللہ عنہ

مصنف علامہ محدث فقیر شیخ محمد حیات سندھی مدنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1163ھ)  
مترجم: مولانا محمد عبداللہ نسیمی سندھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

امام احمد نے اپنی سند میں روایت کیا ہے ایسی سند کے ساتھ جس میں کوئی حرج نہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہم علیہ الکعب والمساب وقہ العذاب۔

اے اللہ! معاویہ کو کعب (قرآن) اور حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے بچا!

(مسند الامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ: 383/27، 17152)

اور طبرانی نے اوسط میں ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ کو کعب میں فرمایا:

اللہم اھدہ بالھدی وجنبہ الردی واغفر لہ فی الآخرۃ والاوی۔

اے اللہ! اسے ہدایت کے طرف رہنمائی فرما، اور پاکت سے بچا، دنیا اور آخرت

میں اس کی مغفرت فرما دے! (المعجم الاوسط رحمہ اللہ: 498/1، 1838)

اور طبرانی نے کعبہ میں روایت کی ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اھدکم معاویۃ امرکم فانہ قوی امین۔

اے اللہ! معاویہ کو ہدایت فرما، اسے کعبہ، مالکیت اور امانت دار ہے۔

(المعجم الاوسط رحمہ اللہ: 498/1، 1838)

اور طبرانی نے کعبہ میں روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ



اللهم علمه الكتاب والحساب ومكنه في البلاد ووقه سوء العذاب.  
اے اللہ! معاویہ کو کتاب (قرآن) اور حساب کا علم عطا فرما، اور اسے شہروں کی  
حکومت عطا فرما، اور اسے سب سے عذاب سے بچا۔

(المعجم الکبیر، رقم الحدیث: 18.628/252)

اسی طرح طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اکریم اللہ علیہ کی بارگاہ  
میں حاضر ہوئے۔ عرض کی:

یا محمد استوص معاویۃ فانہ امین علی کتاب اللہ ونعم الامین ہو۔

یا رسول اللہ! معاویہ کے حق میں وصیت فرمائیے، بے شک وہ اللہ کی کتاب کے

امین ہیں اور عمدہ امین ہیں۔ (المعجم الکبیر، رقم الحدیث: 3.3902/73)

اسی طرح طبرانی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ ورسولہ یحبان معاویۃ۔

بے شک اللہ اور اس کا رسول معاویہ سے محبت کرتے ہیں۔

(مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب ما جاء فی معاویۃ بن ابی سفیان، رقم الحدیث: 9.15923/441)

اسی طرح طبرانی نے عوف بن مالک سے روایت فرمائی ہے کہ بے شک انھوں نے

خواب میں دیکھا کہ معاویہ اہل جنت میں سے ہیں۔ (المعجم الکبیر، رقم الحدیث: 18.686/307)

اسی طرح طبرانی نے انیس سے روایت کی ہے کہ اگر تم معاویہ کو دیکھتے تو البتہ ضرور کہتے کہ یہ

مہدی ہیں۔ (المعجم الکبیر، رقم الحدیث: 18.691/308)

اور طبرانی نے مہبوط سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قتلای و قتل معاویۃ فی المہدۃ۔

میرے اور معاویہ کے درمیان جنگ کے مقتولین جتنی ہیں۔

(المعجم الکبیر، رقم الحدیث: 18.688/307)

اسی طرح طبرانی نے صحیح رجال کی سند کے ساتھ اورداد سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول

اللہ ﷺ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ رسول اللہ کی نماز

کے مشابہ نماز پڑھتا ہو۔ (مسند الشامیہ، رقم الحدیث: 1.282/108)

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ (ابن عباس رضی اللہ عنہما) نے معاویہ کے حق میں فرمایا: بے شک یہ فقیہ (مجتہد) ہیں اور آپ نے نبی کریم ﷺ کی محبت پائی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب ذکر معاویہ، رقم الحدیث: 23764/479)  
اسی طرح امام بخاری روایت کرتے ہیں:

إِنَّ إِلَهِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.  
بے شک میرا یہ بڑا سردار ہے اور اللہ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروائے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب ذکر

مناقب الحسن والحسين، رقم الحدیث: 23746/476)

پس تحقیق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کی جماعت اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور آپ کی جماعت کے درمیان صلح واقع ہوئی ہے۔ پس یہ نبی کریم ﷺ کے طرف سے یہی گواہی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اس کی جماعت اسلام پہنچی۔

اسی طرح امام مسلم نے روایت فرمائی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:  
يَمْرُؤُا مَارِقَةٌ جَلَدًا فَرَّقَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَفْعَلُهَا أَوَّلَ الْكَلَامِ فَيَقْتُلُونَ بِالْحَقِّ.  
مسلمانوں کے تفریق کے وقت دو جماعتوں میں سے جو حق کے زیادہ قریب ہوگی وہ اس طرف کو قتل کرے گی۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم، رقم الحدیث: 3423/475)

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ مِنَ الْحَقِّ.

یعنی دو جماعتوں میں سے جو اس کو قتل کرے گی وہ حق کے زیادہ قریب ہوگی۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم، رقم الحدیث: 3426/476)

میں میں کہتا ہوں کہ قتل کرنے والا گروہ جو قتل کا دعویٰ جماعت میں جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑا تھا انہیں یاد دہا کر رہا ہے کہ حضرت امیر مظلوم رضی اللہ عنہ کی جماعت تھی۔ پس یہ ثابت ہوا کہ حضرت امیر مظلوم رضی اللہ عنہ کی جماعت میں سے قتل کرنے والے گروہ کی جماعت حق سے



زیادہ قریب تھی۔

اسی طرح ترمذی نے حدیث بیان فرمائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللهم اجعله هاديا مهديا واهدا به۔

اے اللہ! معاویہ کو ہادی، مہدی اور ذریعہ ہدایت بنادے۔

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاویہ بن ابی سفیان، رقم الحدیث: 526/4.3842)

اسی طرح ترمذی نے عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے کہ آپ نے فرمایا: معاویہ کا ذکر بھلائی کے ساتھ کیا کرو! میں نے نبی کریم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! معاویہ کو ہدایت یافتہ اور اس کو ذریعہ ہدایت بنادے!

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاویہ بن ابی سفیان، رقم الحدیث: 527/4.3843)

پس میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بے شک صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ گمان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نبی کریم ﷺ کے طرف سے دُعا مقبول ہوئی ہے۔ پس آپ نے حضرت معاویہ کے ذکر کو منع فرمایا، مگر یہ کہ بھلائی کے ساتھ کیا جائے اور اسی طرح یہ اس کے لیے بھی حکم ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہے۔

امام بخاری نے ائمہ حرام سے روایت فرمائی ہے، آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے:

أَوَّلُ جَنَّةٍ مِنْ أُمَّي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوجَبُوا۔

میری امت سے پہلا گھر جو مندری جہاد کرے گا اس پر جنت واجب ہے۔

ائمہ حرام کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا کہ

يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفِيهِمْ؟

کیا میں بھی اس میں شامل ہوں گی؟

فرمایا:

أَفِيهِمْ۔

ہاں! تو بھی ان میں ہوگی۔

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ  
میری امت کا وہ گروہ جو سب سے پہلے شہر قیصر میں لڑے گا اس کو بخش دیا گیا ہے۔  
میں پوچھا کہ

أَتَأْتِيهِمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
کیا میں اس گروہ میں بھی شامل ہوں گی؟

فرمایا:

لا  
نہیں

(صحيح البخاري كتاب الجهاد والسير، باب ما قيل في قتال الروم، رقم الحديث: 253/2، 2924)  
دوسری روایت میں ہے کہ پس وہ اپنے شوہر کو لے کر عبادہ بن صامت کے ساتھ جہاد  
کرنے کے لیے نکلے۔ یہ پہلے ہیں جنہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد کیا۔

(صحيح البخاري كتاب الجهاد والسير، باب فضل من يصرع

في سبيل الله لما يفتو منه، رقم الحديث: 223/2، 2800)

پس آؤ جہاد کے قول سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی، نجات، بخشش اور کام یابی مراد ہے۔ اور یہ  
بھوں نہ ہو کہ معاویہ اور اس کی جماعت جو اس جنگ میں شریک تھے ان سب کے لیے جنتی کی  
گواہی ہے اور یہ شرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے کافی ہے۔

حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ سے منقول ہے، آپ نے فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی  
ناک کا وہ ٹھکانہ جو حضور ﷺ کے ساتھ جہاد کے موقع پر واقع ہوا وہ بھی عمر بن عبد العزیز سے ہزار گنا  
افضل ہے۔ (سوفیات الاصلیہ 3/33)

پس مومن کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ صحابہ سے امیر معاویہ اور ان کے مثل دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم  
کا ذکر خیر کرے۔ اور جو صحابہ کا اختلاف مروی ہے مناسب نہیں ہے کہ اس کو ظاہر کیا جائے۔ ان کا  
ساحلہ ارحم الراحمین کے یہاں ہے۔ جنگ دی مہران اور معاف فرمانے والا ہے۔

كتاب الجهاد



# اختلاف علی و معاویہ رضی اللہ عنہما

ترجمہ تصحیح العقیدہ فی باب امیر معاویہ

مصنفہ تاج الفحول حضرت شاہ عبد القادر قادری بدایونی

مترجم: علامہ سید شاہ حسین گردیزی

## عنوانات

|   |   |
|---|---|
| سبب تالیف<br>الجواب   | ابتدائیہ: مولانا اسید الحق قادری<br>استفتا  |
| صحابہ پر لفظ باغی کا اطلاق<br>دونوں گروہ مسلمان تھے<br>حضرت معاویہ کے لیے وجہ<br>قطعیّت اور ظہیف میں فرق<br>خلافت حضرت معاویہ<br>اختلاف صحابہ | حارثین کے تین گروہ<br>ائمہ دین کے اقوال<br>حضرت حسن کی دست برداری کی اصل وجہ<br>صحابی کا مرتبہ<br>خلافت میں اختلاف کے وقت خلیفہ کون تھا؟<br>خون بہا میں تاخیر یا سبب<br>امام غزالی کا نقطہ نظر<br>ایک شبہ کا ازالہ<br>امام شافعی پر اعتراض کا جواب<br>مشاجرات صحابہ میں سکوت کا حکم<br>آخری گزارش |
| عمر بن عبد العزیز کا خواب<br>مولانا جامی پر اعتراض<br>حضرت معاویہ پر تنقید کے یقین کا کام ہے<br>احتسابیہ<br>تصدیقات غلابہ بدایوں              |   |

## ابتدائی

حضرت تاج النحول محبت رسول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی کا شمار تیرہویں صدی میں برصغیر کے اجلہ علما میں ہوتا ہے۔ اپنے زمانے میں آپ امام وقت، مرجع علما، افقہ زمانہ، کاروان سنیت کے علم بردار اور قافلہ تصوف و سلوک کے سالار تھے۔

آپ کی ولادت بدایوں کے مشہور عثمانی خانوادے میں ۱۷۱۷ء / ۱۱۳۵ھ کو ہوئی، سیف اللہ المسلمول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی آپ کے والد ماجد اور حضرت شاہ عین الحق عبد المجید قادری آپ کے جد محترم ہیں۔ تعلیم کے ابتدائی مراحل جد محترم اور والد ماجد کے زیر سایہ طے کیے، معقول و منقول کی اعلیٰ تعلیم استاذ الاساتذہ مولانا نور احمد عثمانی بدایونی اور استاذ مطلق علامہ فضل حق خیر آبادی کی درس گاہوں سے حاصل کی۔ سند الحمد شین الشیخ جمال خنی کی سے مکہ مکرمہ میں حدیث سماعت کر کے اجازت اور سند حدیث حاصل کی۔

اپنے والد حضرت سیف اللہ المسلول سے اقرار بیعت کیا اور آپ کی زیر نگرانی سلوک کی منزلیں طے کیں، تکمیل سلوک کے بعد اجازت و خلافت سے نوازاے گئے۔

والد ماجد کے حکم اور اجازت سے مدرسہ قادریہ کی مسند درس و تدریس کو رونق بخشی، ایک زمانہ آپ کی درس گاہ سے فیض یاب ہوا، حافظ بخاری سید شاہ عبدالصمد سہوانی اور استاذ العلماء علامہ محبت احمد قادری بدایونی جیسے اپنے زمانے کے اجلہ علما آپ کے تلامذہ و مستفیدین میں شامل ہیں۔

احقاق حق اور ابطال باطل کا جذبہ والد محترم سے دور لے میں پایا تھا، اپنے زمانے میں اٹھنے  
 والے بد عقیدہ کی، کم راہی اور کم ہادوگری کے تمام ختنوں کے مقابلے میں مسلک اہل سنت اور عقیدہ  
 حق کی حفاظت و دفاع کا فریضہ ایسے حسن دخوی سے انجام دیا کہ معاصر علماء و مشائخ کی نظر میں  
 آپ کا قرب و آپ سے نسبت اور آپ کی محبت سعید کی علامت قرار پائی۔ نور العارفین سیدنا  
 امام احمد رضا رحمہ اللہ کی ماہر لکھی جس مرہ نے آپ کے باب میں ارشاد فرمایا:

ہمارے دور کا سب سے بڑا اور اہم ترین کام ہے، ہرگز  
نہیں کہ وہاں کے لوگ اس کے لئے تیار ہیں۔

(۱) کہ جو شخص اپنے آپ کو خدا کا بندہ سمجھے اور اس کی تعظیم کرے اور اس کے احکامات سے باز نہ آئے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔



عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں آپ کی تصانیف کا ذخیرہ موجود ہے، جس میں بہت سی کتابیں طبع ہو چکی ہیں اور بعض ہنوز غیر مطبوعہ ہیں۔

۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء بہ روز اتوار آپ نے وصال فرمایا، درگاہ قادری مجیدی بدایوں میں والد گرامی کے پہلو میں آرام فرماہیں۔

مرتب رسالہ حضرت سید حسین حیدر حسینی میاں برکاتی مارہروی (ابن سید محمد حیدر ابن سید ولد ار حیدر ابن سید منتخب حسین) خانوادہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے چشم و چراغ تھے، جید عالم، واعظ شیریں بیاں، پاکیزہ فکر شاعر، مصنف اور اپنے خانوادے کی روحانی روایات کے امین و وارث تھے، آپ خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول قادری برکاتی قدس سرہ کے حقیقی نواسے، تاج دار مارہرہ سیدنا شاہ ابوالحسن احمد نوری مارہروی قدس سرہ کے پھوپھی زاد بھائی اور برادر نسبتی تھے، سیدنا شاہ آل عبا بشیر حیدر مارہروی کے والد ماجد اور حضرت سید العلماء و حضرت احسن العلماء کے حقیقی دادا تھے، آپ کی تعلیم و تربیت مدرسہ قادریہ بدایوں شریف میں حضرت تاج الفحول کے زیر سایہ ہوئی، اپنے نانا حضرت خاتم الاکابر کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے، آپ کا وصال مارہرہ مطہرہ میں ہوا، درگاہ برکاتیہ مارہرہ شریف میں بیرون قبہ چھوترے پر آخری آرام گاہ ہے۔ (تاریخ خاندان برکات و مدائح حضور نور)

آپ کے پر پوتے حضرت سید اشرف میاں برکاتی کے یہ قول:  
 ”آپ خاندان برکات کے پہلے شخص تھے جنہوں نے منبر پر بیٹھ کر وعظ کہنا شروع کیا، اس سے پہلے احباب کے درمیان بیٹھ کر گفتگو کے انداز میں وعظ و تلقین کا رواج

تھا۔“ (اہل سنت کی آواز مارہرہ جلد ۶ ص ۲۲۸، اکتوبر ۱۹۹۹ء)

اپنے استاذ حضرت تاج الفحول سے خاص عقیدت و محبت رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ جب مسئلہ میلاد و قیام کے سلسلے میں مولانا بشیر الدین قزوینی نے تاج الفحول کے رسالہ ”سیف الاسلام“ کا رد ”مطرقہ الاسلام“ کے نام سے لکھا تو حضرت حسین حیدر رضا جب نے قزوینی صاحب کے جواب میں ”صمام الاسلام“ لکھی، اور اپنے استاذ کی طرف سے دفاع کا حق ادا کر دیا، اس عقیدت و محبت کی وجہ نسبت کمند کے علاوہ شاید یہ بھی تھی کہ آپ کے نانا اور خیر و مرشد حضرت خاتم الاکابر نے اپنے اخلاف کو وصیت فرمائی تھی کہ دینی معاملات میں حضرت تاج الفحول سے مشورہ کریں اور ان کی رائے پر اعتماد کریں۔ (سراج المصابیح ص ۶۹، مکتبہ المدینہ، ۱۴۲۹ھ)

آپ اس وصیت پر سختی سے عمل پیرا رہے، روافض کے عقائد اور ان سے متعلق دیگر معاملات کے سلسلہ میں جب آپ کو حکم شرعی دریافت کرنا ہوا تو آپ نے حضرت تاج الفحول سے رجوع کیا، جس کے نتیجے میں زیر نظر رسالہ منظر عام پر آیا۔

یہ رسالہ ”تصحیح العقیدۃ فی باب امیر معلویۃ“ فارسی زبان میں محاربین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک سوال کے جواب میں تصنیف کیا گیا، جس کو سید شاہ حسین حیدر صاحب برکاتی مارہروی نے ترتیب دے کر شائع کروایا، پہلی مرتبہ یہ رسالہ مطبع ماہ تاب ہند، میرٹھ سے مارچ ۱۸۷۶ء میں شائع ہوا۔

پاکستان کے حضرت علامہ شاہ حسین گردیزی چشتی نے اس کا اردو ترجمہ کیا اور ”اختلاف علی و معاویہ“ کے نام سے محدثہ سورتی اکیڈمی، کراچی سے شائع کیا۔

۱۹۹۸ء میں تاج الفحول اکیڈمی بدایوں نے اس کو دوبارہ شائع کیا۔ ۲۰۰۹ء میں تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں نے حضرت تاج الفحول کے چار رساں کا مجموعہ ”رد روافض“ کے نام سے شائع کیا تھا اس مجموعے میں بھی اس رسالے کو شامل کیا گیا۔ علامہ گردیزی صاحب نے طوالت کے خوف سے رسالے میں موجود عربی و فارسی عبارتیں درج نہیں کی تھیں صرف ان کے ترجمے پر اکتفا کیا تھا، اس تیسری اشاعت میں عربی و فارسی عبارتیں بھی درج کر دی گئیں ہیں اور ترجمے پر بھی نظر ثانی کر لی گئی ہے۔

اس رسالے میں بیان کیے گئے تمام عقائد جمہور اہل سنت کے منتخب عقائد ہیں، انہیں عقائد پر سواد اعظم اہل سنت کی بنیاد قائم ہے، ماضی میں بھی خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں سواد اعظم کے انہیں عقائد اور اسی مسلک کی مبلغ و ترجمان تھی اور آج بھی اس رسالے میں درج تمام عقائد کی صحت و حقانیت کے اعتراف کے ساتھ اسی مسلک سواد اعظم کی تبلیغ و اشاعت اور ترجمانی کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ فلاح اللہ

رت قدر و معتقد سے دعا ہے کہ اس رسالے کو مفید و نافع اور تاریک دلوں کے لیے نور و ہدایت کا سامان بنائے۔ مصنف، مترجم اور ناشر کی اس خدمت کو قبول فرماتے ہوئے ان کو اجر

آمین

۲۰۱۲ء دسمبر ۲۰۱۲ء



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الكريم الوهاب، و الصلوة و السلام على من اوتى فصل الخطاب، سيدنا و مولانا محمد الشافع المشفع يوم الحساب، و على اله خير ال و اصحابه خير اصحاب و على سائر الاولياء و الاحباب۔

### سبب تالیف

جناب رسالت مآب ﷺ کے تمام صحابہ کرام کی تعظیم و تکریم دین متین کے فرائض و واجبات سے ہے اور ان کے بارے میں خیر کے بغیر کف لسان شرع مبین کے لوازمات سے ہے کیوں کہ صحابہ کرام کی فضیلت سرور انام ﷺ کی احادیث اور خداوند ذوالجلال کی کتاب کی آیات سے ثابت ہے وہ اخبار مؤرخین جو سوائے اعتقاد کی بنیاد ہیں بعض جاہل راویوں اور لعین رافضیوں سے منقول ہیں جن کے باطل ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ اس کے باوجود کچھ لوگ ایسے ہیں جو مذہب اہل سنت و جماعت کے اعتقاد کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ان کو بعض صحابہ کرام سے سوائے عقیدت ہی نہیں اُن کے بارے میں استخفاف و اہانت آمیز کلمات استعمال کرتے ہیں اس لیے ہمیں نے صرف دین کے درد اور محبت ایمانی کی بنا پر یہ مسئلہ علمائے اہل سنت کی خدمت میں پیش کیا اور اُن سے جواب لے کر افادۂ عام کے لیے اسے طبع کرایا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو بہتر توفیق عطا فرمائے اور اس کار خیر کا ثواب اس فقیر حقیر کو عطا فرمائے۔ (آمین)

اور اس رسالے کا نام ”صحیح العقیدۃ فی باب امیر المعافیہ“ رکھا ہوں اور ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ دعائے خیر میں یادر رکھیں گے اور غلطی و خطا سے درگزر فرمائیں گے۔

و ما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

نقطہ

فقیر سید حسین حیدر حسنی قادیانی، مکانی مارہروی

## استفتا

**سوال:** جمہور محققین اہل سنت و جماعت کے مذہب مختار میں محاربین عہد خلافت جناب مرتضویٰ پر علی الاطلاق حکم کفر صحیح ہے یا نہیں؟

حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کی تعظیم و تکریم کرنا یعنی لفظ ”رضی اللہ عنہم“ ان کے لیے لازم ہے یا طعن و تحقیر سے یاد کرنا اور کوئی شخص ان حضرات کی تحقیر سے اہل سنت سے خارج ہوتا ہے یا نہیں؟

## الجواب

محاربین کے تین گروہ:-

جمہور محققین اہل سنت کے مذہب مختار میں جیسا کہ عقائد، احادیث اور اصول کی کتب معتدہ سے ثابت ہے خاتم الخلفاء الراشدین حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے محاربین کے تین گروہ تھے جو کہ اس فتنے میں شامل تھے ان میں سے کسی بھی گروہ کو کافر نہیں کہا جاسکتا۔ بہر حال ان تین گروہوں میں فرق یہ ہے کہ جنگ جمل کے محاربین کے سربراہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تھے جو کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں اور حضور ﷺ کی زوجہ محبہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں، ان کی غرض جدال و قتال نہ تھی بلکہ مسلمانوں کے حال کی اصلاح پیش نظر تھی، لیکن اچانک جنگ چھڑ گئی، ان تینوں حضرات کا رجوع معتد روایات سے ثابت ہے باوجود اس کے کہ خطائے اجتہادی ایک ثواب کی مستوجب ہے، پھر بھی ان حضرات نے رجوع کیا تو اب جب ان حضرات نے رجوع کر لیا تو ان پر لفظ باغی کا اطلاق حقہ درست نہیں ہے۔ جنگ صفین کے محاربین کے سربراہ حضرت معاویہ اور عمرو بن عاص ہیں [۱]۔ یہ دونوں حضرات بھی صحابہ کرام میں سے ہیں یہ بھی اجتہاد میں پڑے اور اپنی غلطی سے بار بار قتل و قتال پر اصرار کرتے رہے اس گروہ نے بھی خطا اجتہادی کی ہے لیکن ان کی خطا واجب الاکفار ہے۔

۱۔ یہ دونوں حضرات بھی صحابہ کرام میں سے ہیں یہ بھی اجتہاد میں پڑے اور اپنی غلطی سے بار بار قتل و قتال پر اصرار کرتے رہے اس گروہ نے بھی خطا اجتہادی کی ہے لیکن ان کی خطا واجب الاکفار ہے۔



## صحابہ پر لفظ باغی کا اطلاق :-

ان حضرات پر لفظ باغی کے اطلاق کے بارے میں اختلاف ہے۔ صحیح قول یہی ہے کہ ان حضرات پر لفظ باغی کا اطلاق درست ہے، لیکن جمہور اہل سنت کے مذہب میں ان کی تعظیم و تکریم شرف صحابیت کی وجہ سے ضروری و لازمی ہے اس لیے شرعاً وہ بغاوت و خطا جو عہد واقع نہ ہوئی ہو فسق و عصیان کو مستلزم نہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی دُفِعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَاُ وَالنِّسْيَانُ (میری امت سے خطا و نسیان کو اٹھالیا گیا ہے) اس پر شاہد ہے اور صحابہ کرام کی خطائیں معاف ہیں کیوں کہ یہ حضرات نہ تو معصوم ہیں اور نہ ہی معذور بل کہ عند اللہ ماجور ہیں، اس خطا کی وجہ سے ان کی شان میں بے ادبی کرنا اور ان کی تعظیم و تکریم سے رکنا اہل سنت سے خارج ہونا ہے اور مذہب اہل سنت میں یہ ہے کہ حضرت علی فرماتے ہیں کہ اخواننا بغوا علينا (ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کی) اس سے زیادہ طعن جناب مرتضوی پر طعن ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل ”احیاء العلوم“، ”یواقیت“، ”شرح فقہ اکبر“، ”مرقاۃ شرح مشکوٰۃ“، ”مجمع البحار“، ”صواعق محرقہ“ اور ”شفا“ قاضی عیاض میں دیکھنا چاہیے۔

اور وہ جو متاخرین شیعہ و سنی کی بعض کتب مناظرہ میں آتا ہے ان کی بنیاد تاریخی واقعات اور ہم و مجمل الفاظ ہیں جنہیں تسلیم و تنزل کے طور پر سلف کی تصریحات عقائد کے خلاف لکھا گیا ہے اور ان پر اعتقاد کا مدار نہیں ہے۔ جمہور محققین حضرات صوفیہ، محدثین، فقہاء اور متکلمین کا مذہب مختار یہی ہے اور اس کا انکار کھلی گم راہی ہے۔

## ائمہ دین کے اقوال :-

یہاں پر بعض ائمہ دین کے اقوال اختصار کے ساتھ نقل کیے جاتے ہیں:

امام عسقلانی ”تقریب العبدیہ“ میں حضرت معاویہ پر کلام کرتے ہوئے حضرت ابو سفیان کے بارے میں فرماتے ہیں:

ابن صخر بن حرب بن اُمیۃ ابن عبد الشمس ابن عبد مناف الاموی  
ابو سفیان صحابی شہیر اسلام علم الفتح و قائد مسند النین و فلاسین  
ابو سفیان بن محرز بن حرب بن اُمیۃ بن عبد الشمس بن عبد مناف الاموی ابو سفیان  
مشہور صحابی ہیں، فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے۔ ۳۰ھ میں ایمان لائے۔

علامہ زرقانی "شرح مواہب" میں حضور ﷺ کے کاتبوں کے ذیل میں حضرت ابوسفیان کے متعلق فرماتے ہیں:

اسلم فی الفتح و کان من المؤلفۃ ثم حسن اسلامہ و روی عن النبی ﷺ و عنہ ابنہ معاویہ و ابن عباس۔

فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے، پہلے مؤلفۃ القلوب میں سے تھے، پھر بہترین مسلمان ہو گئے، احادیث رسول ﷺ کی روایت کرتے ہیں اور آپ سے آپ کے بیٹے حضرت معاویہ اور حضرت ابن عباس نے روایت کی ہے۔

اور اسی میں ہے کہ

معاویہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیۃ الاموی ابو عبد الرحمن العلیفۃ صحابی اسلم قبل الفتح و کتب الوحی و مات فی رجب سنۃ ستین و قد قارب الثمانین۔

معاویہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیۃ الاموی ابو عبد الرحمن الخلیفہ صحابی تھے۔ فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے، کاتب وحی بھی رہے۔ ۶۰ھ ماہ رجب میں انتقال فرمایا۔ تقریباً اسی سال عمر تھی۔

امام بخاری نے اپنی تصحیح میں لکھا کہ

عن ابن ابی ملیکہ قال اوتر معاویہ رضی اللہ عنہ بعد العشاء برکۃ و عنده مولی لاہن عباس فاعی ابن عباس فقال ای ابن عباس دعه فانه قد صحب رسول اللہ ﷺ۔

حضرت ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ نے عشا کی نماز کے بعد ایک رکعت وتر پڑھی۔ آپ کے پاس ابن عباس کے ایک غلام بھی موجود تھے جب حضرت ابن عباس اُٹھ کر لائے تو انھوں نے یہ بات آپ سے بیان کی، اس پر حضرت ابن عباس نے فرمایا: "اے نبی ﷺ کے کاتب رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔"

ابن عباس نے فرمایا: "اے نبی ﷺ کے کاتب رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔"

ابن عباس نے فرمایا: "اے نبی ﷺ کے کاتب رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔"

ابن عباس نے فرمایا: "اے نبی ﷺ کے کاتب رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔"



صحابی و فقیہ ہونا اور آپ پر اعتراض سے رکتا ثابت ہو گیا۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ جو علمائے ظاہر و باطن کے امام ہیں، اپنی کتاب ”احیاء العلوم“ میں جو کہ فنِ تصوف میں اپنی نظیر نہیں رکھتی فرماتے ہیں کہ

اعتقاد اہل السنة تزكية جميع الصحابة و الثناء عليهم كما اتنى الله سبحانه تعالى و رسوله ﷺ و ما جرى بين معاوية و علي كان مبنياً على الاجتهاد۔

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کو پاک سمجھنا اور ان کی ایسی تعریف و توصیف کرنی جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے بیان کی ہے اور جو کچھ حضرت معاویہ اور حضرت علی کے درمیان ہوا وہ اجتہاد پر مبنی تھا۔

امام شعرانی نے اپنی کتاب ”الیواقیت و الجواہر فی بیان عقائد الاکابر“ میں مشائخ کرام کے عقائد حضرت شیخ اکبر کے کلام سے خصوصاً اور دیگر اکابر طریقت کے اقوال سے عموماً جمع کیے ہیں، آپ اس میں آپ فرماتے ہیں:

المبحث الحادی و الاربعون فی بیان وجوب الکف عما شجر بین الصحابة و وجوب اعتقاد انهم ماجورون و ذلک لانهم کلهم عدول باتفاق اهل السنة سواء من لابس الفتن و من لم یلبسها کل ذلک احساناً للظن بهم و حملهم فی ذلک علی الاجتهاد فان تلك الامور مبناها علیہ و کل مجتهد مصیب و ان المصیب واحد و المخطی معذور ماجور قال ابن الانباری لیس المراد بعدالتهم ثبوت العصمة لهم و انما المراد قبول رواياتهم فی احکام دیننا من غیر تکلف بحث عن البات العدالة و طلب التزكية و لم یثبت لنا شیء یقذح فی عدالتهم فنحن علی استصحاب ما كانوا علیہ فی زمن رسول الله ﷺ حتی یثبت خلافه و لا التفات الی ما یذکره بعض اهل السیر فان ذلک لا یصح و ان صح فله تاویل صحیح و کیف یحوز الظن فی حملة دیننا فنحن لم یأتنا خبر عن لیسنا ﷺ الا برأسهم فمن ظن فی الصحابة ظن فی نفس ذیہ لیس بعد الباب حملة لا

بينهما الخوض في معاوية و عمرو بن العاص و آخر بها و لا يفتي  
الاغترار بما نقله بعض الروافض من اهل البيت من كراهتهم فان  
مثل هذه المسئلة نزاعها دقيق و لا يحكم فيها الا رسول الله ﷺ  
فانها مسئلة نزاع بين اولاده و اصحابه رضى الله عنهم قال الكمال  
بن ابي شريف و ليس المراد بما شجر بين علي رضى الله تعالى عنه  
و معاوية رضى الله عنه المنازعة في الامارة كما توهمه بعضهم و  
انما المنازعة كانت بسبب تسليم قتلة عثمان كان راى على ان  
تاخير تسليمهم اصوب اذا المبادرة يودى الى اضطراب امر الامة و  
راى معاوية الى ان المبادرة للاقتصاص منهم اصوب فكل منهما  
مجتهد ماجور فهذا هو المراد بما شجر بينهم۔

اکتالیس دیں بحث مشاجرات صحابہ میں خاموشی کے واجب ہونے کے بیان میں۔  
اس بات کا اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ وہ عند اللہ ماجور ہیں اور یہ اتفاق اہل سنت  
تمام صحابہ عادل و منصف ہیں جو ان فتوں میں شریک ہوئے یا کنارہ کش رہے اور  
ان کے تمام جھگڑوں کو اجتہاد پر محمول کیا جائے و در شان کے بارے میں بُرے گمان  
کا حساب لیا جائے گا اس لیے کہ ان امور کا نشانہ ان حضرات پر عیب جوئی کرنا ہے اور  
یہ بات بھی ہے کہ ہر مجتہد مصیب و ماجر پائے گا اور قلی مخدور و ماجور ہوگا۔

ابن الاثیر کی تفسیر فرماتے ہیں کہ ان کی عدالت سے ان کی عصمت کا ثبوت مراد  
نہیں بلکہ اس سے مراد ان کے اثبات عدالت اور تقویٰ و پرہیزگاری کی بحث کے  
تلفظ میں پڑے پیرائے دین کے سلسلے میں ان کی روایات کو قبول کرنا ہے، اگر  
کئی ایسا چیز علم میں آئے جس سے صحابہ کی عدالت پر عیب لگ رہا ہو تو  
شک کیا جائے کہ ہم ان کی صحیحہ قبول کیا کریں اور بعض سیرت نگاروں نے جو کچھ  
یہ روایات نقل کیں ہیں ان کے لیے کہ وہ روایات سچی نہیں ہیں اور اگر سچ بھی  
ہوں تو ان کی عدالت پر عیب لگتا ہے۔

یہ روایات صحیحہ ہیں اور ان کی صحیحہ قبول کرنا واجب ہے (یعنی رسول اللہ  
ﷺ کی صحیحہ قبول کرنا واجب ہے) اور ان کی صحیحہ قبول کرنا واجب ہے جو



کچھ بھی ملا ان کے واسطے اور ذریعے سے ملا تو جس نے صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کی گویا کہ اُس نے خود اپنے دین پر طعن و تشنیع کی۔ صرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں نہیں بل کہ تمام صحابہ کرام کے بارے میں زبان طعن و تشنیع دراز نہ کی جائے اور صحابہ کرام کی اہل بیت پر جو تکبر بعض روافض سے منقول ہے اس کی طرف قطعاً توجہ نہ کی جائے کیوں کہ ان حضرات کا یہ جھگڑا بڑا رقیق ہے اور یہ بھی ہے کہ یہ جھگڑا حضور ﷺ کی اولاد اور صحابہ کے مابین ہے اس لیے اس کا فیصلہ آپ ہی پر چھوڑ دیا جائے۔ علامہ کمال ابن ابی شریف فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین اختلاف کا مقصد حکومت و امارت کا استحقاق نہیں تھا بل کہ اختلاف منازعت کا سبب قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قصاص میں تاخیر کو زیادہ مناسب سمجھتے تھے اور ان کا خیال تھا جلدی سے حکومت میں انتشار و اضطراب پڑے گا اور حضرت معاویہ قصاص میں تعیل زیادہ مناسب سمجھتے تھے۔ دونوں مجتہد عند اللہ ماجور و مثاب ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کا منشاے اختلاف یہی تھا۔

غوث اعظم سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی "نقیۃ الطالبین" میں فرماتے ہیں:

و اما قتالہ الطلحہ و الزبیر و عائشہ و معاویہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فقد نص الامام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علی الامساك عن ذلك و جميع ما شجر بينهم من منازعة و منافرة و خصومة لان الله تعالى يزيل ذلك من بينهم يوم القيامة كما قال عز من قائل: و نزعنا ما فی صدورهم من غل اخوانا علی سرر متقابلين و لان علیاً رضي الله عنه كان علی الحق فی قتالہ لانه كان يعتقد صحة امامته علی ما بیننا من اتفاق اهل الحل و العقد من الصحابة و رضي الله عنهم علی امامته و خلافه فمن خرج عن ذلك و اصرم حرباً کان باغياً خارجاً علی الامام فجاء قتالہ و من قتله من معاویہ و طلحہ و الزبیر رضي الله عنهم طلبوا ثار عثمان بن عفان رضي الله عنه خليفة عن المقبول طلباً و الذين قتلوه كانوا في عسكر علی رضي

اللہ عنہ فکل ذهب الی تاویل صحیح فاحسن احوالنا الامساك فی  
 ذلك و امرهم الی اللہ عزوجل و هو احکم الحاکمین و خیر  
 الفاصلین و الاشتغال بعیوب انفسنا و تطهیر قلوبنا من امهات  
 الذنوب و ظواهرنا من موبقات الامور و اما خلافة معاویة بن ابی  
 سفیان رضی اللہ عنہ فثابتة صحيحة بعد موت علی رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ و بعد خلع الحسن بن علی نفسه من الخلافة و تسليمها الی  
 معاویة رضی اللہ عنہ لرای راء الحسن رضی اللہ عنہ و مصلحة  
 عامة تحلفت له و هی حقن دماء المسلمین و تحقیق لقول النبی  
 ﷺ فی الحسن رضی اللہ عنہ ابنی هذا سید یصلح اللہ بین  
 فتنین عظیمین من المسلمین فوجبت امامته بعقد الحسن له فسمی  
 عامہ الجماعة لارتفاع الخلاف بین الجميع و اتباع الكل  
 لمعاویة لانه لم یکن هناك منازع ثالث فی الخلافة و خلافة مذکورة  
 فی قول النبی ﷺ و هو ما روی عن النبی ﷺ تدور وحی  
 الاسلام خمساً و ثلثین سنة او ستاً و ثلثین اربعاً و ثلاثین و المراد  
 بالرحی فی هذا الحديث القوة فی الدین و الخمس سنین الفاضلة  
 عن الثلاثین فهو من جملة خلافة معاویة الی تمام تسعة عشرة سنة و  
 شهر لان الثلاثین کملت لعلی رضی اللہ عنہ علی ما بینا۔

امام احمد بن حنبل نے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت  
 معاویہؓ اور حضرت مائکہؓ کے مابین جھگڑوں، نفرتوں اور دشمنی پر کف لسان  
 کی تفصیل فرمائی ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو ان باتوں سے قیامت کے  
 دن پاک فرمادے گا جیسا کہ اس کا ارشاد گرامی ہے و نزغنا ما فی صدورهم  
 من قبل ان یؤثروا علی سیر و مضامین (اور ہم کہہ ان کے دلوں میں کینہ ہوگا  
 اس سے پہلے کہ وہ آپس میں لڑیں) آئے سنا ہے جنوں پر ہیں کے (اس  
 کے بعد کہ ان کے دلوں میں کینہ ہوگئی کہ وہ خود اپنی امامت کی سمجھ کا اعتراف رکھتے  
 تھے اور آپس میں لڑنے کی باتیں کر رہے تھے)۔



اس کے بعد جس نے ان کی بیعت کا قلابہ اپنی گردن سے اُتارادہ باغی اور امام پر خروج کرنے والا تھا۔ اس صورت میں اس کا قتل جائز تھا اور جن حضرات مثلاً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی۔ خلیفہ برحق حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کر رہے تھے جن کو ظلماً قتل کیا گیا تھا جب کہ قاتل حضرت علی کے لشکر میں تھے۔ ان دونوں گروہ نے اپنی اپنی جگہ صحیح تاویل اختیار کی، ہمارے لیے اس معاملے میں سکوت سب سے بہتر ہے۔ ان حضرات کا معاملہ اللہ رب العزت کے سپرد ہے، وہ احکم الحاکمین اور بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ ہمارے لیے عیوب سے نفس کی اور گناہوں سے دل کی تطہیر اور موبقات امور سے اپنے ظاہر کو پاک کرنے میں مشغول ہونا زیادہ بہتر ہے۔ اور رہی حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات اور حضرت حسن کی خلافت سے دست برداری اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سوئچ دینے کے بعد ثابت و درست ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ غور و فکر کے بعد مصلحت عامہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد کر کے مسلمانوں کو خوں ریزی سے بچا کر حضور ﷺ کی پیشین گوئی پر پورے اُتر آئے کیوں کہ آپ ﷺ کا فرمان تھا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے، اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امامت واجب ہو گئی اور اس اتحاد و اتفاق والے سال کو ”عام الجماعة“ (اجتماع کا سال) کہا جانے لگا اس لیے کہ تمام لوگوں نے اختلاف ختم کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس کے علاوہ کوئی تیسرا دعوے دار تھا بھی نہیں۔

حضرت معاویہ کی خلافت کا ذکر احادیث مبارکہ میں بھی آتا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ”اسلام کی چکی ۳۵ یا ۳۶ یا ۳۷ سال تک چلتی رہے گی“ اس حدیث میں چکی سے مراد دین کی قوت ہے اور تیس سال سے پانچ سال بعد ان کے چلنے سے حضرت معاویہ کے انیس سالہ زمانہ خلافت کے پانچ سال مراد ہیں۔ کیوں کہ تیس سال حضرت علی کی خلافت تک مکمل ہو چکے تھے۔ اس لیے کہ ان کے بعد حضرت معاویہ کی خلافت شروع ہوئی۔ اسی کتاب میں مزید فرماتے ہیں:

اتفق اهل السنة على وجوب الكف فيما شجر بينهم و الامساك عن  
 مساويهم و اظهار فضائلهم و محاسنهم و تسليم امرهم الى الله  
 عز وجل على ما كان و جرى اختلاف على و طلحة و الزبير و عائشة  
 و معاوية رضوان الله عليهم اجمعين على ما قلنا بيانه و اعطاء كل  
 ذي فضل فضله كما قال الله عز وجل: و الذين جاءوا من بعدهم  
 يقولون ربنا اغفر لنا و لاجواننا الذين سبقونا بالايمان و لا تجعل في  
 قلوبنا غلا للذين امنوا ربنا انك رؤوف رحيم۔ و قال الله: تلك امة  
 قد خلت لهما ما كسبت و لكم ما كسبت و لا تسئلون عما كانوا يعملون۔  
 اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام کے آپس کے اختلافات اور ان کی برائی سے  
 خاموشی اختیار کرنا ضروری ہے اور ان کے فضائل و محاسن کا اظہار کرنا اور ان کے تمام  
 معاملات جیسے بھی تھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ضروری ہے۔

حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اختلافات کے  
 بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور ہر صاحب فضل کو اس نے حصہ عطا فرمایا ہے  
 جیسا کہ قرآن پاک میں آتا ہے:

”اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے یہ دعا کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم کو بخش  
 دے اور ہمارے بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں  
 میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دے، اے ہمارے رب! تو بڑا شفیق  
 ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

”یا ایک جماعت جو گزر چکی ان کا کیا ان کے سامنے آئے گا اور تمہارا کیا تمہارے  
 سامنے آئے گا اور جو کچھ کہتے رہے ان کی پوچھ گچھ تم سے نہ ہوگی۔“

یہ احادیث و روایات میں متعدد احادیث نقل فرمائی ہیں

اللہ تعالیٰ اعلم

مفت محمد رفیع رحمانی

مفت محمد رفیع رحمانی



جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو اپنی زبانوں کو قابو میں رکھو!

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

و اياکم و ما شجر بین اصحابی فلو اتفق احدکم مثل احد ذہبا ما بلغ مد احدہم و لا نصفہ۔

میرے صحابہ کے آپس کے اختلاف کے بارے میں خاموش رہو! تم میں اگر کوئی اُحد پہاڑ جتنا سونا خرچ کر دے تو ان جیسا ثواب نہیں پاسکتا بل کہ اس کا نصف ثواب بھی حاصل نہیں کر سکتا۔

آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا:

لا تسبوا اصحابی فمن سبہم فعليه لعنة اللہ۔

میرے صحابہ کو دشنام (گالی) نہ دو جس نے میرے صحابہ کو دشنام دی اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

طوبی لمن رانی و من رانی من رانی۔

اس آدمی کے لیے خوش خبری ہے جس نے مجھے دیکھا اور اس شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث مروی ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

ان اللہ عزوجل اختارتی و اختار لی اصحابی فجعلہم انصاری و جعلہم اصہاری و انہ سبجی اخر الزمان قوم یقصونہم الا فلا تو اکلہم الا فلا تشاربوہم الا فلا تناکحوہم الا فلا تصلوا معہم و لا تصلوا علیہم علیہم حلت اللعنة۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند کیا اور میرے لیے میرے صحابہ کو پسند کیا انہیں میرا مددگار اور رشتہ دار بنایا، ان قریب آخری زمانے میں ایک قوم آئے گی جو ان حضرات کی تنقیص کرے گی۔ خبردار ان کے ساتھ کھانا پکانا، خیرداران کے ساتھ نکاح نہ کرنا، خیرداران کے ساتھ نماز نہ پڑھنا اور ان کے ساتھ دعا نہ پڑھنا لعنت مسلط ہوگی۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

لا يدخل النار احد ممن بايع تحت الشجرة۔

جن لوگوں نے (حدیبیہ کے مقام پر) درخت کے نیچے بیعت کی ہے ان میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں نہ جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اطلع الله على اهل بدر فقال: اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم۔

اللہ تعالیٰ اہل بدر پر متوجہ ہوا اور فرمایا: میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے، اب جو چاہو کرو!

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اصحابی کالنجوم فباہم اقتديتم اهتديتم۔

میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تو تم نے ان میں سے جس کی بھی اقتدا کی ہدایت پاؤ گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

من مات من اصحابي بارضي جعل شفيعاً لاهل تلك الارض۔

میرا جو صحابی جس علاقے میں انتقال کرے گا وہاں کے لوگوں کا شفیع ہوگا۔

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جس نے اصحاب رسول کی امانت میں ایک کلمہ بھی کہا ہو وہ اہل ہوا میں شامل ہے۔

علامہ قاضی عیاض شافعی فرماتے ہیں کہ

و من توثق به صحابہ و برہ توثق اصحابہ و برہم و معرفة حقہم و

الاعتناء بهم و حسن البناء علیہم و الامساك عما شجر بہم و

معادلة من عاداهم و الاجراء من اخبار المورخين و جہلة الرواة و

مقابل الشبهة و البطلان من القادحة في احد منهم و ان يلصق لهم

بعض ما قيل من مثل انهم من النعم الحسن التاويلات و

انهم من النعم الحسن و انهم من النعم الحسن و انهم من النعم الحسن و

انهم من النعم الحسن و انهم من النعم الحسن و انهم من النعم الحسن و



و یسکت عما وراء ذلك كما قال: اذا ذكر اصحابی فامسکو۔  
 حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ آپ کے صحابہ کی تعظیم کی جائے ان کے ساتھ نیکی کی جائے ان کے حقوق کو پہچانا جائے اسی طرح ان کی اقتداء کرنی، عمدہ الفاظ میں تعریف و توصیف کرنی اور ان کے آپس کے اختلافات سے کف لسان کرنا ان کے دشمنوں سے دشمنی کرنا، مؤرخین کے اقوال گم راہ شیعوں اور بدعتیوں کی بے سرو پا روایتوں سے احتراز کرنا اور ان کے آپس کے جھگڑوں اور اختلاف کو اچھی تاویلات پر محمول کرنا اور وہ ان تمام باتوں کے اہل بھی ہیں۔ اسی طرح انہیں برائی سے یاد نہ کرے بل کہ ان کے حسنات اور فضائل بیان کرے اس کے علاوہ تمام باتوں سے خاموشی اختیار کرے جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو زبانوں کو قابو میں رکھا کرو! آگے مزید فرماتے ہیں:

قال رجل للمعافى ابن عمران ابن عمر بن عبد العزيز عن معاوية فغضب و قال لا يقاس باصحاب النبي ﷺ احد معاوية صاحبه و صهره و كاتبه و امته على وحيه الخ  
 ایک آدمی نے حضرت معافی بن عمران بن عبد العزیز کے سامنے حضرت معاویہ کے بارے میں کچھ بری بات کی تو وہ غصہ میں آگئے اور فرمایا کہ رسول اللہ کے صحابہ کو کسی پر قیاس نہ کیا جائے۔ حضرت معاویہ صحابی ہیں، رسول اللہ کے رشتہ دار ہیں، کاتب رسول ہیں اور وحی کے امین ہیں۔

: امام نووی شرح مسلم کتاب الزکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ

الروایات صریحة فی ان علیا رضی اللہ عنہ کان هو المصیب الحق و الطائفة الاخری اصحاب معاوية كانوا بغاة مناولین و لیه التصريح بان الطائفتین مومنون لا یخرجون بالقتال عن الایمان و لا یفسقون و هذا مذهبنا و مذهب هو القیاس۔

اس بارے میں صریح روایات ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب پر کبھی اور حضرت معاویہ کے گروہ نے ان سے بغاوت کی تھی اور اسی میں یہ صریح ہے کہ وہ کفار

گروہ مومن ہیں اور اس جدال و قتال سے ایمان سے خارج نہیں ہوئے اور فاسق بھی نہیں ہوئے۔ یہی ہمارا اور ہمارے اصحاب کا مذہب ہے۔

اسی شرح مسلم کی کتاب الفتن میں امام نووی فرماتے ہیں:

و اعلم ان الدماء التي جرت بين الصحابة رضي الله عنهم ليست بدخلة في هذا الوعيد و مذهب اهل السنة و الحق احسان الظن بهم و الامساك عما شجر بينهم و تاويل قتالهم و انهم مجتهدون متاولون لم يقصدوا معصية و لا محض الدنيا بل اعتقد كل فريق انه الحق و مخالفة باغ فوجبت عليه قتاله ليرجع الى امر الله و كان بعضهم مصيباً و بعضهم مخطئاً معذوراً في الخطاء لان اجتهاد المجتهد اذا اخطا لا الم عليه و كان على رضي الله عنه هو الحق المصيب في تلك الحروب هذا مذهب اهل السنة۔

جانتا چاہیے کہ وہ خوں ریزی جو صحابہ کرام کے مابین واقع ہوئی ہے وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے اور اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ کہتا ہے کہ ان کے ساتھ حسن ظن رکھو، ان کے آپس کے اختلافات سے خاموشی اختیار کرو اور ان کے جدال و قتال کی تاویل یہ ہے کہ ۱۔ مجتہد اور تاویل کرنے والے تھے۔ انھوں نے یہ اختلاف معصیت اور دنیا کی ہوا و حرص کے لیے نہیں کیا بلکہ ان دونوں گروہوں میں ہر ایک پر اعتقاد رکھتا تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مخالف غلطی پر ہے اس صورت میں قتال واجب تھا تا کہ مخالف گروہ کو اللہ کے راستے کی طرف واپس پھیر دیا جائے چناں چہ اس اجتہاد میں بعض مصیب اور بعض قحطی تھے، لیکن معذور فی الخطا تھے اس لیے کہ مجتہد سے جب خطا ہو جائے تو اسے مجرم نہیں ٹھہرایا جاتا، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ان جنگوں اور لڑائیوں میں حضرت علی کا اجتہاد مصیب اور درست تھا۔ اہل سنت کا

مذہب یہ ہے کہ: "ما عمار تقاتل فانه الباغية" (اے عمار! تجھے باغی

مذہب کے امام نووی نے صریحاً کہا ہے کہ: "انہم مجتهدون متاولون لم يقصدوا معصية و لا محض الدنيا بل اعتقد كل فريق انه الحق و مخالفة باغ فوجبت عليه قتاله ليرجع الى امر الله و كان بعضهم مصيباً و بعضهم مخطئاً معذوراً في الخطاء لان اجتهاد المجتهد اذا اخطا لا الم عليه و كان على رضي الله عنه هو الحق المصيب في تلك الحروب هذا مذهب اهل السنة۔"



و الطائفة الاخرى بغاة لكنهم مجتهدون فلا اثم عليهم لذلك كما قد  
مناه في مواضع۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت علی کی اصابت اور حق پر ہونے اور  
دوسرے گروہ کے باغی ہونے پر واضح دلیل ہے چوں کہ دوسرا گروہ بھی مجتہد تھا اس  
لیے ان پر کوئی گناہ نہیں ہے جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے کئی مقامات پر وضاحت کی  
ہے۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں توقیر صحابہ اور جاہل مؤرخین کی منقولہ روایات طعن و تشنیع  
سے عدم التفات کی وضاحت کے بعد فرماتے ہیں کہ

و ما وقع بينهم من المنازعات و المحاربات فله محامل و تاويلات  
و هو ان كلا اداة اجتهاده الى ان الحق ما فعله فتعين عليه و ان كان  
اخطاء ك معاوية مع علي فانه مصيب باتفاق اهل الحق و معاوية  
ما جور و ان اخطا۔

ان حضرات کے مابین جو منازعات اور محاربات تھے ان کے محامل اور تاویلات ہیں  
اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک نے اپنے اجتہاد کے تقاضے کو پورا کیا، اگرچہ اس میں غلطی بھی  
ہوئی جیسا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا حالانکہ یہ اتفاق  
اہل حق حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے، لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی غلطی کے باوجود  
عند اللہ ماجور ہیں۔

علامہ زرقانی اسی شرح مواہب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کے بیان میں فرماتے ہیں:  
منها ان اصحابه كله عدول بفعل الله تعالى و تعد يله عليه السلام  
لظواهر الكتاب نحو: محمد رسول الله و الذين معه الائمة و السببة  
لتقبل رواياتهم كما نص عليه ابن التبري و غيره و اشار اليه بقوله  
فلا يبحث عن عدالة احد منهم في شهادة و لا رواية كما يبحث عن  
سائر الرواة و غيرهم لانهم غير الامة و من طرد عنهم قاطع كسرقة  
و زنا عمل بمقتضاء و لكن لا يفسقون بها فسق به غيرهم كمن  
ذكره جلا المعلى في شرح جمع الفروع فليس ذلهم ذلهم

شہادتہم و لو وقعت کبیرۃ من بعضہم اقیم حدہا۔  
 تمام صحابہ تعدیل الہی اور تعدیل حضور ﷺ کے ساتھ عادل ہیں جس کا ثبوت ظواہر  
 کتاب و سنت سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: محمد رسول اللہ و  
 الذین معہ الایۃ، تو ان کی روایات قبول کی جائیں گی، علامہ ابن الانباری نے اس  
 طرف اپنے اس قول میں اشارہ کیا ہے کہ دوسرے راویوں کی طرح ان کی شہادت  
 اور روایت میں کسی کو بھٹے نہیں کرنی چاہیے کیوں کہ یہ خیر الامت ہیں اور جن  
 حضرات نے چوری اور زنا ایسی غلطی سرزد ہوئی ہے اُسے اقتضائے بشری پر محمول کیا  
 جائے گا اور جس عمل سے دوسروں کو فاسق کہا جاتا ہے اس عمل سے صحابہ کو فاسق نہیں  
 کہا جاسکتا جیسا کہ علامہ جلال الدین محلی نے شرح جمع الجوامع میں لکھا ہے کہ ایسے  
 افراد کی روایت اور شہادت قبول کی جائے گی، ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر ان میں سے  
 کسی سے گناہ کبیرہ سرزد ہوا تو اس پر حد لگے گی۔

### دونوں گروہ مسلمان تھے:-

علامہ زرقانی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین صلح والی حدیث کو  
 شرح میں لکھا ہے کہ

و فیہ لہ لم یخرج احد من الطائفین فی تلک الفتنة بقول او عمل عن  
 الاسلام الا احدهما مصیبة و الاخری مضطنة و کل منہما ماجور۔  
 اس فقرے میں شامل دونوں گروہوں میں کوئی ایک بھی نہ قولاً اور نہ فعلاً اسلام سے خارج  
 ہوا، ہر ایک گروہ مصیب اور دوسرا قحطی تھا اور دونوں ہی اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔

### حضرت حسن کی دست برداری کی اصل وجہ:-

علامہ سطلانی شرح بخاری ج ۱ ص ۱۸۱ میں حدیث و لعل اللہ یصلح بہ فتنین  
 من المسلمین (اللہ تعالیٰ ان کے لیے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کروائے)

میں لکھا ہے: طائفتان من اہل الاسلام و طائفة الحسن و  
 طائفة معاویہ (دو گروہ مسلمانوں کے درمیان صلح کروائے)



الامر فدعاه ورعه الى ترك الملك رغبة فيما عند الله و لم يكن ذلك  
لعلة و لا لقلّة و قوله من المسلمين دليل على انه لم يخرج احد من  
الطائفتين في تلك الفتنة من قول او فعل عن الاسلام اذ احدى  
الطائفتين مصيبة و الاخرى مخطئة ماجورة۔

فہمین سے مراد حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا گروہ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا گروہ ہے، جنہوں نے اُن کے ہاتھ پر مرنے کی بیعت کی ہوئی تھی ایسے لوگوں کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ خلافت کے سب لوگوں سے زیادہ حق دار حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ تھے لیکن اُن کے ورع و تقویٰ اور رغبت مع اللہ نے انہیں دنیاوی حکومت سے دور رکھا۔ آپ کی طرف سے صلح کی پیش کش کم زوری اور قلت لشکر کی وجہ سے نہیں تھی، حدیث پاک میں لفظ المسلمین اس بات کی دلیل ہے کہ اس فتنے میں شامل دونوں گروہوں میں سے کوئی بھی قولاً اور فعلاً اسلام سے خارج نہیں ہوا، ان دونوں میں سے ایک مصیب اور دوسرا خطی ہے، لیکن عند اللہ دونوں ماجور و مثاب ہیں۔

حضرت معاویہ کے لیے دعا:-

حدیث پاک میں وارد ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاویہ کے لیے دعا کرتے ہوئے

ارشاد فرمایا:

”اے اللہ! تو ان کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا، اور ان کے ذریعے سے

ہدایت دے!“

اس حدیث کی شرح کے ضمن میں ملا علی قاری مرقاة شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

لا ارباب ان دعا النبی ﷺ مستجاب فمن كان هذا حاله كيف

یروتاب فی حقہ۔

بے شک نبی ﷺ کی دعا مستجاب ہے تو جس کی ایسی حالت ہے اس کے بارے میں

کیسے شک کیا جاسکتا ہے۔

صحابی کا مرتبہ:-

یہی ملا علی قاری مرقاة شرح مشکوٰۃ میں دوسرے صحابہ کرام کی فضیلت بیان کرتے ہوئے

لکھتے ہیں کہ

مثل لابن المبارك ايها افضل معاوية او عمر بن عبد العزيز فقال  
الغيار الذي دخل في انف فرس معاوية مع النبي ﷺ خير من مثل  
عمر بن عبد العزيز كذا كذا مرة۔

اگر کوئی آدمی حضرت ابن مبارک سے حضرت معاویہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز  
کے بارے میں سوال کرتا کہ ان میں سے کون افضل ہے تو آپ فرماتے حضور ﷺ  
کے ساتھ جاتے ہوئے حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں جو غبار داخل ہوا وہ  
عمر بن عبد العزیز سے بہتر ہے۔

قطعیات اور ظہیریت میں فرق:-

بحر اہل اہب میں ہے کہ

اجمع اهل السنة و الجماعة على وجوب تعظيم الصحابة و الكف  
عن ذكرهم الا بغير لما ورد من الآيات و الاحاديث في فضائلهم و  
مناقبهم و وجوب الكف عن الطعن فيهم عموماً۔

اہل سنت و جماعت کا تعظیم صحابہ کے وجوب، ان کی اچھی باتوں کے ذکر اور  
ناپسندیدہ باتوں سے خاموشی پر اجماع ہے اس لیے کہ آیات و احادیث ان کے  
فضائل و مناقب میں وارد ہیں ان حضرات کے بارے میں طعن و تشنیع سے زبان کو  
رہنما واجب ہے۔

وہ آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ جو عمومیت کے ساتھ صحابہ کی فضیلت میں تھیں لکھنے کے  
بعد فرماتے ہیں کہ

و ما نقله از باب السير في بعضهم كمعاوية و عمرو بن العاص و  
غيره بن شعبة و غيرهم رضى الله عنهم يفضض عنه و لا يسمع اذ  
فصل كسبهم مع النبي ﷺ طعن و ما نقل طعن فلا يراهم  
الطعن و انما قال قال النبي ﷺ اذا ذكر اصحابي فامسكوا و  
لا تراءوا علي كل من يسمع شيئا من ذلك ان يثبت فيه و لا ينسبه الي



احدهم لمجرد رواية في كتاب او سماعة من شخص بل لا بد ان يبحث عنه حتى يصح عنده نسبه الى احدهم فحينئذ الواجب ان يلتزم لهم احسن التاويلات اصول المخارج اذ هم اهل لذلك و ما وقع بينهم من المنازعات و المحاربات فله محامل و تاويلات۔

ارباب سیر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس سے صرف نظر کرنی چاہیے اور ان کی باتوں پر توجہ نہیں دینی چاہیے اس لیے کہ ان کی فضیلت و محبت مع انبی صلی اللہ علیہم وسلم قطعی ہے اور ارباب سیر کے اقوال ظنی ہیں اور جو چیز ظن سے منقول ہو وہ قطعی سے مراحم نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو اپنی زبانوں کو قابو میں رکھا کرو اور جو آدمی بھی ان حضرات کے بارے میں کوئی اس قسم کی بات سنے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس میں غور کرے صرف کسی کتاب میں دیکھنے یا کسی شخص سے سننے سے ان کی طرف نسبت نہ کرے، غور و خوض کے بعد جب ایک چیز ثابت ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کی اچھی تاویل کرے اور اُسے درست مخارج پر محمول کرے اس لیے کہ وہ اس (حسن ظن) کے اہل ہیں، اور ان کے درمیان جو اختلافات اور جنگیں واقع ہوئیں ان کی تاویلیں ہیں۔

### خلافت میں اختلاف کے وقت خلیفہ کون تھا؟

اسی طرح صاحب بحر المذاہب ائمہ دین کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ  
فلنخص ان معاویۃ رضی اللہ عنہ لم یکن فی امام علی رضی اللہ عنہ  
خلیفۃ و انما کان خلیفۃ حق و امام صدق بعد علی رضی اللہ عنہ  
عند تسلیم الحسن رضی اللہ عنہ امر الخلافة له و ان هذا التسليم  
لم یکن اضطراراً بل اختیاراً و انه لم یستحق الثمن و الطعن و لا  
یباح له السب و اللعن فالطاعن فيه طاعن فی نفسه و دینہ  
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں خلیفہ نہیں تھے بل کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ  
کی وفات اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے امر خلافت ان کے سپرد کر دینے کے بعد وہ خلیفہ

برحق اور امام صادق مقرر ہوئے۔ حضرت حسن ؑ کا خلافت سے دست بردار ہونا  
اضطراری نہیں بل کہ اختیاری تھا۔ ان پر عیب جوئی اور طعنہ زنی سے باز رہنا چاہیے  
اور دشنام طرازی سے احتراز کرنا چاہیے ان پر طعنہ زن خود مطعون ہے بل کہ وہ  
اپنے نفس اور دین پر طعنہ زنی کر رہا ہے۔

علامہ ابن حجر کی ”مواہق محرقہ“ میں فرماتے ہیں کہ

و من اعتقاد اهل السنة و الجماعة ان ماجرى بين علي و معاوية من  
الحروب فلم يكن لمنازعة معاوية لعلي رضي الله عنه في الخلافة  
للاجتماع على حقيقتها لعلي فلم تهيج الفتنة بسببها و انما هاجت  
بسبب ان معاوية و من معه طلبوا من علي تسليم قسلة عثمان رضي  
الله عنه اليهم لكون المعاوية ابن عمه فامتنع علي ظنا منه ان  
تسلمهم اليه على الفور مع كثرة عشائرهم يؤدي الى اضطراب و  
نزول في امر الخلافة۔

یہ بات اہل سنت و جماعت کے اعتقاد میں شامل ہے کہ حضرت علی ؑ اور حضرت  
معاویہ ؓ کے مابین جو لڑائیاں ہوئی ہیں اس پر اجماع ہے کہ وہ استحقاق خلافت  
میں نہ تھے اور جو فتنے برپا ہوئے ان کا سبب بھی یہ نہ تھا بل کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ  
حضرت معاویہ ؓ، حضرت عثمان ؓ کے چچا زاد بھائی ہونے کی حیثیت سے  
حضرت علی ؑ سے قاتلین عثمان کو مانگتے تھے، حضرت علی انہیں سپرد کرنے سے یہ  
گمان کرتے ہوئے احتراز کر رہے تھے کہ ان قاتلین کے رشتہ داروں کی کثرت کی  
وجہ سے ان کی فوری پیرنگی سے اختلاف پھیلے گا اور نظام حکومت متوہ بالا ہو کر رہ  
جائے گا۔

علامہ ابن حجر کی ”مواہق محرقہ“ کے ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ

و من اعتقاد اهل السنة و الجماعة ان معاوية رضي الله عنه لم  
يطلب من علي تسليم قسلة عثمان رضي الله عنه اليهم لكون  
المعاوية ابن عمه فامتنع علي ظنا منه ان تسلمهم اليه على  
الفور مع كثرة عشائرهم يؤدي الى اضطراب و نزول في امر  
الخليفة۔



اہل سنت کے اعتقاد میں یہ بات بھی داخل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ تھے البتہ انہیں اپنے اجتہاد کا ایک اجر ضرور ملے گا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک اجر صرف اجتہاد پر اور دوسرا اجتہاد کے درست ہونے پر ملے گا بل کہ دس اجر ملیں گے۔

### خلافت حضرت معاویہ:-

”صحیح بخاری“ کی وہ حدیث جو پیچھے مذکور ہوئی جس میں حضور اکرم ﷺ نے امام حسن کے بارے میں فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہوگا، اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہ ہوں کے درمیان صلح کروائے گا، اس حدیث کے تحت علامہ ابن حجر مکی ”صواعق محرقہ“ میں فرماتے ہیں:

فكان توجيهاً مبيناً لوقوع الاصلاح بين الفئتين من المسلمين فيه دلالة على صحة ما فعله الحسن رضي الله عنه و علي انه مختار فيه و علي ان تلك الفوائد الشرعية و هي صحة خلافة معاوية فالحق ثبوت الخلافة لمعاوية من حيث و انه بعد ذلك خليفة حق و امام صادق كيف و قد اخرج الترمذي و حسنه عن عبد الرحمن بن ابي عميرة الصحابي عن النبي ﷺ انه قال لمعاوية اللهم اجعله هادياً مهدياً و اخرج احمد في مسنده عن العرياض ابن سارية سمعت رسول الله ﷺ يقول: اللهم علم معاوية الكتاب و الحساب و قبه العذاب فتأمل دعاء النبي ﷺ في الحديث الاول بان الله يجعله هادياً مهدياً الحديث حسن فهو مما يحتاج به علي فضل معاوية و انه لا ذم يلحقه بتلك الحروب لما علمت انها كانت بغية علي اجتهد لان المجتهد اذا اخطأ لا يلام عليه و لا ذم يلحقه بسبب ذلك لانه معلوم و لذا كتب له اجر و بما يدل بفضله ايضاً الدعاء له في الحديث الثاني و لا شك ان دعاء النبي ﷺ مستجاب فعلمنا منه انه لا عقاب علي معاوية فيما فعل بل له الاجر كما تقرر و قد سمي النبي ﷺ فئة مسلمين فدل علي بقاء حرمة الاسلام و انهم لقائون

على حد سواء فلا فسق و لا نقض يلحق احد بهما لما قررناه و فنة معاوية و ان كانت باغية لكنه بغى لا فسق۔

اس حدیث میں حضور ﷺ نے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے مابین صلح کا ذکر فرمایا اور یہ دلیل ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کے درست ہونے کی دوسری بات یہ ہے کہ اس سے صلح کے بارے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا اختیار بھی ثابت ہوتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا صحیح ہونا بھی ثابت ہوا۔ حق بات تو یہ ہے کہ اس صلح کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت ہو گئی اور وہ اس کے بعد خلیفہ برحق اور امام صادق قرار پائے۔

امام ترمذی نے روایت کی ہے اور اس روایت کو حسن قرار دیا ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی عمیرہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہم اجعلہ ہادیا مہدیا (اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا) اور امام احمد اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”اے اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور اس کو عذاب سے بچا!“

پہلی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ آپ کے لیے یہ دعا فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہادی و مہدی بنائے۔ یہ حدیث حسن ہے اور اسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے مابین جو جنگیں ہوئیں ہیں ان میں آپ پر انگشت نمائی نہیں کی جاسکتی کیوں کہ وہ جنگیں اجتہاد پر مبنی تھیں اور اگر مجتہد غلطی کرے تو اس کا عذر معقول ہونے کی وجہ سے اس کی ملامت اور مذمت نہیں کی جائے گی۔ اسی غلطی کی وجہ سے تو وہ ایک اجر کا مستحق ہو رہا ہے۔

دوسری حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ آپ کے لیے دعا فرما رہے ہیں اور دعاے رسول ﷺ صحابہ و مہمل ہے چنانچہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس غلطی میں کیا ہے اس پر ان کا اجر ملے گا۔ حدیث مذکورہ میں جو کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اس سے اس کی اسلام کی بنا پر دلالت کر رہا ہے۔ اگرچہ اس حدیث میں اس کی مذمت نہیں کی گئی۔



حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ باغی تھا، لیکن اس کو فاسق نہیں کہا جائے گا۔  
علامہ ابن حجر مکی "صواعق محرقہ" میں فرماتے ہیں:

و اما ما يستباحه بعض المبتدعة من سبه و لعنه فله فيه اسوة اى اسوة  
بالشيخين و عثمان و اكثر الصحابة فلا يلتفت لذلك و لا يقول عليه  
فانه لم يصدر الا من قوم حمقاء جهلاء فلعنهم الله و خذلهم اقبح  
اللعنة و الخذلان و اقام على رؤوسهم من سيوف اهل السنة ما  
وضح الدلائل و البرهان۔

یہ جو بعض بدعتی لوگ کہتے ہیں کہ "جس نے ان حضرات کو گالی دی اور ان پر لعنت  
بھیجی اس کے لئے طریقہ ہے۔" یعنی حضرات شیخین اور حضرت عثمان کا طریقہ ہے  
ان کے اس قول کا کوئی اعتبار نہیں کیوں کہ ایسی باتیں اکثر جہلا کرتے ہیں۔ ایسے  
لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو اور ذلیل و رسوا ہوں اہل سنت کے واضح دلائل و براہین کی  
تلواریں ایسے لوگوں کے سروں پر لٹک رہی ہیں۔

### خون بہا میں تاخیر کا سبب:-

علامہ ابن ہمام "مسائرہ" میں فرماتے ہیں:

و ما جرى بين معاوية و علي رضي الله عنه كان مبنياً على الاجتهاد  
و لا منازعة من معاوية اذ ظن علي رضي الله عنه ان تسليم قلة  
عثمان مع كثرة عشائره و اختلاطهم بالمسكر يؤدى الى  
اضطراب امر الامامة خصوصاً في بدايتها و العاصم اصوب الى ان  
يتحققوا التمكن منه و يلقطهم لان بعضهم عزم على الخروج على  
و قتله لما نادى يوم الجمل بان يخرج عنه قلة عثمان على ما نقل  
في القصة من كلام الاشتر النعماني ان صح۔ والله اعلم۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ منازعت اور ٹھٹھڑے پر نہیں،  
اجتہاد پر مبنی تھی۔ حضرت علی کا خیال تھا کہ کاتبان عثمان جو بے لبتے والے ہیں اور  
فوج میں شامل ہو چکے ہیں اب اگر کوئی فوجی کارروائی سائنے آئی ہے تو اس سے





اللہ عنہ و کذا بعدہا و لقولہ علیہ السلام اصحابی کالنجوم باہم اقتدیتم اہتدیتم۔ رواہ الدارمی وابن عدی وغیرہما۔ قال ابن دقیق العید فی عقیدتہ ما نقل فیما شجر بینہم و اختلفوا فیہ فمنہ ما ہو باطل و کذب فلا يلتفت الیہ و ما کان صحیحاً اولناہ تاویلاً حسناً لان الثناء علیہم من اللہ سابق و ما نقل من الکلام اللاحق محتمل للتأویل و المشکوک و الموهوم و لا یبطل المحقق و العلوم۔

صحابہ کا ذکر خیر ہی کرو! اگر ان میں کسی کی کچھ ایسی باتیں ہیں جو بہ ظاہر نظر آتی ہیں تو وہ یا تو اجتہاد کی قبیل سے ہیں یا ایسی ہیں جن سے ان کا مقصد فساد و عناد نہیں بل کہ ان حضرات سے حسن ظن کی بنا پر خیر پر محمول کرنا چاہیے کیوں کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”سب سے بہتر زمانہ میرا ہے“ اور مزید ارشاد فرمایا کہ ”جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو خاموش رہو!“ اسی لیے جمہور علما کا قول ہے کہ تمام صحابہ کرام قتل عثمان اور اختلاف علی و معاویہ کے پہلے بھی اور بعد بھی عادل ہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے جسے داری اور ابن عدی نے روایت کیا ہے کہ ”میرے صحابہ سفاروں کی مانند ہیں، تو ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے، ہدایت پا جاؤ گے۔“ علامہ ابن دقیق العید فرماتے ہیں کہ ”مشاجرات صحابہ میں دو قسم کی روایتیں منقول ہیں ایک باطل اور جھوٹ، یہ تو قابل اعتنائی نہیں اور دوسری صحیح روایتیں، ان کی اچھی اور مناسب تاویل کرنی چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ پہلے ان کی تعریف و توصیف فرما چکا ہے اور بعد میں جو باتیں ان سے منسوب یا منقول ہیں وہ قابل تاویل ہیں اس لیے کہ محقق و معلوم کو مشکوک و موهوم چیز باطل نہیں کر سکتی۔

ملا علی قاری ”شرح فقہا کبر“ میں فرماتے ہیں:

و اما ما وقع من امتناع جماعة من الصحابة عن نصرۃ علی و علی اللہ عنہ و الخروج معه الی المحاربة و من معارضة طاغیة منهم کما فی حرب الجمل و الصفین فلا یصل علی عدم صحة صحابہ و لا علی تعلیل مخالفہ فی ولایۃ الیہم اللہ عنہ و علی اللہ عنہ بل کان عن خطاء فی اجتہاد علیہم۔



فتنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ یہی یہ آگاہی کہ تاویل فاسد مواخذہ (دنیا) اٹھا دینے میں (عند الشریع) تاویل صحیح کے مساوی ٹھہری ہے تو یہ وہ علم خفی تھا جو حضرت علی کے حصے میں آیا تھا۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا تھا کہ ”تم سے تاویل پر جنگ کی جائے گی جیسا کہ تنزیل پر کی گئی ہے“ چنانچہ بعد میں دونوں صحابی اپنے کیے پر نادم تھے اور حضرت عائشہ بھی پچھتاتی تھیں اور اتاروتیں کہ دوپٹہ تر ہو جاتا، حضرت معاویہ بھی اگرچہ خاطمی تھے، مگر آپ نے جو کچھ کیا تاویل کی بنیاد پر کیا، لہذا اس سے آپ فاسق نہیں ہوئے، اہل سنت و جماعت نے انہیں باغی کہنے میں اختلاف کیا بعض نے اس سے روکا، لیکن دوسرا گروہ رسول اللہ کی حدیث پیش کرتا ہے جس میں آپ نے حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ ”تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔“

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ”تکمیل الایمان“ میں فرماتے ہیں:

و نکف عن ذکر الصحابة الا بنعیر روش اہل السنۃ و جماعت آنست کہ صحابہ رسول را بجز خیر یاد نمی کنند و لعن و سب و شتم و اعتراض و انکار بر ایشان نکند و با ایشان بہ راہ سوی ادب نروند از جهت نگاہ داشت محبت آن حضرت علی علیہ السلام و ورود فضائل و مناقب ایشان در آیات و احادیث عموماً۔

ہم صحابہ کا صرف ذکر خیر ہی کرتے ہیں اور اہل سنت و جماعت کا طریقہ بھی یہی ہے کہ صحابہ کا ذکر خیر ہی کیا جائے۔ ان پر لعن طعن، تشنیع اور اعتراض و انکار نہ کیا جائے اور ان سے سوئے ادبی نہ کی جائے، کیوں کہ ان حضرات نے رسول اللہ کی محبت پائی ہے اور ان کے فضائل و مناقب آیات و حدیث میں بہ کثرت موجود ہیں۔ مزید فرماتے ہیں:

و از ان چہ از بعضی از ایشان مشاہیرات و محاربات و تقصیر در حفظ حقوق اہل بیت نبوی و رعایت ادب ایشان نقل کنند بعد از تسلیم محبت آن اخبار از ان اہل حق و عدل و تعادل کنند و گفتہ ناگفتہ و شنیدہ و ناشنیدہ و انکار نہ ذریا کہ محبت ایشان با حق تعالی است و نقل ہای دیگر ظنی و ظن با حقین معارض گروہ و تشنیع ظنی و شرکی گروہ و سب و لعن و انکار دار السلام و سنہ با صحابہ و عمر بن الخطاب و غیرہ و انکار از ان اہل حق است



ہر کہ بہ راہ اتباع مشائخ سنت و جماعت اود گو کہ زبان را از سب و لعن ایشان بر بندد و  
اگر چہ بہ جهت تصور بعضی امور کہ قدر مشترک ازاں بسرحد تو اتر رسیده است باطن را  
کہ دورتی و خاطر را وحشتی دست دہد باوجود او سلامت در اغماض و کف از ایشانست در  
آثار آمدہ است کہ در غزوہ صفین شخصے را از جانب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نزد حضرت  
امیر مومنینؑ اسیر کردہ آوردند یکے از حاضران بر حال وی ترحم آورد و گفت سبحان اللہ من  
می دانم کہ وے مسلمان بود و مسلمان خوب بود حیف کہ آخر حال وے چنین شد حضرت  
امیر ولایت پناہ فرمود چہ کوئی کہ وی هنوز مسلمان است و با جملہ بے لعن در ایشان  
اگر مخالف دلیل قطعی باشد کفر است چنان چہ قذف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا معاذ اللہ من  
ذلک کہ طہارت ذیل وی ازاں پہنصوص قرآن ثابت است و اثنا بدعت و فسق بود۔

بعض کی آپس میں مشامرات و محاربات اور اہل بیت رسول کے حقوق میں کوتاہی  
منقول ہے اس میں اول تو تحقیق و تفتیش کی جائے اگر ایسی کوئی چیز ثابت بھی ہو تو  
اُسے گفتہ نہ گفتہ اور شنیدہ نہ شنیدہ کر دیا جائے کیوں کہ ان حضرات کی صحبت مع النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور روایات قطعی۔ چنان چہ یقین کا معارض نہیں اسی لئے ظن سے یقین  
متروک نہیں ہوتا۔ چنانچہ سرحد دار السلام پر آباد حضرات میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ  
حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ وغیرہم کی کچھ باتیں ایسی ہیں جو حد تو اتر  
کو پہنچی ہوئی ہیں جنہاں سے باطن میں کدورت اور دل میں وحشت پیدا ہوتی ہے لیکن  
جو لوگ مشائخ اہل سنت و جماعت کے تابع ہیں اپنی زبانوں کو بند رکھتے ہیں اور ان  
حضرات کے بارے میں کوئی نازیبا کلمہ زبان پر نہیں لاتے نہ آثار میں ہے کہ جنگ  
مطہم میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر سے ایک گرفتار شدہ آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی  
خدمت میں حاضر کیا گیا۔ حاضرین میں سے ایک آدمی کو اس پر رحم آگیا اور کہنے لگا:  
اے علیؑ! یہ شخص مجھ سے بہت اچھا مسلمان سمجھتا تھا اسوں کہ آخر ان کی یہ حالت ہو  
گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ شخص جو وہ تو اب بھی مسلمان ہیں۔  
اگرچہ ان کے دل میں کدورت ہو لیکن ان کی زبانیں قطعی سے مخالف ہے تو کفر

اسی میں آگے فرماتے ہیں:

و بعد از وی علی مرتضیٰ خود متعین بود پس وے کرم اللہ وجہہ بہ اجماع اہل حل و عقد خلیفہ برحق و امام مطلق شد و نزاع و خلافتی کہ از مخالفان در زمان خلافت وی بہ وجود آمد نہ در استحقاق خلافت و حق امامت بود بل کہ منشا ی آن نفی و خروج و خطا در اجتہاد کہ تعجیل عقوبت قاتلان عثمان باشد بود پس معاویہ و عائشہ بر آں آمدند کہ زود عقوبت باید کرد علی و صحابہ دیگر بہ تاخیر آں رفتند۔

شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ (حق دار ہونے کی بنا پر) خود بہ خود خلیفہ متعین ہو گئے۔ آپ اہل حل و عقد کے اجماع سے خلیفہ برحق اور امام مطلق ہوئے اور مخالفین کی طرف سے جو نزاع آپ کے دور خلافت میں ہوا وہ استحقاق خلافت اور حق امامت میں نہیں تھا بل کہ اس بغاوت و خروج کا منشا اجتہاد میں خطا تھی کہ حضرت معاویہ اور حضرت عائشہ قاتلین عثمان کو فوری سزا دینے کے حق میں تھے، اور حضرت علی اور دیگر صحابہ اس میں تاخیر مناسب سمجھتے تھے۔

علامہ جمال الدین محدث "روضۃ الاحباب فی سیرۃ النبی والالہ والاصحاب" میں فرماتے ہیں: پوشیدہ نہ اند کہ مخالفت و خصامت کہ میان بعضی از صحابہ واقع شدہ نزد اہل سنت و جماعت محمول براین است کہ عن اجتہاد بود لا عن نفسانیت و ہمہ آں ہا قابل تاویلات و محال صحیحہ است و یہ تقدیر تسلیم کہ بعضی از محمل قویم و تاویلی مستقیم نباشد گویم ایں مخالفتات و خصامات منقول ست از یثاں بہ طریق اخبار آحاد و اکثر آں ہا اضافہ و جائزۃ الکذب است و صلاحیت معارضہ بہ آیات قرآنی و احادیث صحیحہ مشہورہ ندارد پس سزاوار آں است کہ بہ سبب آں اخبار جسارت پہ طعن اصحاب جناب نبوت مآب کہ آں طعن موجب جسارت است یوم یقوم الحساب نہ نمایند تا ابطال کتاب و سنت بہ اخبار جائزۃ الکذب لازم نیاید و از تہدیدات و وعیدات کہ از صاحب شرح بہ ثبوت پیوستہ پر حذر باشد۔

واضح ہو کہ بعض صحابہ کرام کی آپس میں مخالفت و خصامت اہل سنت کے نزدیک نفسانیت پر نہیں بل کہ اجتہاد پر محمول ہے۔ اس مسئلہ کی مخالفت و خصامت کی تمام روایات تاویلات محال صحیحہ کے قابل ہیں۔ اگرچہ اہل حق و عدل اس سے احتیاط فرمیں۔





آں نیکو نباشد شام بدان ایشان را بہ بدی یاد مکنید کہ حق تعالی بہ برکت صحبت من  
آں ہار از ایشان در گزارند و در این باب احادیث بسیار است۔

تمام مسلمانوں کے لیے لازمی ہے کہ صحابہ کرام کو بہ نظر تعظیم دیکھیں اور کسی حال میں  
بھی ان نفوس قدسیہ کے سلسلے میں زبان درازی نہ کریں کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے  
اس فتنہ سے امت کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”میرے صحابہ کے بارے میں  
اللہ رب العزت سے ڈرو اور انھیں اعتراضات کا نشانہ نہ بناؤ، مجھے اس ذات کی قسم  
ہے جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اگر تم احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کرو تو  
بھی اس اجر و ثواب کو نہیں پاؤ گے اور نہ اس کا آدھا جو میرے صحابہ کو حاصل ہے۔“  
شیطان غصب اور نفس پرستی سے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتا رہتا ہے کہ صحابہ  
کرام کی آپس کی مخالفت دین کی وجہ سے رسول اللہ کے بعد ان کی سیرت میں تغیر  
آگیا تھا آپس میں جنگ کی، خوں ریزی کی، مسلمانوں کو فتنے میں مبتلا کیا۔

ان کے متعلق پہلے یہ بات ذہن میں راسخ کر لینی چاہیے کہ وہ بہ ہر کیف آدمی تھے  
فرشتے نہ تھے اور منصب نبوت پر بھی فائز نہ تھے کہ گناہوں سے معصوم ہوتے ان  
سے خطا تو ہو سکتی ہے، لیکن رسول اللہ کے شرف صحبت و مجلس کی وجہ سے اس پر اصرار  
ممکن نہیں جب کبھی ایسا موقع آیا تو حق بات کی وضاحت کے بعد فوراً حق کی طرف  
ماائل ہو گئے اس بارے میں اہل حق کا مذہب بھی یہ ہے کہ بندہ صرف گناہ کرنے  
سے کافر نہیں ہوتا (اس کی دلیل عن قریب آئے گی) اور اگر کافر نہیں ہوتا تو لازماً  
مومن ہو گا تو مومن فاسق کو بھی سب و شتم کرنا جائز نہیں۔ چہ جائے کہ صحابہ کرام کی  
برائی کی جائے جن کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی  
عزت و حرمت کی وصیت فرمائی ہے اور ان کی غیب جوئی پر سرزنش کی ہے اور فرمایا:  
میرے صحابہ سے کچھ نامناسب چیزوں کا صدور ہو گا، لیکن تم لوگ ان پر نگہ نہ  
کرنا کیوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب ان کی اس قسم کی باتوں سے درگزر فرمائے گا۔

امام غزالی کا نقطہ نظر:-

امام غزالی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”سب سے زیادہ گناہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے صحابہ کو برا بھلا کہنا۔“

پس بہ آخر ہمہ رسول مارا مٹی خیمہ بہ خلق فرستاد و نبوت وی بہ درجہ کمال رسانید کہ بیچ زیادت را باں راہ نبود بہ این است اورا خاتم انبیا کرد کہ بعد از وی بیچ پیغمبر نباشد و ہمہ خلق را از جن و انس بہ متابعت او فرمود و اورا ہمہ سید پیغمبران گردانید و یاران و اصحاب اورا بہترین یاران و اصحاب دیگر پیغمبران کرد و صلوات اللہ علیہم اجمعین۔  
 اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کے آخر میں ہمارے نبی مٹی خیمہ کو مخلوق کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا اور مقام نبوت میں وہ کمال عطا فرمایا جس سے زیادتی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور خاتم الانبیا بنا کر بھیجا جن کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آسکتا۔ تمام جن و انس کو آپ کی اطاعت و مطابعت کا حکم دیا گیا اور تمام نبیوں کا سردار بنایا گیا اور دوسرے انبیاء کرام کے صحابہ سے بہتر صحابہ عطا فرمائے گئے۔

### عمر بن عبدالعزیز کا خواب:-

نیز امام غزالی رحمہ اللہ "کیمیائے سعادت" میں احوال مردماں کے بیان میں لکھتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز مکیہ میں رسول مٹی خیمہ راہ خواب دیدم بابو بکر و عمر نشستہ چوں بہ ایساں نشستہ نام کا دلی و معاویہ را ہماوردند و در خانہ فرستادند و در بستر در وقت علی را دیدم کہ بیرون آمد و گفت قطعی لی و رب الکعبۃ یعنی کہ حق مرا آنہا دند پس بزودی معاویہ بیرون آمد و گفت قطعی لی و رب الکعبۃ مرا نیز عنو کردند و ہما مرزیدند۔

عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ مٹی خیمہ کو اس حالت میں دیکھا کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اس محفل میں حاضر ہوا تھا کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں آئے اور ایک مکان میں پہنچ گئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر آئے اور فرمایا: قطعی لی و رب الکعبۃ (واللہ اعلم بالصواب) پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ باہر آئے اور فرمایا: قطعی لی و رب الکعبۃ (واللہ اعلم بالصواب) پھر مجھے معاف کر دیا گیا۔

یہ خواب عمر بن عبدالعزیز کے ہاں جو معتدور بل کہ جمہور میں مشہور ہے، اس کا بیان ہے کہ اس باب میں مؤرخین کی روایتیں مختلف ہیں اور بعض روایات کی شرف محفل

اور حضور ﷺ کے وعدہ کے مطابق صحابہ کرام کی خطائیں بخشش شدہ اور مغفور ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ:-

اگر کوئی یہ کہے کہ ”تحفۂ اثنا عشریہ“ (تصنیف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ) میں رافضیوں اور اہل سنت کے سلسلہ میں ایک سوال و جواب میں مذکور ہے:

**سوال:** جب آپ انھیں (حضرت معاویہ کو) باغی و مغلوب سمجھتے ہیں تو ان پر لعنت کیوں نہیں کرتے؟

**جواب:** اہل سنت و جماعت کے نزدیک مرتکب کبیرہ پر لعنت جائز نہیں اور باغی مرتکب کبیرہ ہے اس لئے اس پر لعنت جائز نہیں۔

اس جواب سے ظاہر ہے کہ شاہ صاحب حضرت معاویہ پر اگرچہ لعنت کو جائز نہیں سمجھتے، مگر ان کو مرتکب کبیرہ ضرور سمجھتے ہیں، جب کہ آپ نے ثابت کیا کہ حضرت معاویہ سے خطاے اجتہادی ہوئی تھی۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ”تحفۂ اثنا عشریہ“ میں شاہ صاحب کا مخاطب فرقہ مخالف سے ہے۔ اس لیے اسے مبنی بر تنزل سمجھا جائے گا، ورنہ اس جواب میں جمہور کی مخالفت کے ساتھ ساتھ اپنے والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب ”ازلۃ الخفا“ کی مخالفت بھی لازم آئے گی۔ حالاں کہ آپ ”تحفۂ اثنا عشریہ“ میں اس کتاب کی تعریف کر چکے ہیں، مثلاً شاہ ولی اللہ دہلوی اپنی کتاب ”ازلۃ الخفا“ میں فرماتے ہیں:

حضرت معاویہ مجتہد قحطی ہیں اور شبہ سے تمسک کی وجہ سے معذور ہیں۔ اس پر قصہ

اہل جمل کی طرح میزان شرع میں میں نے بہت واضح دلیل دی ہے۔

اور شیخ احمد سرہندی نے اپنے ”مکتوبات“ میں جو قول نقل کیا ہے، شاہ عبدالعزیز کا یہ جواب اس کے بھی مخالف ہے۔

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے اپنے ”مکتوبات“ میں اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، ”مکتوبات“ جلد ۱۲۵ میں جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کی قطعاً ہم جہاں نقل کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ و اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ



چاہیے۔ خطیب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ان اللہ اختارنی و  
 اختار لی اصحاب و اختارنی منهم اصهاراً و انصاراً فمن حفظنی  
 فیہم حفظہ اللہ و من اذانی فیہم اذاہ اللہ (بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے  
 پسند فرمایا اور میرے لیے صحابہ کو پسند کیا انہیں میرے لیے مددگار اور رشتہ داری کے  
 لیے پسند کیا جس نے ان کے بارے میں مجھے محفوظ رکھا اللہ تعالیٰ اُسے محفوظ رکھے گا  
 اور جس نے ان کے بارے میں مجھے اذیت و تکلیف دی اللہ تعالیٰ اُسے اذیت و  
 تکلیف دے گا)

اور طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
 من سب اصحابی فعليه لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعین (جس  
 نے میرے صحابہ کو برا کہا اس پر اللہ تعالیٰ ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے)  
 ابن عدی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان  
 اشْرارَ امتی اَجْرانہم علی اصحابی (میری امت کے شریر لوگ وہ ہیں جو  
 میرے صحابہ پر جرات کریں گے) ان حضرات کے اختلاف کو اچھی چیز پر محمول کرنا  
 چاہیے اور ہوا دھوس پر قیاس نہ کرنا چاہیے کیوں کہ ان حضرات کے اختلاف اجتہاد  
 اور تاویل پہنی ہیں اور جمہور اہل سنت و جماعت کا یہی مذہب ہے۔  
 آگے مزید فرماتے ہیں:

یہ بات پیش نظر رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقابلہ و مقاتلہ کرنے والے خطا پر تھے  
 اہل حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا چوں کہ یہ خطا اجتہادی تھی اس لیے ان حضرات کو  
 علامت اور ان سے مواخذہ نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ شارح مواقف نے آمدی سے  
 نقل کیا ہے کہ اختلاف جمل اور صفین اجتہاد پہنی تھا۔ شیخ ابو شکور سالمی نے تمہید میں  
 تصریح کی ہے کہ اہل سنت و جماعت اس پر متفق ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان  
 کے معاونین خطا پر تھے لیکن یہ خطا خطائے اجتہادی تھی۔ شیخ ابن حجر کی صواعق  
 محرقہ میں ہے کہ اہل سنت کے معتقدات میں یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا  
 اختلاف اجتہاد تھا نہ کہ اختلاف مذہب۔ شارح مواقف نے لکھا ہے کہ  
 اختلاف اجتہاد ہے نہ اختلاف مذہب۔ اس قول

میں کون سے اصحاب مراد ہیں (ان کی وضاحت نہیں ہے) اہل سنت کا قول گذشتہ اوراق میں آپ پڑھ چکے ہیں اور علمائے اُمت کی کتابیں اس خطا کے خطائے اجتہادی ہونے پر شاہد ہیں، جیسا کہ امام غزالی رحمہ اللہ اور قاضی ابوبکر رحمہ اللہ نے بھی صراحت کی ہے اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑنے والوں کی تھلیل و تفسیق جائز نہیں۔ قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں کہ ”جو شخص صحابہ رسول مثلاً حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت معاویہ اور حضرت عمرو ابن عامر میں سے کسی ایک پر سب و شتم کرے یا ان کی تھلیل و تکفیر کرے تو اسے قتل کر دیا جائے اور اگر ائمہ کرام پر سب و شتم کرے تو اسے سخت ترین سزا دی جائے۔ حضرت علی اور حضرت معاویہ کی طرف سے لڑنے والوں کی تکفیر جائز نہیں جیسا کہ خوارج نے کی اور اسی طرح ان کی تفسیق بھی جائز نہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے اور شارح مواقف نے کہا ہے کہ صحابہ نے ان حضرات کی طرف فسق کی نسبت کی ہے، یہ کیوں کر ہو سکتا ہے جب کہ حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور دیگر بے شمار صحابہ کرام اس میں شریک تھے بل کہ حضرت زبیر اور حضرت طلحہ جنگ جمل میں شہید ہوئے جب کہ حضرت معاویہ کا واقعہ جس میں انھوں نے تین ہزار لشکر کے ساتھ خروج کیا (اور معرکہ صفین برپا ہوا) بہت بعد کا ہے، ان حضرات کو قاسم کہنے کی جرأت دینی کر سکتا ہے جس کے دل میں مرض اور باطن میں خجٹ ہو۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض علمائے جو لفظ جور استعمال کیا ہے اور کہا ہے: کان اماماً جائراً اس سے مراد وہ جور نہیں جس کا معنی فسق و ضلالت ہے بل کہ اس سے مراد حضرت علی کی موجودگی میں خلافت کا عدم تحقق ہے اور یہ قول مذہب اہل سنت کے مطابق ہے۔ ارباب استقامت خلاف مقصود الفاظ کے استعمال سے اجتناب کرتے ہیں اور خطائے اجتہادی سے زیادہ کچھ نہیں کہتے۔ اس سے زیادہ الفاظ جائز بھی کیسے ہو سکتے ہیں کہوں کہ امام ابن جریر کی ”موسم عمر“ میں لکھتے ہیں: قد صح انہ کان اماماً عادلاً فی حقوق اللہ و فی حقوق المسلمین۔ یہ لفظ وہ حقوق الہی اور حقوق المسلمین میں امام عادل کے لیے ہے۔





حضرات ایسے ہوتے تو امام مالک کیسے ان پر سب وستم کرنے والے کو واجب القتل سمجھتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ اسے کبار میں شمار کرتے تھے ورنہ حکم قتل نہ لگاتے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی برائی کو حضرت ابو بکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی برائی کی طرح تصور کرتے تھے چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کسی مذمت و ملامت کے مستحق نہیں ہیں۔ (ترجمہ ملخصاً)

حضرت معاویہ پر تنقید زندیقوں کا کام ہے:-

اس سلسلہ میں مجدد الف ثانی لکھتے ہیں:

اے برادر! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس میدان میں اکیلے نہیں بل کہ کم و بیش نصف صحابہ کرام آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے والوں کو اگر کافر و فاسق کہا جائے تو دین متین کے اس حصے سے دست بردار ہونا پڑے گا جو ان حضرات کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ اس کو صرف زندیق ہی جائز قرار دے سکتے ہیں جن کا مقصد دین مبین کا ابطال ہوتا ہے۔

اے برادر! اس فتنہ کا منشا قاتلین عثمان سے قصاص لینا تھا۔ سب سے پہلے مدینہ منورہ سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ میدان میں آئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان حضرات کی موافقت و معاونت کی۔ جنگ جمل حضرت علی اور ان حضرات کے مابین ہوئی اور تیرہ ہزار آدمی شہید ہوئے۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ اس جنگ کا سبب قاتلین عثمان سے قصاص میں تاخیر کرنا تھا۔ اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اس گروہ میں شامل ہو گئے اور معرکہ صفین برپا ہوا۔

حضرت امام غزالی نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ اختلاف حق و باطل میں نہیں تھا بل کہ حضرت علی سے مطالبہ قصاص تھا۔ امام ابن حجر کی رائے بھی اس قول کو ملالت کے معنی میں شمار کیا ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن سہلی نے معرکہ جمل سے پہلے ان کی گفتگو سے اس کی عہارت نقل کی ہے۔ شیخ ابوالحسن سہلی فرماتے ہیں:-



البتہ یزید فاسقوں کے گروہ میں شامل ہے اس کی لعنت میں توقف اور سکوت اس لیے ہے کہ اہل سنت و جماعت کے ہاں یہ قاعدہ ہے کہ شخص معین اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو اس پر لعنت جائز نہیں الا یہ کہ اس کے خاتمہ بالکفر کا یقین ہو جیسا کہ ابولہب اور اس کی بیوی ہیں۔ اہل سنت کے سکوت کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ مستحق لعنت نہیں بل کہ اس کا ملعون ہونا آیت کریمہ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ (بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے) سے ثابت ہے۔

### آخری گزارش:-

مکتوب کا اختتام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس دور میں اکثر لوگوں نے خلافت و امامت میں بحث شروع کی ہوئی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت کو اپنا نصب العین بنایا ہوا ہے۔ جہلا مؤرخین اور مردگان اہل بدعت کی تقلید میں صحابہ کرام کو نازیبا الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور ان نفوس قدسیہ کی طرف نامناسب باتیں منسوب کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے عوام کی ضرورت اور خیر خواہی کے پیش نظر اپنے علم کے مطابق جو کچھ جانتا تھا سپرد قلم کر کے دوستوں اور عزیزوں کو ارسال کیا کیوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اذا ظهرت الفتن، او قال: البدع و سبت اصحابی فلیظهر العالم علمہ فمن لم یفعل ذلك فعليه لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعین لا یقبل الله حرقا و لا عدلا۔ (جب فتنے ظاہر ہوں یا بدعت کا رواج ہونے لگے اور میرے صحابہ پر دشنام طرازی ہونے لگے پس عالم کو چاہیے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے ورنہ اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت سے نہ ان کے نواقل اور نہ فرض قبول کیے جائیں گے) چنانچہ اہل سنت و جماعت کے معتقدات کو مدار اعتقاد بنانا چاہیے اور زید و عمرو کی باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہیے۔ من گھڑت افسانوں کو مدار اعتقاد بنانا اپنے آپ کو ضائع کرنا ہے صرف گروہ کی تکیہ ضروری ہے جس پر نجات کا مدار ہے اس کے علاوہ امید نجات کسی بھی حالت میں نہیں کی جاسکتی۔ و السلام علیکم و علی سائر من اتبع الہدی و السلام علیہم و علیہم



عليه و على الله الصلوة و السلام۔ (ترجمہ ملخصاً)

سردست اپنے ائمہ کرام کی کتابوں کے حوالوں سے یہ مختصر رسالہ پیش کر رہا ہوں اگرچہ اس کے علاوہ دوسری عبارتیں بھی ہیں، لیکن ہم نے اپنے ائمہ کرام کی عبارات کو کافی سمجھتے ہوئے دوسری عبارتوں کا تذکرہ نہیں کیا۔

یہ پوری بحث جنگ جمل و صفین کے شرکا کے بارے میں ہے جن کے سربراہ حضرات صحابہ کرام تھے، لیکن جنگ نہروان کے شرکا جو کہ محققین کے قول کے مطابق نہ صحابہ کرام تھے اور نہ وہ مجتہد تھے، بہ ایں ہمہ حضرت علی کے لشکر سے علاحدہ ہو لیے اور خواہ مخواہ آپ کی تکفیر کی ایسے لوگ فاسق ہیں البتہ ان کے کفر میں اختلاف ہے تاہم عدم تکفیر کا قول رائج ہے۔ صحیح روایات کے مطابق خود حضرت علی نے ان کی تکفیر سے انکار کیا ہے جیسا کہ امام قسطلانی نے ”ارشاد الساری شرح بخاری“، امام نووی نے ”شرح صحیح مسلم“، ملا علی قاری نے ”مرقاۃ شرح مشکوٰۃ“ اور امام ابن ہمام نے ”فتح القدیر“ میں اور دوسرے علما نے اپنی اپنی کتابوں میں اس بات کی تحقیق کی ہے۔ ہم نے یہ خوف طوالت ان کتابوں کی عبارتیں نقل نہیں کی ہیں۔ حرید تحقیق کے طالب ان کتابوں کی طرف رجوع کریں فقط

عبد القادر محبت رسول ابن مولانا فضل رسول قادری بدایونی

کان اللہ لہما

تصدیقات علماے بدایوں

۱۔ الجواب صحیح۔ نور احمد قادری

۲۔ صحیح الجواب۔ محمد فراج الحق غنی مد

۳۔ طائیفہ المجیب المصیب لہو مقرون بالصواب۔ محمد فسیح الدین قادری

۴۔ جامع المسیح و مع الباطل ان الباطل کان زہولاً۔

۵۔ جامع المسیح و مع الباطل ان الباطل کان زہولاً۔

۶۔ جامع المسیح و مع الباطل ان الباطل کان زہولاً۔

۷۔ جامع المسیح و مع الباطل ان الباطل کان زہولاً۔

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ  
کے بارے میں کیے گئے چند سوالات کے جوابات

محیط: خواجہ قطب الارشاد، شیخ الحدیث و التفسیر

علامہ محمد عبدالرشید جھنگوی مدظلہ

آستانہ عالیہ قطب آباد شریف، جھنگ

بسم الله الرحمن الرحيم۔

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله لقد جاءت  
رسل ربنا بالحق والحمد لله الذي ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره  
على الدين كله و لو كره المشركون۔ تبارك الذي نزل الفرقان على عبده  
ليكون للظلمين نذيراً۔ هو الذي ارسل نبينا ﷺ رحمة للظلمين فادخل  
تحت رحمته الانبياء والمرسلين والملائكة المقربين صلى الله تعالى وسلم و  
بارك عليه وعلى آله واصحابه و كل منتسب اليه دائماً ابداً كما يحب ربنا و  
يرضى و هو الولي الاعلى و قال في شان المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم  
باحسان: رضى الله عنهم و رضوا عنه و قال في مقام آخر في علو شانهم: و  
الذين امنوا بالله و رسله اولئك هم الصديقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم  
و نورهم والذين كفروا و كذبوا بايتنا اولئك اصحاب الجحيم و قال في حال  
المنافقين والرافضة والمتدعة: انا اطعنا سادتنا و كبراءنا فاضلونا السيئاً و ربنا  
انهم ضعفين من العذاب و عنهم لعنا كبراً

اما بعد...

آپ کا گرامی نامہ رمضان المبارک شریف کے اوائل میں موصول ہوا۔ اپنی علالت و بے  
فرستی کی وجہ سے جواب دینے میں تاخیر رہی، والد صاحب کے حزار شریف کا کام بھی شروع تھا،  
حفاظ کی منزلیں بھی منتی تھیں، بخار نے بھی اپنا ناغہ نہ کیا، اس وجہ سے دیر ہو گئی، پھر آپ کے یکے  
بعد دیگرے دو مکتوب آئے، میں نے بھی سمجھا کہ سابقہ مکتوب کا جواب چاہتے ہیں، بغیر پڑھے  
ان کو رکھ دیا، اب تیسرا خط جب آیا ہے جس میں ایک مولوی صاحب کی تقریر اور حضرت امیر  
معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں سب و شتم اور ان کے والدین کے کفر لکھے ہوئے کو جب پڑھا تو طبیعت  
کی خرابی کے باوجود سب اب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آمدہ سوالات کے جوابات لکھ دیتا ہوں کہ  
ایسے شقی القلب خبیث العقل کا جواب دینا باقی مشاغل کو چھوڑ کر لابدی اور ضروری ہے۔ ثابت کیا  
جائے گا کہ اس بے ہودہ شخص نے قرآن مجید فرقان حمید اور حدیث پاک اور اجماع امت کی  
حاکمیت کی ہے، نیز سامعین کے اعتقادات کو برباد کرنے کے لیے ڈیڑھ دو گھنٹہ بیان کیا ہے اس  
کا جواب دینا لازم ہے۔

اذا كان الغراب دليل قوم سيهلكهم طريق الهالكين

”جس قوم کا راہ نما کا ہودہ قوم کی سرداروں کی طرف سے رہنمائی کرے گا۔“

سوال 1: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امین اسرا بنیت، کاتب الوحی، خال المومنین اور رضی اللہ  
عنہ کہا جاتا ہے یا نہ؟

الجواب: جانتے ہیں۔ عام کا حد ہے کہ کوئی اعلیٰ درجہ کی یونیورسٹی یا کالج ہو تو اس میں داخلہ کے  
لیے ٹیسٹ لیا جاتا ہے، جب کہ عام کالجوں میں داخلہ کے لیے صرف یہ دیکھ لیا جاتا ہے کہ  
پہلے درجہ کا امتحان پاس کر لیا ہے، محمد رسول اللہ ﷺ کی درس گاہ کوئی عام درس گاہ نہ تھی، بل  
کہ دنیا بھر میں لامتناہی تربیت گاہ تھی، اس میں داخلہ کے لیے بھی رتب العالمین جل جلالہ  
نے ایک ٹیسٹ رکھا ہوا ہے جس کا انکھار ان الفاظ میں فرمایا ہے:

اولئك الذين احسن الله قلوبهم للفقوى لهم مغفرة واجر عظيم۔

(پارہ ۱۲۶، ج ۲، ص ۳)

میں نے ان کا دل اللہ عزوجل نے پیوستہ کر دیا ہے ان کے لیے

مغفرت و بڑا اجر عظیم ہے۔



و الزمهم كلمة التقوى و كانوا احق بها و اهلها۔ (پارہ ۲۶، الفتح ۲۶)  
 ”اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل  
 تھے۔“ (کنز الایمان)

ممتحن لوگ امتحان لے کر جن لوگوں کو پاس کر دیتے ہیں اور ان کو نمبر دے دیتے ہیں اس  
 میں غلطی کا احتمال بھی ہو سکتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ علیم بذات الصدور سے کب غلطی ممکن ہے، ادنیٰ  
 خیال غلطی کا بھی کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

و كان الله بكل شيء عليما۔ (پارہ ۲۶، الفتح ۲۶)

”اور اللہ عز و جل سب کچھ جانتا ہے۔“ (کنز الایمان)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے قدیم اور ازلی علم کے بعد ان کو جانچ پرکھ کر اس چیز کا حق دار بنادیا  
 اور ثابت کر دیا کہ حضور ﷺ کی درس گاہ اور تربیت گاہ میں داخلہ کی اہلیت اور قابلیت رکھتے ہیں اور  
 یہی لوگ اس شرف کے حق دار ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ پسند نہ ہو، اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اور اس  
 کا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ بل کہ تمام مسلمانوں کو حکم دیا۔ فرمایا:

فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا۔ (پارہ ۱۱، البقرہ ۱۳۷)

”پھر اگر وہ بھی یوں ہی ایمان لائے جیسا کہ تم لائے جب تو وہ ہدایت پا گئے۔“

(کنز الایمان)

تو جوان کو نہ مانے اس کے بارے میں فرمایا:

و ان تولوا فانما هم في شقاق (پارہ ۱۱، البقرہ ۱۳۷)

”اور اگر منہ پھیریں تو وہ نری ضد میں ہیں۔“ (کنز الایمان)

نہ ان کی دنیا ہے نہ آخرت اور نہ ہی ان کے اعمال کاہری و باطنی سے کوئی تعلق بل کہ وہ تمام  
 اعمال ہباء منشورا ہو جائیں گے اور یہ صرف صحابہ تک محدود نہ رکھا، بل کہ سورہ توبہ میں فرمایا:

و الذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم و رضوا عنهم۔ (پارہ ۱۱، التوبہ ۱۰۰)

”اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ عز و جل ان سے راضی اور وہ اللہ

عز و جل سے راضی۔“ (کنز الایمان)

تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہو گیا کہ آپ کو رضی اللہ عنہ کہنا جائز ہے۔ یعنی حضرت امیر

معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنا جائز ہے۔

## خال المؤمنین:-

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہم شیرہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ازدواجی رشتہ امت کے تمام افراد کے ساتھ ایک رشتہ قائم کر دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَ أَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ۔ (پارہ ۲۱، الاحزاب ۶)

”یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔“ (کنز الایمان)

جب ان کی بھائیاں تمام امت کی مائیں ہوئیں تو ان کے بھائی تمام امت کے خال ہوئے، رشتہ کے شرف کے ساتھ ان کا مومن ہونا بھی شرط ہے جو ایمان کی دولت سے محروم ہو اس کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں مائیں نہیں اور نہ ان کا بھائی خال ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خال المؤمنین ہونا اور کاتب الوحی ہونا تو شیعہ حضرات نے بھی تسلیم کیا ہے۔ ان کی کتاب ”احتجاج طبری“ مصری ص 92 پر ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا:

قال كتب معاوية الى امير المؤمنين علي عليه السلام ان لي فضائل كثيرة كان ابي سيدا في الجاهلية و صرت ملكا في الاسلام و انا صهر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم و خال المؤمنين و كاتب الوحی۔

”ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ میں بہت فضائل کا مالک ہوں میرے والد زمانہ جاہلیت میں سردار تھے اور میں اسلام میں سردار ہوں اور میں زوجہ رسول کا بھائی اور خال المؤمنین اور کاتب الوحی ہوں۔“

احتجاج طبری کے ماہرین کا بھی گمان ہے:

و قال ان معاوية خال المؤمنين لان عتبة زوجة الرسول بنت ابي طالب و عتبة بن ابي طالب خال علي بن ابي طالب و علي بن ابي طالب خال النبي صلی اللہ علیہ وسلم کلہن

و قال ان معاوية خال المؤمنين لان عتبة زوجة الرسول بنت ابي طالب و عتبة بن ابي طالب خال علي بن ابي طالب و علي بن ابي طالب خال النبي صلی اللہ علیہ وسلم کلہن

رسول تمہیں اور ازواجِ نبی ﷺ تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں، لہذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خال المومنین کہتے ہیں۔“

نوٹ: شیعہ محشی کو اتنا معلوم نہیں کہ ابوسفیان کی بیٹی کا نام اُمّ حبیبہ ہے یا صفیہ، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اس لیے کہ جس گھر کے ساتھ کسی کے روابط اور تعلقات نہ ہوں اس گھر کے افراد سے واقفیت نہیں ہو سکتی روافض کو چوں کہ اہل بیت رسول ﷺ سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں پھر واقفیت کیسے ہوگی؟ کچھ بھی ہو، سنی سنائی باتوں سے یہ تو لکھ دیا کہ وہ خال المومنین ہیں جیسے کسی شاعر نے کہا: گو دشمنی سے کرتے ہیں کرتے تو یاد ہیں نہیں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

کاتب الوحی:-

قرآن مجید چوں کہ الہامی کتاب ہے، اس کے تعارف کے لیے بھی آسانی کتاب درکار ہے، آسانی کتاب کی اشاعت کا انحصار آسانی حفاظت اور بقا پر ہے، اس واسطے رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ (پارہ ۱۴، سورہ ۹)

”بے شک ہم نے اُنار اے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہ بان ہیں۔“

(کنز الایمان)

اب جس پر نازل ہوئی اس کا امین ہونا اور لانے والے کا امین ہونا بھی ضروری ہے۔ لانے والے کو روح الامین کا لقب عطا فرمایا اور جس پر نازل ہوئی اُن کے حافظے اور یادداشت کی ضمانت بھی اللہ تعالیٰ نے خود دی۔ فرمایا:

مَنْ قَرَأَ فَلَا يَنْسِي۔ (پارہ ۱۴، سورہ ۶)

”اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے۔“ (کنز الایمان)

انسانوں تک پہنچانے والا امین ہو۔ پہنچانے کے دو ذریعے ہیں: وقتی اور دائمی؛ وقتی یہ کہ حضور ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے تلاوت کر کے جیسی نازل ہوئی تھی ستا دی۔ یہ حضور ﷺ کی ذات تک تھا، خود کیا، صحابہ کبار کو بھی حکم دیا۔ دائمی یہ ہے کہ اس کلمہ کی کتابت کا انتظام فرمایا، کتابت کا فریضہ یہ ہے کہ حضور ﷺ ایسے شخص کو کتابت کے لیے مقرر فرمائیں جو امین ہو۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی جا چکی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب الوحی تھے۔



”معانی الاخبار“ شیخ صدوق قمی ص 346 طبع جدید مطبع حیدری، تہران؛ اس میں ایک پورا باب ہے، جس کا عنوان ہے:

”استعانة النبي ﷺ بمعاوية في كتابة الوحي“

یعنی نبی ﷺ کا کتابت وحی میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدد حاصل کرنا۔

”انوار نعمانیہ“ محدث نعمت اللہ الجزائری کے ص 247 پر ہے:

و كذلك جعل معاوية من الكتاب قبل موته بسنة اشهر بمثل هذه

المصلحة و ايضا عثمان و اضرابه ما كانوا يحضرون الا في

المسجد مع جماعة الناس لما يكتبون الا ما نزل به جبرئيل بين الملاء۔

اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات سے چھ ماہ پہلے اس مصلحت کی

بنا پر کاتب وحی مقرر فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی مثل کاتب وحی مقرر فرمائے جو مسجد نبوی

میں حاضر ہو کر وحی قرآن لکھتے تھے جو ظاہر باہر نازل ہوتا تھا۔

محدث نعمت اللہ الجزائری کو یہاں دو باتوں کا اعتراف ہے:

۱۔ یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی مقرر فرمایا۔

۲۔ یہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی دیانت و امانت میں کوئی شبہ نہیں، وہی قرآن لکھتے تھے

جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا تھا۔

”تتقيح المقال في علم الرجال“ معروف بہ ماقتانی ص 222 پر حروف چھپی کے لحاظ سے باب

مسم میں لکھا ہے: (یہ کتاب شیعہ کے نزدیک اسمائے رجال میں لاغالی ہے)

فهو معاوية بن ابي سفيان اسمه صخر بن حرب بن امية بن عبد

الشمس بن عبد مناف يكنى ابا عبد الرحمن القرشي الاموي كاتب

رسول الله ﷺ ولي الخلافة حين مسلم الامر اليه حسن بن علي

عليهما السلام و صالحه و ذلك في شهر ربيع الآخر او جمادى

الاول سنة احدى و اربعين و مات يوم الخميس ثمان بقين من

شهر ربيع الثاني و هو ابن ثمان و مئتين سنة

و هو من آل سفيان بن زهير بن امية بن عبد شمس بن عبد مناف

بن عبد مناف بن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤي بن غالب بن فهر بن مالك بن النضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن إلياس بن مضر بن نضر بن معد بن عدنان

نے صلح کر لی اور خلافت ان کے حوالے کی تو یہ والی خلافت بنے۔ یہ صلح ربیع الآخر یا  
جمادی الاولیٰ 41ھ میں ہوئی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات 22 رجب  
60ھ میں بہ عمر 78 برس ہوئی۔“

یعنی شیعہ فن رجال کے ماہر علامہ مامقانی نے یہ تسلیم کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے امیر معاویہ  
رضی اللہ عنہ کو کاتب الوحی مقرر فرمایا۔ محدث نعمت اللہ الجزائری کی تحریر سے پہلے لکھا جا چکا ہے کہ حضور  
ﷺ نے اپنی وفات سے چھ ماہ قبل مصلحت کے طور پر ان کو کاتب وحی مقرر فرمایا اور ظاہر ہے کہ یہ  
انتخاب حضور اکرم ﷺ نے بہ حکم خداوندی کیا تھا، خدا و رسول کے اس انتخاب سے ناراض ہو کر  
اس حقیقت کو فسخ کرنے کے لیے بہت کوششیں لوگوں نے کی ہیں جس میں ”فصل الخطاب فی  
تحریف کتاب رب الارباب“ میں موجود ہے، مگر اصل حقیقت مذکورہ چار کتابوں سے ثابت ہو گئی  
کہ حضور ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی بہ امر خداوندی مقرر فرمایا تھا اور حضرت عمر  
فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو مصر کا عامل (گورنر) بنایا تھا۔ کیا غیر مومن بھی کاتب الوحی مقرر ہو سکتا ہے؟  
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتب الوحی ہونا ایک تاریخی حقیقت ہے، پھر بھی اگر ہٹ دھرمی کر کے  
یہ کہا جائے کہ مانا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے صہر تھے، تمام امت کے ماموں تھے،  
کاتب وحی تھے، مگر ان تمام اوصاف کے ہوتے ہوئے وہ مومن نہ تھے۔ (معاذ اللہ)  
پھر اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اتنی بڑی ذمہ داری کسی غیر مومن کو بھی سونپی جاسکتی ہے؟  
قرآن پاک سے رہنمائی ملتی ہے۔  
رب تعالیٰ فرماتا ہے:

انما المشركون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم هذا۔

(پارہ ۱۰، سورہ توبہ ۲۸)

”مشرک زے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آنے  
پائیں۔“ (کنز الایمان)

یہ آیت کریمہ 9ھ میں نازل ہوئی۔ نجاست کی دو قسمیں ہیں: ظاہری اور باطنی: ظاہری  
نجاست پانی کے ساتھ دھونے سے بھی دور ہو جاتی ہے، مگر نجاست باطنی پانی کے ساتھ دھونے  
سے بھی دور نہیں ہوتی۔ تو ان کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نجاست باطنی تھی  
(معاذ اللہ)، وہ پانی کے ساتھ دھونے سے بھی نہ اتر سکتی تھی، ان کو کاتب وحی مقرر کیا گیا؟

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اُن کو ان اوصاف کا مالک یوں بتا دیا کہ احسرتا ہ! کاش کہ مبلغ صاحب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت عقیدہ رکھتے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں انتہائی بے ہودہ باتیں کر کے اپنا اور سامعین کا ایمان خراب نہ کرتے۔

کیا ایسے شخص کی تقریر سننا، اس کی مجلس میں آنا اور خاموش بیٹھے رہنا اور دعوت دے کر اس کی خدمت اور نوازشیں کرنا اور تعظیم کے ساتھ روانہ کرنا جائز ہوگا؟ کیا وہ قابل تعظیم و تکریم ہے؟ حاشا و کلا۔

سوال 2: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ زندگی کے آخری دم تک شرف صحابیت پر فائز رہے یا جناب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کے بعد اس شرف سے محروم ہو گئے؟

سوال 3: جنگ جمل وصفین میں جن لوگوں نے جناب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے خلاف حصہ لیا، وہ کس لقب کے مستحق ہیں؟

الجواب: اجمالاً اس کا جواب ہماری سابقہ تحریر سے ثابت ہو گیا، تفصیلی جواب جنگ صفین کے بیان میں آجائے گا۔

یہودی سازش کے تحت سینکڑوں سال مسلسل پروپیگنڈا سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے محاسن اور مناقب پر دہیز پردے ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے، مگر جاہلوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا، بل کہ الزام تراشیوں کا تھوک کا کاروبار بھی شروع کر دیا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر جو الزام باندھے گئے ان میں واضح بہتان ہے کہ انھوں نے خلیفہ راشد کے خلاف جنگ کیوں کی؟ اس ضمن میں سب سے پہلے ہم یہ کہتے ہیں کہ جنگ کی وجہ اور بنیاد کیا تھی؟

”کتاب البلاء“ مع شرح ابن تیمیہ طبرانی جلد پنجم ص 194 پر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی ایک چٹھی ہے جو تمام شہروں میں بھیجی گئی۔

”کتابہ الی اہل الامصار یفصی فیہ ما جرى بینه و بین اہل الصفین و

مکانہ امیرنا انا العقیلنا و القوم من اہل الشام و الظاہر ان رہنا

واحد و نسیت واحد و دعوتنا فی الاسلام واحدة لا نستزیدہم فی

الامر الا ما لا یسیر بولنا الامر واحد الا ما



”حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے تمام شہروں کے لیے ایک گشتی مراسلہ لکھا کہ صفین میں ہمارے اور اہل شام کے درمیان جو جنگ ہوئی اس سے کوئی غلط فہمی نہ ہو کیوں کہ ہمارا رب ایک ہے، نبی ایک ہے، ہماری اسلام کی دعوت ایک ہے، ہم شامیوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان و یقین میں زیادتی کا دعویٰ نہیں کرتے اور نہ وہ ہم پر زیادتی کا دعویٰ کرتے ہیں اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان و یقین میں ہم دونوں فریق برابر ہیں، اختلاف صرف دم عثمان میں ہے اور ہم اس سے بری ہیں اور یہی تنازعہ کی وجہ ہے۔“

اس عبارت سے چند وجوہ ثابت ہو گئے:

- ۱- اختلاف صرف قتل عثمان میں ہے۔
- ۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چٹھی سے بنیادی طور پر یہ بات ثابت ہوئی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہ تو خلافت کے مدعی تھے نہ انہوں نے حکومت چھیننے کے لیے یہ جنگ لڑی بل کہ اس کی وجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ تھا اور یہ مطالبہ ہر متعلقہ انسان کا قانونی حق ہے۔
- ضمناً چند ایک اور امور بھی واضح طور پر سامنے آ گئے:
- ۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس امر کا اعلان کیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان اور ہمارے ایمان میں کوئی فرق نہیں، اگر کسی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے واقعی تعلق ہے۔
- تو اسے حضرت کی یہ بات ماننے میں پس و پیش نہیں کرنا چاہیے اور اگر اسی پر اصرار ہو کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایمان سے محروم ہیں (معاذ اللہ) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق دراصل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایمان کی نفی کر رہا ہے کیوں کہ ان کا اعلان ہے کہ ایمان میں ہم برابر ہیں، لہذا اگر معاذ اللہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایمان سے خالی ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان کے برابر ہوئے۔ (ثم معاذ اللہ)

- ۲- گشتی مراسلہ بھیجنے کا محرک کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام کو برا بھلا کہنا شروع کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اس بے ہودگی سے روکنے کے لیے حقیقت بتادی۔

اس سے ظاہر ہوا کہ یہ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بہتان ہے کہ خبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا جاتا تھا، یہ دراصل اپنے اس گستاخانے فعل پر پردہ ڈالنے کی کوشش ہے کہ برا بھلا کہنے کی

ابتدا حیدر علی کی طرف سے ہوئی اور اس سلسلہ میں اب وہ تو معذور ہیں۔

”نہج البلاغہ“ کی شرح ”درۃ النجیہ“ ص 301 پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس اعلان کی تائید ہے، وہ یوں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا:

قَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ أَقَاتِلْهُ لِأَنِّي أَفْضَلُ مِنْهُ وَلَكِنْ أَقَاتِلُ لِيُدْفَعَ إِلَيَّ قِصَّةُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔

”حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے میری جنگ اس بنا پر نہیں ہوئی کہ میں ان سے افضل ہوں بلکہ اس لیے ہوئی کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل میرے حوالے کریں۔“

دونوں عبارتیں ”نہج البلاغہ“ کی شروح کی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں ہوں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں ہوں، دونوں نے جنگ کی وجہ قصاص عثمان کو قرار دیا ہے۔ مقصد یہ ہوا کہ یہ کفر و اسلام کی جنگ نہ تھی۔ بات تو صاف ہے مگر یار لوگ کہتے ہیں کہ ”نہج البلاغہ“ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطبہ 16 سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صرف ان کے ظاہری اسلام کی بات کی تھی، باطن میں تو وہ مسلمان نہیں تھے۔ خطبہ 16 کی عبارت یہ ہے:

قَالَ مَا اسْلَمُوا وَلَكِنْ اسْتَسْلَمُوا وَاسْبَرُوا الْكُفْرَ لَلِّمَاءِ وَجَدُوا اَعْوَالَ عَلَيْهِ اظهروا۔

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ مسلمان نہیں ہوئے بلکہ ظاہری طور پر اسلام کو مان لیا اور ان کے باطن میں کفر پوشیدہ ہے جب انہوں نے کفر میں مددگار پائے تو کفر کو ظاہر کر دیا۔“

”نہج البلاغہ“ کے قارئین سب نے یہی اعتراض یا تاویل کی ہے۔ اس کے جواب میں کیا دیا جائے؟ کہ یہ لفظ ”استسلم“ کا کیا کیا ہے؟ آسان بات یہ تھی کہ کہہ دیتے کہ حضرت نے کفر کا اعلان کیا۔

میری رائے یہ ہے کہ ”نہج البلاغہ“ میں لفظ ”استسلم“ کا صحیح معنی یہ ہے۔

”استسلم“ کے معنی یہ ہیں کہ اگر کسی نے کسی کو اسلام دینے کا کہا تو اس نے قبول کر لیا۔ جیسے ”درۃ النجیہ“ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

چوتھی بات یہ ہے کہ یہ خطبہ اس وقت کا ہے جب جنگ شروع نہیں ہوئی تھی اور گشتی مراسلہ جنگ کے بعد اور صلح ہونے کے بعد کا ہے۔ لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ شہادت پہلے کی تاریخ ہے۔

اب ذرا ظاہری اور باطنی ایمان پر اصولی بات کی جائے۔

۱- ہم ظاہری شریعت کے مکلف ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ظاہری ایمان کی شہادت دے دی۔ عقیدہ باطنی چیز ہے، جس کی حقیقت معلوم کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔

۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان کیا کہ ہم اور اہل شام ایمان میں برابر ہیں، تو دوسری توجیہ کے مطابق مطلب یہ ہوگا کہ معاذ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جیسے میں ظاہر مسلمان ہوں ویسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ظاہر میں مسلمان ہیں، جیسے باطن میں ہیں ویسے ہی میں ہوں۔ (معاذ اللہ)

۳- پھر جو آپ نے فرمایا: ربنا واحد.... اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جیسے ظاہر میں میرا رب ایک ہے اور رسول بھی اور دعوت اسلام بھی ایک ہے باطن کا حال دوسری شق جیسا ہوا۔ (معاذ اللہ)

۴- ”نہج البلاغہ“ مصری ص 105 پر ”قد فتح باب الحرب بینکم و بین اهل القبلة“ تمہارے اور اہل قبلہ کے درمیان لڑائی کا دروازہ کھل گیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو بات صاف کر دی، مگر اہل قبلہ کی اصطلاح کا مفہوم کہیں سے ڈھونڈنا پڑے گا۔ کیا اسلامی تاریخ میں یا دینی لٹریچر میں اہل قبلہ کی اصطلاح کفار کے لیے بھی استعمال ہوئی ہے؟

اگر ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایمان سے خالی ثابت کرنے کے جنون میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کیوں مولیٰ جا رہی ہے؟

یہ حرکت حسب علی تو ہرگز نہیں کیوں کہ اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت ظاہر ہے، البتہ بغض معاویہ کے قبیل سے ضرور ہے اور جہاں بغض ہو وہاں انصاف کہاں ہوتا ہے! محبان علی کی قدر و قیمت خود مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے متعین فرمادی۔

”نہج البلاغہ“ مصری ص 179 پر ہے:

قال لوددت و الله ان معاوية صار لني بكم صواباً العباد بالظنهم



فاخذ مني عشرة منكم و اعطاني رجلا منهم۔ (نہج البلاغہ طبع جدید صفحہ ۱۷۶)  
 ”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم میں دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ کاش  
 امیر معاویہ میرے ساتھ سودا کر لیتے جیسے کوئی شخص بیع الصرف کرے کہ سونے کے  
 دینار کے بدلے چاندی کا ایک درہم لے لے، پس امیر معاویہ اپنا ایک آدمی مجھے  
 دے دے اور میرے دس آدمی لے لے۔“

اس عبارت سے ایک اور بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جہاں تک شیطان علی اور شامی فوج کے  
 ایمان کا تعلق ہے وہاں تو ایک اور دس کی نسبت ہے یعنی اہل شام شیطان علی کے مقابلہ میں دس گنا  
 زیادہ صاحب ایمان و یقین، وقادار، ایثار پیشہ، صادق القول اور امین تھے، ادھر تو 10/9 حصہ  
 دین تقیہ میں مقرر ہے جیسے ”اصول کافی“ میں ہے:  
 تسعة اعشار الدين في التقيہ۔

نو حصے دین تقیہ میں، ایک حصہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، خمس، حج، زواری وغیرہ میں ہوا۔  
 اہل سنت و جماعت بن کر سمجھ لیں کہ صحابہ کرام کی عزت و عظمت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کس  
 قدر ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

و له العزة و لرسوله و للمؤمنين و لكن المنافقين لا يعلمون۔

(پارہ ۱۸، النافقون ۸)

”اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے، مگر منافقوں کو خبر  
 نہیں۔“ (کنز الایمان)

اور سورہ حدید میں ارشاد فرمایا:

و الذين آمنوا بالله و رسوله اولئك هم الصديقون و الشهداء عند  
 ربهم لهم اجرهم و نورهم۔ (پارہ ۱۹، حدید ۱۹)

”اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور  
 ان کے لیے اللہ کے یہاں ان کے لیے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے۔“

(کنز الایمان)

(پارہ ۱۹، حدید ۱۹)

”اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں۔“ (کنز الایمان)

اہل سنت و جماعت کے نزدیک دونوں فریقوں کے مقتولین کے بارہ میں فیصلہ خود مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمادیا:

”قتلای و قتلای معاویۃ فی الجنۃ“

”جو میرے گروہ سے قتل ہوئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ سے مقتولین دونوں جنتی ہیں۔“

اور جو زندہ ہیں ان کا فیصلہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے کر دیا اور مصالحت کر کے اپنی خلافت ان کے سپرد کر دی، شیعہ کے نزدیک امام کی ہر بات نص قطعی سے ثابت ہوا۔

سوال 4: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت جو جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد قائم ہوئی خلافت جائز تھی یا ناجائز؟ جن علما نے اس حکومت کو خلافت راشدہ کہا انہوں نے حق کہا یا خطا کی؟

الجواب: اس کا جواب سوال 3 کے جواب میں آچکا ہے، شیعوں کو اس پر اعتراض نہ کرنا چاہیے، نیز امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ رجال کشی مطبوعہ بمبئی ص 72 پر ہے:

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما اور قیس بن سعد بن عبادہ جو حضرات حسنین کے ساتھ تھے شام میں پہنچے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اعدا آنے کی اجازت طلب کی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی اور خطبات جمع ہوئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن کو کہا:

یا حسن! قم، فبايع! فقام و بايع ثم قال للحسين عليه السلام: قم، فبايع! فقام و بايع۔ ثم قال: يا قيس! قم، فبايع! فلففت الي الحسين عليه السلام ينظر ما يأمرو فقال: يا قيس! انه امامي يعني امام حسن عليه السلام۔

امام حسن کو امیر معاویہ نے کہا: اٹھو اور بیعت کرو! اور اٹھے اور بیعت کی۔ پھر امام حسین کو کہا: اٹھو اور بیعت کرو! انہوں نے بھی اٹھ کر بیعت کر لی۔ پھر قیس کو کہا: اٹھو اور بیعت کرو! انہوں نے امام حسین کی طرف اشارہ کیا اور کہا: اٹھو اور بیعت کرو۔





بلوایوں میں سے شامل ہو گئے تھے جن کی تعداد بیس ہزار سے زائد تھی جیسے کہ ”ناسخ التواریخ“ میں موجود ہے جب کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارا مطالبہ دم عثمان کا ہے، ان کے قاتل ہمارے حوالے کر دو تو ہم آپ کے ساتھ بیعت بھی کر لیتے ہیں اور آپ کو متفقہ خلیفہ سمجھتے ہیں تو بیس ہزار سے زائد آدمی کھڑے ہو گئے اور کہا: ہم عثمان کے قاتل ہیں، ہم سے کون قصاص لیتا ہے؟ وہی لوگ امام حسن رضی اللہ عنہ کو دھوکا دے کر لشکر میں شامل ہو گئے ان کا ارادہ بھی غلط تھا جس کو امام حسن رضی اللہ عنہ نے ”احتجاج“ کی عبارت میں واضح کر دیا۔

اب تم امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی بیعت کا کیا جواب دے گے؟ بیعت لینے والا جب یہ قول تمہارے مسلمان نہیں اور وہاں جنگ صفین میں قتل ہو جاتا تو کوئی مسلمان ان کا جنازہ نہ پڑھتا اور نہ اسے کوئی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دیتا تو بیعت کرنے والوں کا حال ان کے نزدیک کیا ہوگا؟

کیا یہ مولوی سنی کہلانے کا حق دار ہے؟ ایسے منافق سے بچو!!

سوال 5: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب جو احادیث شریف کی کتابوں میں ملتے ہیں قابل قبول ہیں یا قابل رد؟

الجواب: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًا۔ (الحدیث)

”اے اللہ! معاویہ کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا!“

دوسری حدیث میں فرمایا:

اللّٰهُمَّ عَلِّمَهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَفِي الْعَذَابِ۔ (الحدیث)

اے اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے بچائے رکھنا!

اور آپ ﷺ کی دعائے مبارک بارگاہِ خداوندِ تعالیٰ میں یقیناً مقبول و مستجاب ہے۔

حافظ ابن حجر کی بیحد اپنی کتاب ”تطہیر الجنان“ ص ۱۰۱، المطبوعہ المطبعی بغداد میں فرماتے ہیں:

و قال المدائنی کان زید بن ثابت یکتب الوحی و کان معاویۃ یکتب

للنبی ﷺ فیما ینہ و بین العرب ای من وحی و غیرہ فہو امین

رسول اللہ ﷺ علی وحی ربہ و ناصیك یصلی المریۃ الرابعۃ۔

حدیث مائل نے فرمایا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تحریر

میں پڑھنا نازل ہونے والی وحی کو بھی لکھتے اور اہل عرب کی طرف جو خطوط بھیجے جاتے تھے وہ بھی لکھتے تھے اور وہ اللہ کے رسول ﷺ کے امین تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے رب کی وحی پر ایسے شخص کے مرتبہ راجحہ کے خلاف باتیں کرنے سے بچو!

فقیل یا ابا عبد الرحمن ایہما افضل معاویہ او عمر بن عبد العزیز فقال: و الله ان الغبار الذي دخل في انف فرس معاویہ مع رسول الله ﷺ افضل من عمر بالف مرة، صلی معاویہ خلف رسول الله ﷺ فقال رسول الله ﷺ: سمع الله لمن حمده و قال معاویہ: ربنا لك الحمد۔ فما بعد هذا الشخص الاعظم اذا كان مثل ابن المبارك يقول في معاویہ ذلك و ان تراب انف فرسه فضلا عن ذاته افضل من عمر بن عبد العزیز الف مرة فای شبهة تبقى لمعانلو ای دخل یمسك به غبی او جامد۔

ابو عبد الرحمن سے سوال ہوا (جو عبد اللہ بن مبارک ہیں) کہ امیر معاویہ اور عمر بن عبد العزیز ﷺ سے کون افضل ہے؟ تو ابو عبد الرحمن نے فرمایا: خدا کی قسم جو غبار امیر معاویہ ﷺ کے گھوڑے کی ناک میں حضور ﷺ کی معیت میں چٹنی تھی وہ خاک ہزار درجہ عمر بن عبد العزیز سے بہتر ہے، امیر معاویہ ﷺ نے حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی جب حضور ﷺ نے سمع الله لمن حمده پڑھا، امیر معاویہ ﷺ نے ربنا و لك الحمد کہا، پھر اس سے بڑھ کر عظیم شخص کون ہوگا اور جب عبد اللہ بن مبارک جیسا آدمی (جس کی امام بخاری امیر المومنین فی الحدیث نے اپنی صحیح البخاری میں تقریباً چار سو روایات لی ہیں) امیر معاویہ ﷺ کے حق میں فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ ﷺ کے گھوڑے کی ناک کی ٹہنی عمر بن عبد العزیز سے ہزار درجہ بہتر ہے تو مخالف کہنے والوں کے لیے اب کون سا حجتہ باقی رہتا ہے اور اس غبی اندھ گھڑ کے پاس کون سی دلیل ہے جس کے ساتھ وہ مسک بٹڑے۔

ابو عبد الرحمن سے کہا کہ ان کے خلاف کیا دلیل ہے؟ اس کا جواب صحیح البخاری ص 277 طبع جدید مع شرح "فیض الاسلام"

ابو عبد الرحمن سے کہا کہ ان کے خلاف کیا دلیل ہے؟ اس کا جواب صحیح البخاری ص 277 طبع جدید مع شرح "فیض الاسلام"

كانوا يصبحون شعنا و قد باتوا سجدا و قياما يراو حون بين جباههم  
و خلودهم و يقفون على مثل الجمر من ذكر معادهم كان بين  
اعينهم ركب المعزى من طول سجودهم اذا ذكر الله حملت اعينهم  
حتى تبل جيوبهم و مادوا كما يمد الشجر يوم الريح العاصف خوفا  
من العقاب و رجاء للثواب۔

حضور ﷺ کے صحابہ کو میں نے آنکھوں سے دیکھا میرے شیعوں میں سے میں نے  
کسی کو ان جیسا نہیں دیکھا اس لئے کہ وہ دن کو (میدان جنگ میں) پراگندہ بال اور  
غبار آلودہ چہروں سے ہوتے تھے اور رات سجدہ اور قیام میں بیدار ہو کر گزارتے تھے  
راحت حاصل کرتے تھے اپنی پیشانیوں اور رخساروں کے درمیان یعنی سجدوں  
میں گویا آگ کے انگاروں پر کھڑے ہوتے تھے آخرت کی یاد کی وجہ سے  
قیامت کے ذکر سے انگاروں کی مانند جلنے والوں کی طرح مضطرب ہو جاتے تھے  
اور لمبے سجدوں کی وجہ سے ان کی آنکھوں کے درمیان یعنی پیشانیوں پر بکریوں کے  
گھٹنوں کی طرح کو لمبے پڑے ہوئے تھے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ان کے پاس کیا جاتا  
تو عذاب کے ڈر سے اور ثواب کی امیدوں سے ان کی آنکھیں ایسے آنسو برساتیں  
کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے اور خود وہ لرز جاتے جیسے کہ درختوں کے سخت تنے  
سخت آندھی سے لرز جاتے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دل میں صحابہ کرام کی شان کتنی بلند تھی کہ اپنے بکے مقتدیوں  
شیعوں کو ایسے کلمات بیان فرما رہے ہیں کہ صحابہ کی شان ایسی ہے کہ تم سے کسی کی وہ نہیں تو  
منافقوں کے متعلق ان کے دل میں صحابہ کرام کے مخالفوں سے کتنی نفرت ہوگی۔ **وا حسرتنا**  
آج کل کے نام نہاد سنی نماشیعوں کو خوش کرنے والے جو ابن سبا کی خباثتوں پر عمل کرتے  
ہیں اور اہل بیت کرام کی تاریخ داری کی طرف نہیں جاتے ایسے مبلغین کو امام مہاتما ان کو دعوت دینا  
اور ان کی تکریم کرنا کتنا برا ہوگا؟

سوال 6: بعض علماے کرام فرماتے ہیں: جو شخص امیر سادہ یا کسی شخص کا حسن کرے وہ جہنم کا  
کتاب ہے۔ کیا یہ درست ہے؟

الجواب: "احکام شریعت" اہل حضرت بریلوی رحمہ اللہ کے تالیفات میں سے ہے۔



”اللہ نے سورہ حدید میں صحابہ کرام کی دو قسمیں فرمائیں: ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بہ ایمان ہوئے اور راہِ خدا میں مال خرچ کیا، جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد فتح مکہ، پھر فرما دیا:

وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَى۔

دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کو فرماتا ہے:

اُولَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ  
الْأَفْسَهُمْ خَالِدُونَ لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّهِمُ الْمَلَائِكَةُ هَذَا

يَوْمَئِذٍ كُمْ تَوْعَدُونَ۔ (پارہ ۱۷، النبی ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴)

”وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں وہ اس کی بھک نہ سکیں گے اور وہ اپنی من مانتی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کی پیش واپی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔“ (کفر ایمان)

رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ جل جلالہ بتاتا ہے تو جو شخص کسی صحابی پر طعن کرے وہ اللہ واحد قہار کو بھڑاتا ہے اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کا ذبہ ہیں ارشادِ الہی کے مقابل میں کرنا اہل اسلام کا کام نہیں ہر بے تعالیٰ نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرما دیا کہ صحابہ کرام علیہم السلام کے دونوں فریق سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرما دیا:

وَاللَّهُ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ۔ (پارہ ۱۷، النبی ۸)

”اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔“ (کفر ایمان)

اور اللہ جل جلالہ کو جب خبر ہے جو کچھ تم کرو گے بے ایمان تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما کر ان کے اندر جو کچھ کے لپٹا کر رکھا ہے، خود ختم میں جائے۔

اللہ جل جلالہ نے ان کے لیے اس میں شرح فرمائی کہ اس کا منی مباح ہے۔

وَاللَّهُ مِنْ كَلَابِ الْهَوَاۓ

اللہ جل جلالہ کے کلاب ہوا ہے۔

اللہ جل جلالہ نے ان کے لیے اس میں شرح فرمائی کہ اس کا منی مباح ہے۔

کو ایذا دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے:

من اذاهم فقد اذنی و من اذانی فقد اذی الله و من اذی الله فیوشک الله ان یاخذہ۔ (الحدیث)

”جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی، جس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے۔“ والعیاذ باللہ تعالیٰ!

اب اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ میں شیعہ کا حال مختصر لکھتا ہوں، اس پر بھی غور کریں!

”حیات اعلیٰ حضرت“ کے ص 140 پر ایک استخفا آپ کے پاس آیا، مستقی قاضی فضل احمد لدھیانوی 21 صفر 1339ھ۔ استخفاء میں یہ تھا:

ایک رافضی نے کہا کہ آیت کریمہ ”انا من المعزومین منقمون“ کے اعداد 1202 ہیں اور یہی اعداد ابو بکر، عمر اور عثمان کے ہیں۔ یہ کیا بات ہے؟

الجواب: روافض لعنہم اللہ تعالیٰ کی بنائے مذہب ایسے ہی ادھام بے سرو پا پر ہے اور اگر ہر آیت عذاب کے اعداد اسما اختیار کر سکتے ہیں اور ہر آیت ثواب کے اعداد اسماے کفار سے کہ اسما میں وسعت وسیعہ ہے، ثانیاً امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے تین صاحب زادوں کے نام ابو بکر، عمر اور عثمان ہیں، رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا، کوئی نام بھی ادھر پھیر دے گا اور دونوں ملعون ہیں۔

حدیث شریف میں ہے: سیدنا امام حسن علیہ السلام کی ولادت پر حضور ﷺ نے فرمادے اور ارشاد فرمایا:

ارونی ابنی ماذا سمیعوہ

مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟  
مولیٰ علی علیہ السلام نے عرض کی:

حب۔

فرمایا:

نہیں، بل کہ وہ حسن ہیں۔

پھر سیدنا امام حسین علیہ السلام کی ولادت پر تشریف لے گئے، فرمایا:  
مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا نام کیا رکھا؟  
مولیٰ علی علیہ السلام نے عرض کی:

حرب۔

فرمایا:

نہیں، بل کہ وہ حسین ہیں۔

پھر حضرت محسن کی ولادت پر دعویٰ فرمایا۔ حضرت علی نے دعویٰ عرض کی۔ فرمایا:  
نہیں، بل کہ وہ محسن ہے۔

پھر فرمایا:

میں نے اپنے ان بیٹوں کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے ناموں پر رکھے ہیں،  
شیر، شیر اور بشر حسن، حسین اور محسن۔ ان کے ہم وزن وہم معنی ہیں۔ اس سے مولیٰ  
علی علیہ السلام کو تعبیر ہوئی کہ اولاد کے نام اختیار کے ناموں پر رکھے جائیں، لہذا ان کے  
بعد صاحب زادوں کے نام ابو بکر، عمر، عثمان اور عباس وغیرہم رکھے۔

جٹا رافضی نے اعداد غلط بتائے امیر المومنین عثمان غنی کے نام پاک میں الف نہیں  
لکھا جاتا تو عدد 1201 ہیں نہ کہ 1202۔

۱۔ ہاں اور رافضی 1202 عدد کا ہے کے ہیں؟ ابن سبار انصاری کے؟

۲۔ ہاں اور رافضی! 1202 عدد ان کے ہیں، انہیں بڑے ابن زیاد شیطان الطاق کلینی  
ابن بابویہ جی طوسی ملی۔

۳۔ ہاں اور رافضی! اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان الذين فرقوا دينهم و كانوا شريفاً لست منهم في شيء۔

(پارہ ۸، الامام ۱۵۹)

”وہ جنہوں نے اپنے دین کو فرق کر دیا اور وہ شریف تھے، میں ان سے کچھ نہیں کہتا۔“

(تفسیر ابن کثیر)

اس آیت میں فرقہ پرستوں کو شامل کیا گیا ہے، لہذا ان کے ناموں میں الف نہیں لکھی جائے گی۔

اس آیت میں فرقہ پرستوں کو شامل کیا گیا ہے، لہذا ان کے ناموں میں الف نہیں لکھی جائے گی۔



واسما علیہ کے ہیں۔

۴۔ ہاں اور افضی! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لهم اللعنة و لهم سوء الدار۔ (پارہ ۱۳، سورہ الرعد ۲۵)

”ان کا حصہ لعنت ہی ہے اور ان کا نصیب برا گھر۔“ (کنز الایمان)

اس کے عدد 644 ہیں اور یہی عدد ہیں شیطان الطاق طوی طلی کے۔

۵۔ نہیں، اور افضی! بل کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

اولئك هم الصديقون و الشهداء عند ربهم لهم اجرهم۔

(پارہ ۱۲، سورہ البقرہ ۱۹)

”وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لیے ان کا

ثواب ہے۔“ (کنز الایمان)

اس کے عدد 1445 ہیں اور یہی عدد ہیں: ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور سعید کے۔

۶۔ نہیں، اور افضی! بل کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اولئك هم الصديقون و الشهداء عند ربهم لهم اجرهم و نورهم۔

(پارہ ۱۲، سورہ البقرہ ۱۹)

”وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لیے ان کا

ثواب اور ان کا نور ہے۔“ (کنز الایمان)

اس کے اعداد 1792 ہیں اور یہی عدد ہیں: ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد کے۔

۷۔ نہیں، اور افضی! بل کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و الذين امنوا بالله و رسله اولئك هم الصديقون و الشهداء عند

ربهم لهم اجرهم و نورهم۔ (پارہ ۱۲، سورہ البقرہ ۱۹)

”اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور

اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لیے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے۔“

(کنز الایمان)

آیت کے عدد 3600 ہیں، یہی عدد ہیں: صدیق، قاری، زبیر، طلحہ، علی، طلحہ

زبیر، سعد، سعید، ابو سعید، عبدالرحمن بن عوف کے۔

الحمد للہ، آیت کریمہ کا تمام وکمال جملہ مدح بھی پیدا ہو گیا اور حضرات عشرہ مبشرہ کے اسمائے طیبہ بھی آگئے جس میں اصلاً تکلف اور تصنع کو دخل نہیں۔

کچھ دنوں سے آنکھ دکھتی ہے، یہ تمام آیات عذاب و اسمائے شرار و آیات مدح و اسمائے اخیار کے عدد محض خیال کے مطابق کیے جن میں صرف چند منٹ صرف ہوئے، اگر لکھ کر اعداد جوڑے جائیں تو مطابقتوں کی بہار نظر آئے، مگر بعونہ تعالیٰ اس قدر بھی کافی ہے۔ **فللہ الحمد و اللہ تعالیٰ اعلم۔** فقیر محمد احمد رضا  
اب بتاؤ کہ اعلیٰ حضرت کا یہ مولوی مقرر معتقد ہے یا منکر؟ **انفقرون علی اللہ الکذب و کفیٰ بہ العا مینا۔**

اللہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت کو ہدایت دے ایسے دایہات لوگوں سے نفرت کی قوت عطا فرمائے اور رافضیوں کے ساتھ ترک مولائت کی سعادت حاصل ہو۔

**سوال 7:** جو شخص امیر معاویہ ؓ اور ان کے خاندان کو اہل بیت رسول کا دشمن اور اقتدار کا لاپٹی کہے اس شخص کے متعلق شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

**الجواب:** مذکورہ بالا حوالہ جات میں اس سوال کا جواب آچکا ہے۔

مفتی مر اسلہ جو حضرت علی الرضی ؓ کا "نیج البلاغہ" میں موجود ہے اس میں طرفین سے نہ خلافت کے حصول کا موقف تھا اور نہ ہی دنیا کمانے کا لالچ تھا، دونوں کا موقف صرف اور صرف دم عثمان کا مطالبہ تھا امام حسن ؓ نے جب خلافت حضرت امیر معاویہ ؓ کے سپرد کی تھی اس وقت شیعوں کے جو حالات تھے "احتجاج طبری" کے حوالہ سے وہ بیان ہو چکے ہیں اس کے بعد جب شام میں امیر معاویہ ؓ پہنچے تو حسنین کریمین اور قیس بن سعد بن عبادہ نے بہ طیب خاطر بیعت بھی کر لی تو اب لالچ کا تو مسئلہ ہی نہ رہا۔

آپ کے آخری مکتوب میں یہ چیز بتائی رہی جو مولوی مقرر نے بیان کیا:

"ابو معاویہ ؓ (رضی اللہ عنہ) نے خلافت جناب علی ؓ سے لے کر امام حسن ؓ کی بیعت تک لالچ ہی رہا اور باقی کا حکم یہی ہے کہ اگر وہ مر جائے تو اس کی نماز پڑھائی جائے اور اگر وہ زندہ ہو جائے تو اہل مدینہ میں کوئی گنہگار نہ ہوگا۔" کہیں کہیں یہ بھی لکھا ہے کہ امیر معاویہ ؓ نے

دورانِ تقریر یہ بھی کہا کہ حجر بن عدی، عمار بن یاسر اور اویس قرنی کے قتل کا معاملہ بھی امیر معاویہ کے پلڑے میں جاتا ہے۔“

الجواب: اس تقریر سے مقرر نے اپنے قاسد عقیدہ کے ماتحت کئی غلطیاں کی ہیں: پہلی غلطی یہ ہے کہ بغاوت کے معنی کو اس نے سمجھایا نہیں۔

دوسری غلطی یہ ہے کہ اہل بغاوت کا موقف کیا تھا؟ اسے علم ہی نہیں۔

تیسری غلطی یہ ہے کہ صفین کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو گشتی مراسلہ سب کی طرف بھیجا

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کیا حال بنے گا؟

چوتھی غلطی یہ ہے کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما جنہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی

تھی۔ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا؟

اس کی تقریر سے قرآن مجید کا انکار، حدیث شریف کی مخالفت لازم آتی ہے۔ اب وہ

مسلمان بھی رہا یا نہ رہا اب اس کے جواب سنو!

پہلی بات یہ ہے کہ باغی کی تعریف میں یہ عنصر شامل ہے کہ وہ حکومت کے بنیادی دستور کو

تسلیم نہ کرے اور حکمِ ران کی مخالفت اس بنا پر کرے کہ اپنے آپ کو حکومت کے لیے اس کے

مقابلے میں زیادہ مستحق سمجھے اور اس سے خلافت چھیننا چاہے۔

لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان جو جنگ ہوئی اس کا سبب مذکورہ

باتوں میں سے کوئی بات بھی نہیں تھی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ میں قصاصِ عثمان کا

مطالبہ کر رہا ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گشتی مراسلہ میں وضاحت کر دی کہ ہمارا اختلاف صرف

دمِ عثمان میں ہے۔ گشتی مراسلہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب دونوں فریق وضاحت کر رہے ہیں تو بغاوت کا سوال ہی پیدا

نہیں ہوتا بلکہ قصاصِ عثمان میں اختلاف کی وجہ سے یہ حادثہ رونما ہوا، کوئی تیسرا آدمی یا گروہ

دہائی دینے لگے کہ نہیں یہ بغاوت ہے بات مردود ہوگی۔ ع من چہ سرانم و طیبہ من چہ سراہ

بھائیو! امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے تمہیں بغض تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تو کچھ حیا کرلو، جس کے

ساتھ جتنی وہ حقیقت سے نا آشنا ہے اور تمہیں بذریعہ ولی حقیقت سے آگاہ کر دیا گیا!

کیا خدا تعالیٰ سے تمہارا کوئی خصوصی رشتہ ہے یا اہل کفر سے؟



رب تعالیٰ فرماتا ہے:

فان ابغت احدهما على الاخرى فقاتلوا التي تبغى حتى تفيء الى امر الله۔ (پارہ ۱۲۶، الحجرات ۹)

”پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی کے لئے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے۔“ (کنز الایمان)

اس آیت کی روشنی میں ذرا حالات کا جائزہ لیجیے!

- ۱۔ جنگ شروع ہوئی جس کی وجہ قصاص عثمان کا مطالبہ تھا۔
- ۲۔ جنگ ختم ہو گئی اور ختم بھی صلح پر ہوئی۔

سوال یہ ہے کہ کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے مطالبے سے دست بردار ہو گئے؟

اگر نہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ کیوں بند کی؟ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو پس پشت کیوں ڈال دیا؟ قرآن مجید کی رو سے ان کا فرض تھا کہ اس وقت تک جنگ جاری رکھتے جب تک کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف (بہ قول شام) نہ لوٹ آتے اور تائب نہ ہو جاتے، لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جنگ بند کرنے اور صلح کر لینے سے یہ ثابت ہو گیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باغی نہ تھے شیعہ کے نزدیک فعل امام تو نص قطعی ہوتا ہے، لہذا فعل ابوالاعترہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے باغی نہ ہونے پر نص قطعی ہے۔

پھر مولوی مقرر کا کہنا کہ ”جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے باغی کہہ دیا تو قیامت تک کوئی بھی اسے غیر باغی ثابت نہیں کر سکتا“ مردود ہوا یا نہ؟

پھر اس صلح کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جس حسن سلوک کا اظہار ہوا وہ بے جا ہے خود اس الزام کی نمایاں تردید ہے۔

فیصلہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تو صرف کوفہ اور حجاز رہ گیا تھا اور اس چھوٹی سی سلطنت کی حفاظت کے لیے جو ہاں مار فوج حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھی اس کی جاں بحق ہوئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بے مدد و مدد سے ایک لے لینے کو

بھیجا دیا۔ یہ تو اس کے بعد کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی آزاد مرضی سے حقوق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کو سوئپ کر ثابت کر دیا کہ وہ باغی تو کہاں ہوئے بل کہ منصوص خلیفہ ہیں۔

جب حضرت امام حسن ؓ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو شیعہ اور مولوی مقرر کے نزدیک امام کا یہ فعل حضرت امیر معاویہ ؓ کی خلافت پر نص ہوا۔

حضرت امیر معاویہ ؓ کو باغی کہنے والوں کو قرآن کا واسطہ دینا تو بے سود ہے کیوں کہ موجودہ قرآن سے ان کا کوئی تعلق نہیں وہ اس قرآن کو کتاب الہی تسلیم نہیں کرتے، البتہ ان سے یہ کہنا ان کی خیر خواہی کی وجہ سے ضروری ہے کہ حضرت علی ؓ اور امام حسن ؓ کا حیا کریں ان کے فعل سے منحرف ہو کر اور براءت کا اظہار کر کے کیامت دکھاؤ گے۔

قرآن مجید کی مذکورہ آیت کے پہلے حصہ سے ضمناً ایک اور بات بھی ثابت ہوتی ہے۔  
قرآن مجید کے الفاظ مبارک یہ ہیں:

و ان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاضلحوا بینہما۔ (پارہ ۲۶، ہجرات ۹)

”اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کراؤ!“ (کنز الایمان)

تو صفین میں جو دو گروہ تھے ان کو اللہ تعالیٰ مومن فرماتا ہے، لہذا اگر بغض معاویہ کی وجہ سے کوئی آدمی امیر معاویہ ؓ کو باغی کہنے سے باز نہ آئے تو بھی ان کو مومن کہے بغیر چارہ نہیں۔  
ہاں، آدمی قرآن کا منکر ہو تو اس سے کچھ بعید نہیں، جو چاہے کہتا پھرے۔ فقط۔ اللہ و رسولہ اعلم بالصواب۔

محمد عبدالرشید رضوی غفرلہ

المرقوم: ۶/ ۱۳۲۹ھ / ۵/ نومبر ۲۰۰۸ء

خادم الطالبات جامعہ قطیفہ رضویہ

چک نمبر 233 قلعہ آباد شریف، تحصیل و ضلع جھنگ

صَافِيهِ لِمَا وَقَعَ بَيْنَ عَلِيٍّ وَ مُعَاوِيَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

مصنف شیخ الحدیث والتفسیر حضرت

عبد سائیں علامہ غلام رسول قاسمی مدظلہ، سرگودھا

تقریظ سعید

حضرت علامہ مفتی محمد ایوب صاحب ہزاروی

دارالعلوم اسلامیہ حنائیہ، ہری پور، ہزارہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

از روئے قرآن وحدیث یہ بات ثابت ہے کہ جملہ صحابہ کرام بہ شمول ازواج مطہرات و  
اہل بیت اطہار علیہم السلام قرآن مجید میں ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

لَا يَسْعَىٰ مِنْكُمْ مِنَ الْإِنِّ مَنْ قَبْلَ النَّعْمِ وَ قَبْلَ أُولَٰئِكَ أَطَمَ هَٰؤُلَاءِ

مَنْ الَّذِينَ أَنْفَرُوا مِنْ بَعْدِ وَ قَبْلَهُمْ وَ كَلَّا وَ عَدَّ اللَّهُ الْعَمَلَىٰ - (سورۃ المدیہ)

معنی: کہ جس سے قبل فریاد و جہاد کرنے والے اور بعد میں کرنے والے باہم مساوی نہیں ہیں کہ

پہلے فریاد و جہاد کرنے والوں کا جہاد یاد ہے لیکن پہلے اور بعد میں ایمان لانے والے تمام صحابہ

کرام علیہم السلام کا وہی جہاد ہے۔ قرآن مجید کی یہ آیت اور کچھ دوسری آیات

میں صحابہ کرام کی ہر قسم کی شہادت و شہداء کے ساتھ ساتھ کرام کا جہاد و جہاد و شہادت

کے ساتھ ساتھ جہاد و جہاد و شہاد کے ساتھ ساتھ جہاد و جہاد و شہاد کے ساتھ ساتھ



ہے جس کے ساتھ کوئی دوسری شکی برابر نہیں ہو سکتی۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الا تری ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم و سلم  
و باریک فضلوا بالصحة علی من علاہم سوی الانبیاء علیہم السلام  
و ان اویسا قرنیا و عمر مروانیا مع بلوغہما نہایۃ الدرجات و  
وصولہما غایۃ الکمالات سوی الصحة فلا جرم صار خطاء معاویۃ

خیرا من صوابہما بیروکۃ الصحة (کتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۱۲۰)

محبت نبوی ایک ایسی شکی ہے جو اگلے پچھلے تمام سیئات کے لیے کفارہ ہے۔ صحابہ کرام میں  
جس طرح سیدنا حضرت صدیق اکبر، سیدنا حضرت عمر، سیدنا حضرت عثمان غنی، سیدنا حضرت علی  
رضی اللہ عنہ داخل ہیں، یوں ہی سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی داخل ہیں۔ اُن کے صحابی  
رسول ہونے میں معمولی شک کی گنجائش بھی نہیں۔ اگر کوئی شخص محض تاریخی رطب و یابس کی بنیاد پر  
ان کو گنہگار ثابت کرے بھی تو اُن کے تمام اگلے پچھلے گناہوں کے لیے محبت نبوی کفارہ سیئات  
ہے اور وہ مذکورہ آیت کی رو سے قطعی جنتی ہیں۔

حضرت علامہ شیخ الحدیث والتفسیر محمد صالح عیسیٰ علام رسول قادی صاحب مدظلہ العالی سرگودھا  
کی تالیفات میں سے ”ضالیہ لما وقع بین علی و معاویہ“ (۱۹۹۸ء) کا میں نے ازاوّل تا  
آخر مطالعہ کیا ہے۔ ماشاء اللہ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر بہت عمدہ تالیف ہے۔  
آپ نے رسالہ کے اول میں بد نصیبوں کے بغض بھرے جملہ اعتراضات کے تسلی بخش اور مسکت  
جوابات دیے ہیں اور آخر میں سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب خوب صورت  
ترتیب سے تحریر فرمائے ہیں۔ یہ رسالہ مختصر ہے، مگر اس موضوع پر جامع ہے۔ میں نے موصوف کی  
بعض دوسری تالیفات بھی پڑھی ہیں، ماشاء اللہ آپ نے جس موضوع پر قلم اٹھایا مسلک حق کی  
بہترین ترجمانی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے وجود مسود کو حریم کتب خانے آئین دار اب  
العالمین بجاہ النبی الامین ابو صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ مستطابا محمد و آلہ و اصحابہ  
اجمعین۔

الراحمہ محمد ایوب بزاز کی حراست و تحفظ میں ہے

آج 25 مارچ 2009ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ  
 وَ عَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ  
 اَمَّا بَعْدُ...

چند ماہ پہلے ہمیں کمر بیٹھے بھائے ایک خط موصول ہوا جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف سخت گستاخانہ طرے سے بارہ سوال داغے گئے تھے۔ ان سوالات کے ساتھ یہ خط بھی موجود تھا جس میں علمائے حق کو اس بدتمیز خط کا جواب لکھنے پر مجبور کر کے رکھ دیا گیا تھا۔ چنانچہ وہ خط ہم لفظ بہ لفظ شائع کر رہے ہیں۔ اسے پڑھ لینے کے بعد آپ پر واضح ہو جائے گا کہ ہماری طرف سے جواب سطر پر آنے کی تمام تر ذمہ داری سائل پر عائد ہوتی ہے یا پھر سائل کو استعمال کرنے والی لابی پر عائد ہوتی ہے۔ خط یہ ہے:

بخدمت جناب پروفیسر ہارون الرشید تبسم صاحب و علمائے ربانی سرگودھا  
 السلام علیکم اذما ہے اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت رکھے۔ آپ دین کی خدمت کرتے  
 رہیں، مخلوق خدا آپ کے علم سے سیراب ہوتی رہے۔ ہمیں ایک ایسی جماعت سے مجاہدہ کا معرکہ  
 پیش آ گیا ہے جس نے ہمارے مسلک کو چیلنج کیا ہے کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے پیش کردہ سوالات  
 کے تحریری جوابات پیش کریں، اگر جوابات پیش نہیں کر سکتے تو ہمارا موقف جو سراپا حق ہے، قبول  
 کر لیں کہ ہمیں بات حق کے بیان نشان ہے۔

ہم نے ساری علمائے الگ الگ مذاہب کیا اور انھیں صورت حال سے باخبر کر کے راہ نمائی کی  
 لیکن ان کے ہر ایک نے تحریری جوابات دینے سے گریز کیا اور کچھ علمائے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ  
 اسلام کی صورت ہے اسے مت کاہرا میں نے جواب عرض کیا کہ کیا اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ  
 میں کوئی شخص اس طرح سے بات کر سکتا ہے کہ اسے جواب نہ دینا ہو۔ عرب میں نے عرض کیا کہ  
 اگر آپ اس شخص کو دیکھیں تو اس پر عجب کدھر قہر آگیا ہوگا۔ تو اس مسئلہ میں بھی ہمیں  
 یہی حکم ملا کہ اس شخص کو جواب نہ دینا ہے۔ اس شخص کی اطلاع ہے۔ اس میں حق ہمیشہ حق

کو قبول کر کے اس کی تائید کرتے ہیں جب کہ باطل کو رد کر کے اس کی ہند زور تردید کرتے ہیں۔ یا تو ہم لکیر کے فقیر بن کر اندھی تقلید کے قائل بن کر ہٹ دھرم ہو چکے ہیں یا باطل کا جواب دینے کی ہمارے پاس علمی استعداد نہ ہے یا پھر ہم ضد اور تعصب کا شکار ہو کر حق سے چشم پوشی کر رہے ہیں اور حق کو قبول کرنے والے جذبہ ایمان سے محروم ہو چکے ہیں۔ اس صورت حال میں ہم ذناب فی ثیاب کا نقشہ پیش کر رہے ہیں، جو ایمان سوز اور تباہ کن ہے۔

آپ سے خدا و مصطفیٰ ﷺ کے نام پر التجا ہے کہ ہماری راہ نمائی فرمادیں! ہمیں ان سوالات کے جوابات سے آگاہ فرمادیں تاکہ ہمیں اطمینان قلب نصیب ہو۔ ہمیں تذبذب کی کیفیت سے نکال کر یقین کی منزل پر لائیے! اگر آپ نے بھی خاموشی اختیار کی، حق کو چھپایا اور ہماری راہ نمائی نہ فرمائی تو روز قیامت آپ جواب دہ ہوں گے۔ خدا کی بارگاہ میں کیا منہ دکھاؤ گے۔ علامہ ربانی کی یہ شان نہیں کہ وہ حق کو چھپائیں۔ حق کو چھپانا تو سب سے بڑا ظلم و تعدی ہے۔

حق کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔ جب ہم اہل حق ہیں، تو پھر خاموشی کا کیا مطلب ہے؟ کیا باطل کی تردید ضروری نہیں؟ جب کہ دوسرا فریق دعوے سے کہتا ہے کہ آپ سوالات کے جوابات پیش کر کے حق کو سامنے لائیں، ہم قبول کرنے کو تیار ہیں کہ قرآن دست میں ہر مسئلہ کا حل موجود ہے۔ امید ہے آپ مایوس نہیں فرمائیں گے اور اہل حق ہونے کا ثبوت پیش کریں گے اور ہماری راہ نمائی فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

طالب حق

غلام رسول نقشبندی

خلیب مرکزی جامع مسجد ریلوے روڈ، مہیاں والی

واضح رہے کہ خط کے ٹائٹل پر جن صاحب کو مخاطب کیا گیا ہے، ہم ان سے متعارف نہیں ہیں اور نہ ہی ہم نے انہیں سرگودھا کے علائقے میں شمار ہی کرتے سنا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ ان سوالات کے جواب ہم نے سائل کو ذاتی طور پر اس کے ایڈریس پر پوسٹ کر دیے تھے، مگر افسوس کہ اس کے باوجود سائل نے علا کی طرف دعویٰ کیے پٹے سوالات بھیجنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ سائل کی اس حرکت سے ہم معاملے کی ایک کٹی چکے ہیں، مگر فرض کفایہ کی ادائیگی کی غرض سے سائل کے سوالوں کے جواب شائع کرنے کی جرات کر رہے ہیں۔ جو جوابات ہم نے سائل کو ذاتی طور پر بھیجے تھے، یہ مضمون ان کی نسبت زیادہ مفید ہے۔



## سوالوں کے جواب

**سوال 1:-** فرمان خدا ہے: ایک مومن کو عداوت قتل کرنے والا دانگی جہنمی ہے۔ اس پر اللہ کا غضب و لعنت ہے اور اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار ہے۔ تو جس نے خلیفہ راشد سے بغاوت کر کے بے شمار صحابہ کا قتل عام کرایا وہ کس قدر اللہ کے غضب و لعنت کا مستحق ہوگا۔ وہ آپ کے علم و اعتقاد میں خنثی ہے جہنمی؟

**جواب:-** اولاً: آپ نے جو فرمان خدا نقل کیا ہے اس کے بارے میں جمہور مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت اُس شخص کے بارے میں ہے جو توبہ نہ کرے۔ (بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۲۳۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ لَفَعُوا لِمَنْ تَابَ

یعنی جو شخص توبہ کرے میں ضرور بخشے والا ہوں۔ (طہ: ۸۲)

اور حدیث شریف میں ہے کہ سوا آدمیوں کے قاتل نے جب سچے دل سے توبہ کی تو اللہ نے اسے بخش دیا۔ (بخاری، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۹، السنن جلد ۱ صفحہ ۱۵۷)

یہ مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت اُس شخص کے لیے ہے جس نے مسلمان کے قتل کو حلال سمجھا۔ (السنن جلد ۲ صفحہ ۲۶۵، بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۲۳۱)

ثانیاً: اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ اگلی نیت سے اپنی لاش جلانے کی وصیت کرنے والا بخشا گیا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۵)

اور دیکھو کہ نیت سے جہاد کرنے اور علم پڑھانے والا جہنم میں گیا۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۳۰)

مولانا علی اور امیر معاویہ رحمہما اللہ دونوں کی نیت درست تھی۔ حضرت ابوذر اور حضرت ابوامامہ رحمہما اللہ نے سیدنا علی اور حضرت امیر معاویہ رحمہما اللہ کے درمیان صلح کرانے کے لیے زیر دست کو پیش فرمایا۔ حضرت امیر معاویہ رحمہما اللہ کے پاس گئے تو انھوں نے فرمایا کہ میری جنگ صرف عثمان کے خلاف ہے۔ میں نے تم کو اس کے لیے بلایا ہے۔ ان کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ میں نے تم کو اس کے لیے بلایا ہے۔ ان کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ میں نے تم کو اس کے لیے بلایا ہے۔ ان کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ میں نے تم کو اس کے لیے بلایا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رحمہما اللہ نے فرمایا کہ میں نے تم کو اس کے لیے بلایا ہے۔

خون عثمان کے بارے میں اختلاف ہو گیا تھا۔ (حاصل ”نہج البلاغہ“ صفحہ ۳۳۳)

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اتنی قتل و غارت کے بعد بھی انھیں مسلمان قرار دیا ہے۔

حدیثِ فِثَّتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۰)

جسے حضور ﷺ مسلمان قرار دیں، ہمارے علم اور اعتقاد میں وہ جنتی ہے اور جو شخص اسے مغضوب، ملعون اور جہنمی کہے وہ خود مغضوب، ملعون اور جہنمی ہے اور حبیب کبریٰ ﷺ سے ٹکر لے رہا ہے۔

مثلاً: حدیثِ پاک میں ہے کہ حضرت احنف بن قیس فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی کی مدد کے لیے گھر سے نکلا۔ راستے میں میری ملاقات ابو بکرہ سے ہوئی، انھوں نے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے فرمایا: اے احنف! واپس چلا جا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفِهِمَا فَلِقَائِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ۔

یعنی جب دو مسلمان تلواریں لے کر آمنے سامنے آ جائیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۸۹، بخاری جلد ۱ صفحہ ۹)

اس حدیث کو اگر آپ کی عینک سے پڑھا جائے تو دونوں طرف کے لشکر معاذ اللہ جہنم میں جا رہے ہیں، خواہ حق پر کوئی بھی ہو۔ اور اگر یہاں تاویل ضروری ہے تو یہی تاویل حدیثِ عمار میں بھی ضروری ہے۔

سوال 2:- قرآن و سنت کی رو سے صحابی و باغی کی تعریف و جزا کیا ہے؟ کیا صحابی اور باغی کو ایک ہی زمرہ میں شمار کیا جاسکتا ہے یا نہ؟

جواب:- جس مسلمان نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی اور مرتد نہیں ہوا وہ صحابی ہے۔

قرآن شریف میں اللہ کریم جل شانہ کا ارشاد ہے کہ

وَإِنْ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَلْيَاوِاْ إِلَيْهَا تَبْغِي تَبْغِي إِلَى اللَّهِ

یعنی اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو، پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے تو جو بغاوت کرتا ہے اس کے خلاف اسے دیکھ کر جنگ جاری رکھو جب تک وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ (المائدہ ۶۴)

اس آیت میں مومنین کے دو گروپوں کا ذکر ہے جو آپس میں لڑ پڑیں۔ حکم یہ ہے کہ مومنوں کا ایک گروہ اگر مومنوں کے دوسرے گروہ پر بغاوت کرے تو مظلوم کا ساتھ دو۔ یہاں بغاوت کرنے والے کو بھی مومن کہا گیا ہے اور جس کے خلاف بغاوت کی گئی ہو اسے بھی مومن کہا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ باغی ہونے کے باوجود مومن ہے۔

اسی طرح ایک اور آیت میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَيَغُورُنَّ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ-

یعنی ظلم کرنے والے لوگ حق کے بغیر بغاوت کرتے ہیں۔ (شوری: ۴۲)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایک بغاوت حق پر ہوتی ہے اور دوسری بغاوت حق کے بغیر ہوتی ہے۔ یہی بات اہل لغت نے بھی لکھی ہے۔ امام زاغب اصفہانی رحمہ اللہ یہی آیت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

فَخَصَّ الْعُقُوبَةَ بِغَيْرِ الْحَقِّ-

یعنی اللہ تعالیٰ نے حق کے بغیر بغاوت کرنے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔

(المفردات ص ۵۳)

اسی آیت کے لفظ بغاوت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

الْبَغْيُ قَدْ يَكُونُ مَعْمُودًا وَمَلْعُومًا-

یعنی بغاوت اچھی بھی ہوتی ہے اور بری بھی۔ (المفردات ص ۵۳)

”المنجد“ میں بغاوت کے دو معنی لکھے ہیں:

(۱) تلاش کرنا یا مطالبہ کرنا

(۲) ظلم اور قرمانی کرنا۔ (المنجد ص ۹۴)

قرآن اور لغت کی روشنی میں واضح ہو گیا کہ باغی کا لفظ وسیع ہے اور ہر باغی کافر اور جہنمی

نہیں ہوتا بلکہ اس لفظ کا اطلاق کلمین صادقین پر بھی ہوتا ہے۔ اسی لیے علماء فرماتے ہیں کہ یہ

لَا تَقَاتِلُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَلَا يَكْفُرُوا لَكُمْ كِتَابٌ عَلَيْهِمْ لِيُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ سُبْحًا وَلَا تَمُوتُوا عَلَيْهِمْ

یہ آیت صرف کلمین صادقین کے لیے ہے۔ (المفردات ص ۵۳)

اسی طرح قرآن میں لفظ کلمین صادقین کے لیے استعمال فرمایا گیا تو

یہ آیت صرف کلمین صادقین کے لیے ہے۔ (المفردات ص ۵۳)



اللہ کریم نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے کہ  
وَ عَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ۔ (طہ: ۱۲۱)

اس آیت کا ترجمہ علما نے اس طرح فرمایا ہے کہ آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔ (ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت)

حالاں کہ قرآن کے اصل الفاظ عَصَىٰ اور غَوَىٰ ہیں۔ عَصَىٰ کا لفظی معنی ہے: نافرمان ہوا، اور غَوَىٰ کا لفظی معنی ہے گم راہ ہوا۔ کیا آپ یہ جرات کر سکتے ہیں کہ جس طرح آپ نے حضرت امیر معاویہ کو بغاوت کے لفظ کی وجہ سے باغی کہا ہے اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کو بھی۔ معاذ اللہ۔ عاصی اور غاوی کہہ دیں؟

اگر یہاں ہمیں حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت تاویل پر مجبور کر رہی ہے، تو اسی طرح ہمیں بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت اور ان کے فضائل تاویل پر مجبور کر رہے ہیں۔  
ثالثاً: جسے ہم صحابی کہہ رہے ہیں اور آپ باغی و مرتد ثابت کر رہے ہیں اسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مولا علی سے جنگ لڑ چکنے کے بعد مسلمان قرار دیا ہے۔ (بخاری ۵۳۰/۱)

لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق وہ صحابی ہی تھے، باغی و مرتد نہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ معاویہ کو کچھ نہ کہو، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے۔ (بخاری ۵۳۱/۱)  
لہذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، باغی اور مرتد نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر پار جہاد کرے گا ان پر جنت واجب ہو چکی ہے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۱۰)

سب سے پہلے سمندر پار جہاد کرنے والے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اور اس حدیث میں ان کی واضح اور زبردست منقبت موجود ہے۔ فی ہذا الْحَدِيثِ مَنْقِبَةُ لِمُعَاوِيَةَ۔

(ماہی بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۱۰)

لہذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں نہ کہ مرتد۔ اور جو شخص اتنی تعریحات کے باوجود امیر معاویہ پر زبان دھاری کرتا ہے، وہ خود باغی ہے اور مرتد ہو کر مرے گا۔ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنَنِي بِالْحَرْبِ۔ ”جو اٹھ کرے ولی سے عداوت رکھتا ہے اس کے خلاف اللہ کا اعلان جنگ ہے۔“

سوال 3:- احادیث و سوانح کا مطالعہ قرآن ضروری ہے۔ اس کی ضرورت کے خلاف اعتقاد عمل ہدایت سے ہمراہ کیا ہے؟

جواب:- حدیث عثمان بن یاسر رضی اللہ عنہ متواتر نہیں۔ اور اگر اسے کسی نے متواتر کہہ بھی دیا تو بالتحقیق اس حدیث کا تواتر ثابت کرنا ناممکن ہے۔ اس حدیث کے تواتر پر آپ کا وثوق آپ کی خود غرضی اور عدم تحقیق کا بہترین مظہر ہے۔

اور اگر یہ حدیث متواتر ہو بھی تو پھر کیا ہوا؟ کس بد بخت نے اس حدیث کا انکار کیا ہے؟ انکار تو ہم صرف اس مفہوم کا کر رہے ہیں جو آپ نے پوری امت کے خلاف محض اپنی ذاتی رائے سے کشید کر لیا ہے۔ بتائیے! اس حدیث سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جہنمی ہونا کہاں سے ثابت ہوا؟

بعض اوقات بغاوت کرنے والا ظالم ہوتا ہے، جیسا کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتل باغی ظالم تھے۔ کبھی حکم ران اور بغاوت کرنے والے دونوں مجتہد ہوتے ہیں اور محض نیک نیتی کی بنا پر جنگ ہو جاتی ہے جیسا کہ مولا علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں جنگ ہوئی اور مولا علی و سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درمیان جنگ ہوئی۔ یہ دونوں بزرگ ہستیاں اپنی اپنی تحقیق کے مطابق حق پر تھیں۔ اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس فوج کو باغی گردہ قرار دیا ہے فتنۃ باغیہ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۶۵) اسی فوج کو مسلمان گردہ بھی قرار دیا ہے فتین من المسلمین (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۰) اور مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرما رہے ہیں کہ یہ محض برادرانہ اختلاف تھا۔ (ماہل "نہج البلاغہ" صفحہ ۳۳۳)

سوال 4:- اجتہاد کی تعریف۔ اجتہاد کب روا ہے؟ اجتہاد بالقلم یا بالسيف ہے؟ وہ کیا شرائط ہیں جن کا مجتہد میں پایا جانا ضروری ہے، جس سے وہ درجہ اجتہاد کو پہنچتا ہے اور مجتہد کو اپنی مرتبہ خلا کا علم و یقین ہونے پر رجوع کرنا ضروری ہے یا نہ؟

جواب:- جس مسئلے کا حل قرآن و سنت اور اجماع میں نہ ملے قیاس کے ذریعے اس کا حل نکالنا اجتہاد کہلاتا ہے۔ واضح حکم موجود نہ ہونے کی صورت میں اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ مجتہد کے لیے قرآن و سنت کا عالم ہونا اور اجماعی مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے۔ مجتہد کو اپنی خلا کا علم ہو جائے تو اس پر رجوع کرنا لازم ہے، لیکن اگر اسے اپنی خلا کا علم نہ ہو سکے اور وہ خود کو حق پر سمجھتا ہو تو اس کی خلا صاف ہے بلکہ اسے اجتہادی خلا پر بھی

رجوع کرنا لازم ہے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۶۵)

خلا کا علم ہونا ضروری ہے۔ اگر خلا کا علم نہ ہو تو اس پر رجوع کرنا لازم ہے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۶۵)

اس سے رجوع کر لینا ایک الگ بحث ہے۔

ثالثاً: اجتہاد کی شرائط کچھ بھی ہوں، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مجتہد (فقیہ) قرار دیا ہے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۱)

لہذا یہ سوال آپ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھیے کہ مجتہد کی شرائط کیا ہیں اور آپ نے معاویہ کو فقیہ کیوں قرار دیا ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ اجتہادی تھا، لہذا کسی پر کوئی گناہ نہیں۔ قال العلماء: الخ۔

(نودی علی مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۶)

اہل سنت کی درسی کتاب ”شرح عقائد نسفی“ میں ہے کہ

فلہ محامل و تاویلات۔ (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۶۳)

علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ یہ مسئلہ اجتہادی تھا۔ (تظہیر البیان صفحہ ۳۵)

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

کان عن خطاء فی اجتہادہم۔ (شرح نقدا کبر صفحہ ۶۵)

علامہ پرہاروی لکھتے ہیں کہ یہ مسئلہ اجتہادی تھا۔ (نبراس صفحہ ۳۰۷)

امام عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں کہ

کل مجتہد مصیب او المصیب واحد و المخطی معذور بل ماجور۔

(الایات والحوادث صفحہ ۳۳۵)

فرمائیے! جس مسئلے کے اجتہادی ہونے کا اشارہ حدیث میں موجود ہے۔ دعوا ہما

واحدة۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۴۶۵)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اسے اجتہادی سمجھ رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اختلاف صرف

خون عثمان میں تھا۔ (نیج البلاغہ صفحہ ۴۳۳)

اور اسی لیے فرماتے ہیں کہ دونوں طرف کے مقتول جنتی ہیں۔ (طہرائی کبیر جلد ۸ صفحہ ۶۷۶)

اس کے علاوہ یہ مسئلہ پوری امت کو اجتہادی نظر آ رہا ہے آپ کی فساد کی نگاہ کو اس کا

اجتہادی ہونا کیوں دکھائی نہیں دیتا؟ پہلے آپ محبوب کریم ﷺ کو اہل بیت اور پوری امت کے

علماء کے مقابلے پر اپنی اوقات، علم اور قوت فیصلہ کے بارے میں آگاہ فرمائیں!

سوال 5:- نبی پاک ﷺ کو بالواسطہ یا بلاواسطہ گالیاں دینے والا، جیسے توہین کہنے والا،



بغض و عداوت رکھنے والا، نافرمانی کرنے والا مومن ہے یا منافق و مرتد؟

جواب: ۱۔ علمائے تصریح فرمائی ہے کہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کو دی جانے والی وہ گالی جو نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے گی اس سے مراد نبی گالی ہے۔ (مرقاۃ جلد ۱ صفحہ ۲۳۸)

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والا، تنقیص و توہین کرنے والا، صریح نافرمانی کرنے والا کافر ہے، اگر پہلے مسلمان تھا تو اب مرتد ہو جائے گا۔

۳۔ نبی کو گالی دینے اور صحابی کو گالی دینے میں یہ فرق ہے کہ نبی کو گالی دینا کفر و ارتداد ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔ جب کہ صحابی کو گالی دینا فسق و فجور ہے اور اس کی سزا کوڑے مارنا ہے۔ (الفتا جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)

یہ ایک عام آدمی کی بات ہو رہی ہے کہ اگر ایک عام آدمی صحابی کو گالی دے تو اسے کوڑے مارے جائیں۔ لیکن اگر صحابہ کا آپس میں کوئی اختلاف ہو جائے اور ایک صحابی دوسرے صحابی کو گالی دے تو یہ صورت حال بالکل مختلف ہے۔ دونوں طرف صحابی ہیں اور چوٹ برابر کی ہے، اگرچہ درجات کا فرق کسی۔ یہاں ہمارے لیے منہ بند رکھنا لازم ہے۔

۴۔ مگر یہاں یہ بات واضح رہے کہ حضرت امیر مہادیہ علیہ السلام نے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو کبھی گالی نہیں دی۔ عربی زبان میں گالی کو بھی ”سَبَّ“ کہتے ہیں اور ناراضگی یا ڈانٹ ڈپٹ کرنے کو بھی سَبَّ کہتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ دو آدمیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سَبَّ کیا۔ فَسَبَّهَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۳۶)

ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اگر میں کسی مسلمان کو سَبَّ کروں یا اس پر لعنت بھیجوں تو اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دینا اور رحمت میں تبدیل کر دینا۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

کیا کوئی مسلمان یہ یاد کر سکتا ہے کہ حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو گالی دی ہوگی؟ معلوم ہو گیا کہ کوئی مسلمان نہیں رہا۔ ہم سے مراد کسی سے ناراضگی کا اظہار بھی ہوتی ہے۔ خصوصاً حضرت مولا علی علیہ السلام کے ساتھ کیا ہو سکتا ہے؟ اس کے بارے میں بھی حدیث سن لیجیے!

حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے کفار کا حال دیکھا ہے کہ انہیں کھڑا ہو کر حضرت علی کو سَبَّ کرتے ہیں، تو میں نے انہیں سَبَّ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: وہ حضرت علی کو ”ابو

تراب“ کہتا ہے۔ حضرت پہل ہنس پڑے اور فرمایا: اللہ کی قسم اس نام سے انھیں خود حضور ﷺ نے پکارا ہے اور خود حضرت علی کو یہ نام سب سے زیادہ پیارا تھا۔ (بخاری جلد ۵ صفحہ ۵۲۵)

واضح رہے کہ اس حدیث شریف میں حضرت معاویہ کی بات ہی نہیں ہو رہی۔ یہاں مروان بن حکم کی بات ہو رہی ہے جو مدینہ کا گورنر تھا۔

اس قسم کی باتیں جب متعصب اور تقیہ باز شیعوں کے ہاتھ لگیں تو انھوں نے ایسی ہی باتوں کو یا تلخ کلامی اور برادرانہ ٹوک جھوک کو گالیاں پٹا ڈالا اور تاریخ کی کتابوں میں لکھ ڈالا۔ سب کا ترجمہ گالی پڑھ کر لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید خدا نخواستہ ماں بہن کی گالیاں دی گئی ہوں گی، حالاں کہ کوئی مائی کالال تاریخ کی کتابوں میں ایسی گندی گالیاں نہیں دکھا سکتا۔

سوال ۶:- خلیفہ راشد کی اطاعت فرض ہے۔ فرض کا منکر و مخالف مومن ہے یا کافر؟

جواب:- خلیفہ راشد کی خلافت متحقق ہو جانے اور طے پا جانے کے بعد اس کی اطاعت فرض ہے۔ لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چوں کہ عدم اطاعت کے لیے خون عثمان کے سبب تاویل موجود تھی اور اس وقت تک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت محکم بھی نہیں ہوئی تھی کہ نافرمانی فرض کا ترک ٹھہرتی۔ لہذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں جھٹ سے بدتمیزی کرنے کی بجائے ادب اور احتیاط کا دامن تھا من ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ

لَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِّمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ حِنْدِي عَلَى هُدًى۔

یعنی صحابہ کے اختلاف کے باوجود اگر کوئی شخص کسی ایک کی بھی پیروی کر لے گا تو وہ اللہ کے نزدیک ہدایت پر سمجھا جائے گا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۴)

روافض کی کتاب ”احتجاج طبری“ میں ہے کہ

اِخْتِلَافُ اصْحَابِي لَكُمْ رَحْمَةٌ۔

یعنی میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لیے رحمت ہے۔ (احتجاج طبری جلد ۲ صفحہ ۱۰۶-۱۰۷)

حضور کریم ﷺ نے صحابہ کے اختلاف کو رحمت قرار دیا ہے اور آپ اس اختلاف پر انھیں جہنم داخل کر رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن سوا علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما ایک دستر خوان پر موجود ہوں اور آپ کی بدتمیزیاں آپ کے گلے کا پھندا بن چکی ہوں۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْ غَنَّا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ عَلِيٍّ اِخْوَانًا عَلٰى شَرِّ مَكَائِلٍ۔

یعنی ہم ان کے دلوں سے ناراضگیاں محکم کر دیں گے، نہ بھائی بھائی کے درمیان کے اور ایک

دوسرے کے آئنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ (حجر: ۴۷)

مولانا علی دہلوی فرماتے ہیں کہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ میں، طلحہ، زبیر اور عثمان انہی لوگوں میں شامل ہوں گے جن کا ذکر اس آیت میں موجود ہے۔

(نہجی جلد ۸ صفحہ ۱۷۳، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۹، بے شمار تفاسیر)

**سوال 7:-** ایک صاحب ایمان تمام ارکان و فرائض اسلام و جمیع ضروریات دین و ایمان پر پختہ یقین و ایقان رکھتا ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کے اہل بیت اطہار، خلفائے راشدین، صحابہ کرام، اولیائے اُمت کا ادب و عشق رکھنے والا پیر و کار ہے۔ امیر عامہ معاویہ کو باغی جاننے سے کیا اس کا ایمان کامل نہیں؟ اگر آپ کے اعتقاد و ایمان و علم میں تکمیل ایمان کا دار و مدار معاویہ کے ماننے پر ہی ہے تو قرآن و سنت میں اس کے جواز میں کیا دلائل ہیں؟

**جواب:-** یہی بات ایک قادیانی، خارجی اور رافضی بھی کر سکتا ہے۔ یہ لوگ بھی ان سب چیزوں کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں، مگر اپنی مرضی کی صرف ایک ڈھڈی مارتے ہیں اور یہی حال آپ کا بھی ہے۔

**حاشیہ:** آپ نے سوال میں اپنے آپ کو صحابہ کرام، اولیائے اُمت کا ادب و عشق رکھنے والا پیر و کار لکھا ہے۔ لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے کے بعد آپ کی یہ بات جھوٹی ثابت ہو گئی۔ نیز آپ نے سوال نمبر گیارہ میں لکھا ہے کہ ضدی و متعصب ملاں و صوفی معاویہ کی حمایت پر مصر ہے۔ یہ جملہ لکھنے کے بعد آپ خود کو اولیائے اُمت کا ادب و عشق رکھنے والا پیر و کار کیسے کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر آپ پرانے اولیاء کو مانتے ہیں تو ان اولیاء رضی اللہ عنہم کا عقیدہ بھی وہی تھا جو ہمارا عقیدہ ہے۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز، حضرت عمرو بن شریک، حضرت ہودائی، حضرت عبد اللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل اور حضرت زانا گنج بخش رحمہم اللہ کے روحانی مشاہدات اور عقائد ہم من و قریب بیان کر رہے ہیں۔ یہاں دواویلوں کے سردار حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کا ارشاد کراہی میں لکھا ہے:

آپ ﷺ پر ایمان معاویہ اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کا معاملہ بتو وہ بھی حق ہے۔ لیکن معاویہ کے خون کا بار اٹھانا ہے۔ اور قاتل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے سربراہ ہیں۔ معاویہ کی حکومت کے دوران میں کئی کئی لوگوں کی طرف سے قتل ہوئے۔ ان میں سے کئی لوگ اہل بیت اطہار کے اہل بیت ہیں۔ ان کے قتل کے بعد معاویہ نے ان کے قتل کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ



سب سے بڑا حاکم اور بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم اپنے عیوب پر نظر ڈالیں اور دلوں کی گتائیوں کی چیزوں سے اور اپنی ظاہری حالتوں کو بتائی انگیز کاموں سے پاک اور صاف رکھیں۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۸۶)

اولیائے امت بل کہ تمام اولیاء کے سردار جو کچھ فرما رہے ہیں وہ آپ نے پڑھ لیا ہے۔ ان اولیاء کو چھوڑ کر خدا جانے آپ کون سے اولیاء کے پیروکار ہیں۔

ثالثاً: حبیب کریم ﷺ نے فرمایا کہ  
دَعُوا إِلَىٰ أَصْحَابِي وَأَصْهَارِي۔

”میری خاطر میرے صحابہ اور میرے سرال کو کچھ نہ کہا کرو!“

اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو صحابی نظر نہیں آئے تو کم از کم محبوب کریم ﷺ کے سرالی رشتے کا ہی حیا کر لیا ہوتا۔

رابعاً: ایمان کا دار و مدار قرآن و سنت کو ماننے، صحابہ و اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا ادب کرنے اور دیگر بہت سی باتوں پر ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اسی دار و مدار کا ایک حصہ ہیں جس طرح کسی بھی دوسرے صحابی کو گالی دینا یا جہنمی کہنا خود جہنمیوں والی حرکت ہے اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی گالی دینا یا جہنمی کہنا دوزخیوں والی حرکت ہے۔

ایک صحابی رسول جو اللہ کو بالکل اسی طرح مانتا ہے جس طرح مولا علی مانتے ہیں، مولا علی ہی کی طرح نبی کریم ﷺ کو مانتا ہے، مولا علی ہی کی طرح ایمان رکھتا ہے اور اسی کا دعویٰ کرتا ہے۔ مولا علی خود فرمائیں کہ میں اس سے اللہ پر ایمان اور اس کے رسول کی تصدیق میں زیادہ نہیں ہوں اور نہ ہی وہ مجھ سے زیادہ ہے، ہمارا معاملہ بالکل ایک جیسا ہے، اختلاف صرف خون عثمان میں ہے اور ہم اس خون سے بری ہیں۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۳۳)

تقریباً یہی بات بخاری اور مسلم کی حدیث میں بھی موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:  
لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّىٰ تَقُتَلَ فِتْنَتَانِ عَظِيمَتَانِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْعَدُكَ عَظِيمَةٌ  
وَدَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ۔

یعنی قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو عظیم گروہوں کے درمیان دبر و ست جنگ نہ ہو، اُن دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔ (بخاری، مسلم ج ۱ ص ۴۱۵، ۴۱۶)

اس حدیث کی تشریح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان دو

گروہوں سے مراد حضرت علی اور حضرت معاویہ کے ساتھی ہیں۔ چنانچہ امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ

إِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا۔

یعنی ہم پر بغاوت کرنے والے ہمارے بھائی ہیں۔

(بیہقی جلد ۸ صفحہ ۱۷۲، واحد الممعات جلد ۲ صفحہ ۳۱۷)

یہی حدیث شیعہ کی کتاب ”قرب الاسناد“ میں بھی موجود ہے۔ (قرب الاسناد جلد ۱ صفحہ ۲۵) تو اب آپ بتائیے کہ ان صاف اور سیدھی باتوں کے باوجود امیر معاویہ کو گالیاں دینے کے لیے آپ کے پاس قرآن و سنت میں کیا دلائل موجود ہیں؟ جس شخص کو مولا علی ایمان اور اسلام میں مکمل طور پر اپنے جیسا قرار دیں، اُسے اپنا بھائی کہیں، نبی کریم ﷺ بھی اُن کی برابری کی تصدیق فرمائیں اور اُسے مسلمانوں کے گروہ میں سے قرار دیں، اُسے جہنمی کہہ کر خود جہنم میں جانے کا شوق آپ پر کیوں سوار ہے؟

نبی کریم ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی قرار دیا ہے۔ مولا علی فرما رہے ہیں کہ معاویہ ہمارا بھائی ہے۔ اب بتائیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور نبی کریم ﷺ کے درمیان کون سا رشتہ ثابت ہوا؟ دوسری طرف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہم شیرہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ دینی رشتہ کے علاوہ برادر بستی ہونا بھی شک سے بالاتر ہے۔ اب بتائیے کہ امیر معاویہ کو گالی دینا نبی کریم ﷺ کو گالی دینے کے مترادف ہے کہ نہیں؟

اب ذرا اپنے سوال کا جواب حلیل القدر تابعین کی زبانی لفظ بہ لفظ سن لیجیے امام زہری رضی اللہ عنہ کو اہل بیت سے اتنی زیادہ محبت تھی کہ بعض لوگوں نے ان پر شیعہ ہونے کا شک کر دیا ہے۔ یہی امام زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے فرمایا: اے زہری! سن لے! جو شخص ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کی مصحف پڑھا اور ان کے گواہی دی کہ عشرہ مبشرہ جنتی ہیں اور امیر معاویہ سے رحم دلی کا رویہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کا مزدوار ہے کہ اس سے حساب نہ مانگے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۶)

یہی حدیث ابوداؤد شافعی نے بھی فرمائی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مثال صحابہ کی ہے۔ (ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۶)

ایک اللہ کے ولی نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ کے پاس ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور معاویہ موجود تھے۔ راشد الکندی نامی ایک شخص آیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ شخص ہم میں نقص نکالتا ہے۔ کندی نے کہا: یا رسول اللہ! میں ان سب میں عیب نہیں نکالتا، بل کہ صرف اس ایک معاویہ میں عیب نکالتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرا براہو! کیا یہ میرا صحابی نہیں ہے؟ آپ نے یہ بات تین بار فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے ایک نیزہ پکڑا اور معاویہ کو دے دیا اور فرمایا: یہ اس کے سینے میں مارو! انھوں نے اسے نیزہ مار دیا۔ میری آنکھ کھل گئی۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ راشد کندی کو رات کے وقت سچ سچ کسی نے مار دیا ہے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۷)

اب آپ خود سوچ لیجیے کہ ایمان کی تکمیل کا دار و مدار امیر معاویہ پر ہے یا نہیں۔

سوال 8:- اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْجَنَّةَ عَلٰی مَنْ ظَلَمَ اَهْلَ بَيْتِیْ اَوْ قَاتَلَهُمْ اَوْ اَعَانَ عَلَیْهِمْ اَوْ سَبَّهُمْ۔

”بے شک اللہ نے حرام کر دیا جنت کو اس شخص پر جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا یا

ان سے جنگ کی یا ان سے جنگ کرنے والے کی اعانت و مدد کی یا ان کو گالی دی۔“

یہ سب کام معاویہ نے کیے۔ اس حدیث کی رو سے معاویہ کے جہنمی ہونے میں قطعاً شک نہ رہا، لیکن حواری ملاں اپنے مفروضوں کے بل بوتے پر معاویہ کو تھیٹ تھیٹ کر جنت لے جانے کی کوشش میں کامیاب ہوں گے یا خود بھی اس کے ساتھ جہنم کا ایندھن بنیں گے؟

جواب:- اولاً: آپ نے اس حدیث کا حوالہ نہیں دیا۔

ثانیاً: اہل بیت کی تین اقسام ہیں:

سب سے بڑی اور حقیقی قسم اصل اہل بیت ہے وہ ازواج مطہرات اور چار شہزادیاں ہیں۔

ازواج مطہرات کا اہل بیت ہونا سورۃ احزاب میں نص سے ثابت ہے۔

دوسری قسم داخل اہل بیت ہے جن میں مولا علی اور حسنین کرمین اللہ وجہہ لہم شامل ہیں۔

تیسری قسم لاحق اہل بیت ہیں جیسے حضرت سلمان فارسیؓ اور اُمت کے منتخب لوگ۔

(سچ سچ اہل بیت ص ۹۲)

اب آپ بتائیے جب مولا علی اور ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی جنگ ہوئی تو دونوں

طرف اہل بیت تھے کہ نہیں؟ اور سیدہ صدیقہؓ اہل بیت کی اہل بیت ہیں کہ نہیں؟ اہل بیت ہونے



کے ساتھ ساتھ وہ مولاعلیٰ کی ماں تھیں کہ نہیں؟ اور قرآن کے مطابق ماں کو آف کہنا بھی منع ہے کہ نہیں؟ اب آپ کا مولاعلیٰ پر کیا فتویٰ ہوگا؟

ہمارے نزدیک اُس جنگ میں بھی اجتہادی اختلاف ہوا تھا اور اس جنگ میں بھی۔ تحقیق کے لحاظ سے مولا علی کا موقف درست تھا، مگر فریق ثانی ان سے بڑھ کر اہل بیت تھا۔ ان کی شان میں بدتمیزی کرنا بد درجہ اولیٰ منع ہے۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہ السلام کے درمیان ناراضگی کا ذکر قرآن میں موجود ہے، چھوٹا بھائی اپنے بڑے پیغمبر بھائی سے ناراض ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو داڑھی مبارک سے اور سر کے بالوں سے پکڑ لیا۔ (حاصل طہ: ۹۴)

لیکن چوں کہ یہ بڑوں کا معاملہ ہے، لہذا ہمیں ادب کی وجہ سے خاموش رہنا چاہیے۔ مولا علی اور سید محمد یقیناً ناراضگی ہو گئی۔ (عام کتب خانہ)

مولا علی اور سیدۃ النساء میں جھگڑا ہوا اور سیدۃ النساء زینہ کربلا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں چلی گئیں۔  
 اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَهْطَبَهَا أَهْطَبَنِي -

جس نے قاطعہ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ (کٹاری جلد نمبر ۵۱۲)

اگر آپ میں معمولی بھی خدا خونی اور احتیاط کا مادہ موجود ہے تو اس خطرناک صورت حال میں خاموشی کو ترجیح دیں گے اور اگر قسمت پھٹ چکی ہے اور بد بختی غالب آ گئی ہے تو بھاری بجلی کے خطرناک تاروں میں الجھت دینی کرتے رہیے۔ اہل سنت ایسے معاملات میں ادب کی وجہ سے خاموش رہا کرتے ہیں۔

ہذا حدیث شریف میں ہے کہ جس نے میرے اہل بیت سے جنگ کی اس کے ساتھ  
میری جنگ ہے اور جس نے ان سے صلح کی اس سے میری صلح ہے۔ آپ کو حضرت امیر معاویہ کا  
علاطی سے جنگ کرنا تاریخ میں نظر آ گیا ہے تو فرما دیجئے کہ اس جنگ کے بعد امام حسن علیہ السلام سے  
صلح کرنا نظر کون کن آیا؟

[illegible]

ایسے شخص پر اللہ کا غضب ہے یا رحمت؟

جواب:- مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا میں مولا علی کا خصوصی نام نہیں ہے، بل کہ جس طرح مولا علی اللہ کے ولی ہیں اسی طرح امیر معاویہ بھی اللہ کے ولی ہیں۔ ہاں درجات کا فرق ضرور ہے۔ درجات اور مراتب کا فرق جس طرح انبیاء علیہم السلام میں پایا جاتا ہے اسی طرح صحابہ کرام بھی سارے ایک جیسے نہیں ہیں۔

آپ نے یہ حدیث اس مفروضے کی بنا پر نقل کی ہے کہ امیر معاویہ اللہ کے ولی نہیں ہیں۔ یہ آپ کا خانہ ساز مفروضہ ہے جس کی تردید ہم ساتھ ساتھ کرتے آرہے ہیں۔ اور یہ جنگ ایک ولی کی دوسرے ولی کے ساتھ تھی جس طرح اہل بیت کی باہمی رنجشیں تھیں۔ اللہ کے ان پیاروں پر باہمی جھگڑوں کے باوجود رحمت ہی رحمت ہے اور انہیں برا کہنے والوں پر اللہ کا غضب ہے خواہ رافضی ہوں یا خارجی۔

سوال 10:- ”مومن علی سے محبت کرے گا اور منافق علی سے بغض رکھے گا۔“

معاویہ کا زندقہ بھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ و جدل کرنا اور ان پر لعن طعن کرنا اور کرنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی علامت ہے یا بغض کی؟ اس حدیث اور کردار معاویہ کی روشنی میں معاویہ مومن ہے یا منافق؟

جواب:- امیر معاویہ کے دل میں مولا علی کا بغض نہیں تھا۔ اور نہ ہی وہ جنگ و جدال بغض کی بنا پر تھا۔ جس طرح سیدنا موسیٰ و سیدنا ہارون علیہما السلام کے دلوں میں ایک دوسرے کا بغض نہ تھا، مگر حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون علیہما السلام کی داڑھی مبارک پکڑ لی اور جس طرح مولا علی کے لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں بغض نہ تھا، مگر پھر بھی جنگ ہوئی اور سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور مولا علی رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑا ہوا۔

معلوم ہوا کہ جنگ یا جھگڑے کے لیے بغض کا ہونا ضروری نہیں۔

ثانیاً: یہ حدیث ترمذی میں ہر صحابی کے بارے میں بھی موجود ہے کہ

مَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ أَحَبَّهُمْ وَ مَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِغْضِیْ أَبْغَضَهُمْ۔

(ترمذی، مشکوٰۃ، ص ۵۵۲)

سوال 11:- ملت اسلامیہ کے تمام اہل حق کا یزید کے لقمے و چٹنی ہونے پر احتجاج ہے۔ جب کہ یزید اذل (امیر عامہ معاویہ) جو یزید کے کاپی اور اسے لقمے دے دینے والا حکمران ملت

کو پروان چڑھا کر اتحادِ ملت کو تباہ کرنے والا تحریفِ دین اور ملوکیت کی بنا قائم کرنے والا۔ قاتلِ آل و اصحابِ باغی کا کردار یزید کے کروت سے بڑھ کر بدتر ایمان سوز اور دین کش ہے۔ یہ ایں ہمہ ضدی و متعصب ملاں و صوفی یزیدِ اول (معاویہ) کی حمایت پر مصر ہے۔ کیا یزیدِ اول (معاویہ) اور یزید ثانی کے کردار و کروت میں مماثلت نہیں ہے؟

جواب:- اولاً: آپ کے یہ قول جب ملتِ اسلامیہ کے تمام اہل حق کا یزید کے لعنتی و جہنمی ہونے پر اجماع ہے تو پھر آپ ہی بتائیے کہ وہی اہل حق امیر معاویہ کے جہنمی ہونے پر متفق کیوں نہیں ہوئے؟ جب کہ آپ ہی کے یہ قول امیر معاویہ یزیدیت کا بانی اور یزید کے کروت سے بڑھ کر بدتر ایمان سوز اور دین کش ہے۔ اس کے لیے آپ کو کھینچا تانی اور محنت کیوں کرنا پڑی ہے۔ آپ کم از کم سیدنا امام حسین علیہ السلام کو تو اہل حق مانتے ہی ہوں گے۔ ہمیں بتائیے کہ انھوں نے چھوٹے یزید کے خلاف تلوار کیوں اٹھائی اور بڑے یزید کے خلاف تلوار کیوں نہ اٹھائی؟ یہ سوال حضرت داتا گنج بخش علیہ السلام کی طرف سے آپ پر وارد کیا جا رہا ہے۔ (کشف المحجوب ص ۷۷)

آپ اپنے سوال نمبر 7 میں اولیائے امت کا ادب و عشق رکھنے اور پیر و کار ہونے کا دعویٰ کر چکے ہیں۔ لہذا حضرت علی گنج بخش علیہ السلام کی پیروی کرتے ہوئے امیر معاویہ کو اہل حق مان لیجیے و رضا ولیاء اللہ کی پیروی کا فریب دینا چھوڑ دیجیے!

ثانیاً: آپ نے حضرت امیر معاویہ علیہ السلام کو یزیدِ اول، بدتر ایمان سوز اور دین کش کہا ہے۔ ہم یہ معاملہ اللہ و اہل الجلال کے سپرد کرتے ہیں جو بڑی غیرت والا قہار ہے۔ فَسَعَلَمُ اَيُّ مُنْقَلِبٍ تَنْقَلِبُ۔

ہم زیادہ سے زیادہ حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے یہی عرض کر سکتے ہیں کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی خَوْنِكُمْ صحابہ کمالیاء دینے والو! تمہارے شر پر اللہ کی لعنت۔

(ترمذی جلد ۲ ص ۱۲۵)

حضرت امیر معاویہ علیہ السلام کے کہنے میں آپ کی موجودہ مماثلت نہیں ہے۔ چہ نسبت خاک را... (ترجمہ: خاک را...)

جواب



دیکھیے۔ آپ نے مولا علی کو کیا کہہ دیا ہے؟ معاذ اللہ!

سوال 12:- و لا تلبسوا الحق بالباطل و تكموا الحق و انتم تعلمون۔

”اور حق کو باطل کے ساتھ مت ملاؤ! اور تم حق کو چھپاتے ہو اور تم جانتے بھی ہو۔“

تو کیا ایک باغی دین و ملت کو صحابہ میں ملانا اس آیت کا انکار اور صحابہ کی توہین نہیں؟ اور کیا قرآن کی ایک آیت کا انکار کفر نہیں؟

جواب:- امیر معاویہ باغی دین و ملت نہیں ہیں، بل کہ صحابی ہیں۔ ہم حدیث شریف لکھ چکے

ہیں کہ صحابہ کا اختلاف رحمت ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۴، احتجاج طبری جلد ۲ صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶)

اور جنگ کے باوجود امیر معاویہ مسلمان ہیں۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۰)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں صحابی بھی مانا ہے اور فقیہ بھی۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۱)

لہذا امیر معاویہ کو صحابی کہنا حق و باطل میں تلخیس نہیں ہے، بل کہ انہیں باغی دین و ملت کہنا محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور صریح حدیث سے ٹکر لیتا ہے۔ مولا علی اور امیر معاویہ دونوں حق ہیں جب کہ یزید باطل ہے، امیر معاویہ کو یزید کے ساتھ ملانا حق و باطل کی تلخیس ہے۔

اس سوال میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی ماننے سے حق و باطل کی تلخیس ثابت کرنا اور پھر اس پر و لا تلبسوا الحق بالباطل کو چپا کرنا جو اس موضوع پر بہ طور نص وارد ہی نہیں ہوئی اور پھر امیر معاویہ کو صحابی ماننے کو اس آیت کے انکار کے مترادف قرار دینا ایسی حرکت ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ سوال گھڑنے والا آدمی یا ٹولہ عالم نہیں ہے۔ اس طرح کی جاہلانہ حرکتیں بعض دوسرے سوالوں میں بھی پائی جاتی ہیں جن پر ہم نے بحث نہیں کی بل کہ خود حسن ظن سے کام لے کر سائل کے مفہوم کو سیدھا کر لیا ہے۔

ایسے لگتا ہے کہ سائل نے صرف اس ایک موضوع پر چند کتابیں پڑھ لی ہیں اور کسی بد تمیزی کی محبت میں کچھ دقت گزارنے کی وجہ سے منہ پھٹ ہو گیا ہے۔

سائل کو جہالت کی وجہ سے اصل سوال اٹھانے کا سلیقہ نہیں آیا۔ ذیل میں ہم ازراہ احسان وہ سوال خود اٹھا کر اس کا جواب دے رہے ہیں۔

سوال:- حدیث عمار کے آخری الفاظ تدعوہم الی الجنت و بدعوہم الی النار سے معلوم

ہو رہا ہے کہ حضرت عمار کا موقف جنتیں والا تھا اور عمار کا موقف جہنمیں والا تھا۔

والا تھا۔ نیز یہ حدیث فضیلت و تہنات علی و عمار نہیں ہے اور نہ ہی اس کا کوئی مستند

کرنا جائز نہیں۔

**جواب:-** اولاً: یہ حدیث ضعیف ہے۔ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”فتح الباری“ میں اسے ضعیف قرار دیا ہے اور حضرت علامہ ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

والامر كذلك فان في سنده ضعيفا يسقط الاستدلال به۔

یعنی بات اسی طرح ہے کہ اس کی سند میں ضعف ہے جس کی وجہ سے اس حدیث سے استدلال ساقط ہوتا ہے۔ (تلمیذ البیان صفحہ ۲۵)

فرمائیے! آپ نے ضعیف حدیث کو نص کیسے کہہ دیا؟

ثانیاً: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے سے پہلے کسی کو کیا خبر تھی کہ یہ اسی جنگ میں شہید ہوں گے؟ ان کی شہادت سے پہلے یہ حدیث اجتہاد سے منع کرنے والی نص کیسے ٹھہر گئی؟ بل کہ اس شہادت کے واقع ہو جانے کے بعد یہ بات واضح ہوئی کہ اجتہاد میں مولا علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے، چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: سیدنا علی کا اجتہاد صحیح ہونا اور سیدنا معاویہ کا اجتہاد صحیح نہ ہونا حضرت عمار والی حدیث سے واضح ہوا۔ ومما يدل على صحة اجتهاده وخطا معاوية في مراده الخ۔ (شرح مختار کبیر صفحہ ۶۵)

ہائی رہی حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی فضیلت، تو یہ اجتہاد ان کی فضیلت اور مخالف کے بارے میں نہیں تھا بل کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو تلاش کرنے کے بارے میں تھا۔

ثالثاً: ان الفاظ سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے لیے جہنم کا استحقاق ثابت ہو رہا ہے یہ شرط ہے کہ قاتلوں کی بخشش کا کوئی دوسرا سبب موجود نہ ہو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بخشش کے لیے شمار اسباب موجود ہیں۔ مثلاً جس مسلمان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وہ ہرگز جہنم میں نہیں جائے گا۔ (ترمذی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۰۰)

چوتھا: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے ہی اس حدیث (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳) وغیرہ

میں مذکور ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ نے اپنے قاتلوں کو قتل کرنے سے روکا۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳) وغیرہ

اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے ایسا قاتل اور مقتول مراد ہیں جن کے پاس جنگ کے لیے کوئی تاویل اور بہانہ موجود نہ ہو اور ان کی جنگ محض تعصب کی بنا پر ہو۔ اور ان کے جہنم میں جانے سے مراد یہ ہے کہ وہ جہنم کے حق دار ہوں گے، لیکن اگر اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دے تو یہ ایک الگ بات ہے۔ اہل حق کا یہی مذہب ہے اور اس طرح کی تمام احادیث میں یہی تاویل ضروری ہے۔ صحابہ کرام کے درمیان جس قدر جنگیں ہوئی ہیں اس وعید میں داخل نہیں ہیں۔ اہل سنت اور اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ صحابہ کرام کے بارے میں حسن ظن سے کام لیا جائے اور ان کے باہمی جھگڑوں کے بارے میں زبان کو لگام دی جائے اور ان کی جنگوں کے بارے میں تاویل سے کام لیا جائے۔ صحابہ مجتہد تھے اور ان کے پاس جنگ کی معقول وجہ موجود تھی۔ انہوں نے نافرمانی کا ارادہ ہرگز نہیں کیا اور نہ ہی دنیا کے لیے جنگ لڑی ہے بل کہ ہر فریق نے یہی سوچا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مخالف باغی ہے اور اس کے خلاف جنگ لڑنا واجب ہے تاکہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ ان میں سے بعض کا موقف درست تھا اور بعض کو غلطی لگی ہوئی تھی۔ وہ اپنی اس غلطی میں معذور تھے۔ ان کی یہ خطا اجتہادی تھی اور مجتہد سے جب خطا ہوتی ہے تو وہ گناہ گار نہیں ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں حق پر تھے۔ یہ ہے اہل سنت کا مذہب۔ ایسی صورت حال میں فیصلہ کرنا بہت مشکل تھا، حتیٰ کہ صحابہ کرام کی اچھی خاصی تعداد حیرت کا شکار تھی، دونوں گروہوں سے الگ ہو کر کھڑے رہے اور کسی کی طرف سے بھی جنگ میں حصہ نہیں لیا۔ اگر انہیں یقین ہوتا کہ حق کس طرف ہے تو وہ ضرور حق کا ساتھ دیتے اور پیچھے ہٹ کر کھڑے نہ ہوتے۔ (شرح النووی علی مسلم ص ۳۹۰)

امام نووی کی اس عبارت سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حدیث عمار کو اگر اس موضوع پر نص سمجھا گیا ہوتا تو بے شمار صحابہ ہرگز غیر جانب داری اختیار نہ کرتے۔

اگر حدیث عمار کو اس کے ظاہر پر رہنے دیا جائے اور ایک گروہ کو جہنمی کہا جائے تو ہماری پیش کردہ بخاری اور مسلم کی متفقہ حدیث دونوں گروہوں کو معاذ اللہ جہنمی بنا دے گی۔ اب آپ خود فیصلہ کیجیے کہ آپ کو ان احادیث میں تاویل منظور ہے یا مولا علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو جہنمی کہہ کر خود جہنم میں جانا منظور ہے۔

جو آسان دیا گیا

نہیں نہیں کہا کہ ایسا کیجیے !



## حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خصوصی فضائل

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حدیبیہ سے اگلے سال یعنی سات ہجری میں مسلمان ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کے سر مبارک کے بال کاٹنے کا شرف حاصل کیا۔ آپ کی ہم شیرہ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا تمام مومنین کی ماں اور محبوب کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ ان کی ہم شیرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ساس ہیں۔ آپ نے اسلام لانے سے پہلے مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں حصہ نہیں لیا۔ سب سے پہلا ہجری بیڑا تیار کرایا۔ چالیس سال تک مسند اقتدار پر فائز رہے۔ آپ نے نبی کریم ﷺ سے ایک سو تریسٹھ احادیث روایت فرمائی ہیں جن میں سے بعض صحیح بخاری جیسی کتابوں میں موجود ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ سے مندرجہ ذیل صحابہ نے احادیث روایت کی ہیں: سیدنا ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر، ابودرداء، جریر البجلی، نعمان بن بشیر، عبداللہ بن عمرو بن عامر، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ۔

### بخاری شریف میں فضائل:-

۱۔ ایک زبردست حدیث جو عشاق کے مذہب و مسلک کی جان ہے:

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يَعْطِي۔

یعنی اللہ جتنا چاہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

اس کے راوی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۶)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے میری چالیس احادیث میری اُمت تک پہنچائیں اللہ تعالیٰ اسے کچھ عطا کرے گا اور میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہی دوں گا۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۶)

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بظاہر و باطن خود بخوبی اور خفیہ ہیں۔ اور اس حدیث کی روشنی میں ان کے لیے بظاہر و باطن احادیث سے چار گنا زیادہ احادیث کے راوی ہیں۔

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا بیٹا حسن میری اُمت کا امام ہے اور میرا بیٹا حسین میری اُمت کا امام ہے۔ ان کے درمیان مسلمانوں کے دو حصے ہو گئے۔

اس حدیث میں جن دو گروہوں کا ذکر ہے ان میں سے ایک گروہ امام حسن کا اور دوسرا گروہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ ان دونوں میں صلح اس وقت ہوئی تھی جب مولانا علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ ہو چکی تھی اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تھے۔ اس شہادت کے واقع ہو جانے کے باوجود محبوب کریم ﷺ نے شہید کرنے والوں کو فتنۃ مسلّمۃ کہا ہے۔ یعنی مسلمان گروہ۔

۳۔ اسی ”صحیح بخاری“ میں ایک اور حدیث اس طرح ہے کہ  
أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ فَقَدْ أَوْجَبُوا۔

یعنی میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر پار جہاد کرے گا اُن پر جنت واجب ہو چکی ہے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۱۰)

سب سے پہلے سمندر پار جہاد کرنے والے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اور اس حدیث میں اُن کی واضح اور زبردست منقبت موجود ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت معاویہ کی منقبت موجود ہے۔ فی ہذا الْحَدِيثِ مَنْقِبَةٌ لِمُعَاوِيَةَ۔

(حاشیہ بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۱۰)

لطف کی بات یہ ہے کہ خارجی حضرات اسی حدیث کے اگلے الفاظ اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ سے یزید کا مغفور ہونا ثابت کرتے ہیں اور انہی حضرات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کے بھی منکر ہیں۔ یہ دونوں باتیں پسند ٹولے ہیں جب کہ اہل سنت کا مسلک ان کے بین بین ہے اور اوہ اعتدال کا آئینہ دار ہے۔

”متدرک حاکم“ میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ

لَفَتَحَنَ الْقِسْطَنِيَّةَ وَ لَنَعَمَ الْاَمِيرُ اَمِيرُهَا وَ لَنَعَمَ الْجَيْشُ ذَلِكَ الْجَيْشُ۔  
یعنی قسطنطنیہ ضرور فتح ہوگا اور اس کا امیر کیا ہی اچھا امیر ہے اور وہ لشکر کیا ہی اچھا لشکر

ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے اور ذہبی نے اس کی تائید کر دی ہے۔ (متدرک حاکم جلد ۵ صفحہ ۳۳۸)

”متدرک“ کی یہ حدیث عقیدۃ اہل سنت کے لیے آپ حیات سے کم نہیں۔

۴۔ حبیب کریم ﷺ نے ایک مرتبہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ حَاثِمَنَا وَ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمِينِنَا۔

یعنی اے اللہ! ہمارے شام میں برکت دے اور ہمارے یمن میں برکت دے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! نجد کے لیے بھی دعا فرمائیں!  
 آپ ﷺ نے پھر وہی دعا فرمائی، مگر نجد کے لیے دعا نہ فرمائی۔ تین بار ایسا ہی ہوا۔ ہر بار  
 صحابہ کرام نے نجد کے لیے دعا کرنے کی درخواست کی۔ آخر کار آپ ﷺ نے فرمایا:  
 هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ۔  
 یعنی نجد میں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطانی گروہ نکلے گا۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۱)

اس حدیث میں نجد کے خارجیوں کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے نجد کے لیے دعا فرمانے سے  
 انکار کر دیا۔ اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی خارجی یا غلط آدمی ہوتے تو آپ ﷺ شام کے لیے  
 بھی دعا نہ فرماتے۔ آپ ﷺ کا یمن اور شام دونوں کے لیے دعا فرمانا اس بات کا ثبوت ہے کہ  
 یمنی اور شامی نبی کریم ﷺ کے نزدیک نجدیوں کی طرح ناپسندیدہ نہیں تھے۔

۵۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ معاویہ کو کچھ نہ کہو! وہ رسول اللہ کا صحابی ہے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۱)

۶۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ امیر المومنین معاویہ کا کیا کریں وہ صرف ایک وتر  
 پڑھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ اپنے طور پر ٹھیک کرتا ہے، امیر معاویہ فقیہ ہے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۱)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات اس وقت فرمائی جب جنگ صفین ہو چکی تھی، حضرت عمار بن  
 یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تھے، بل کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت بھی گزر چکا تھا۔ یہ ساری باتیں امیر  
 المومنین کے لفظ سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے حضرت معاویہ کو امیر المومنین کہا  
 گیا اور آپ نے اس کی تردید کرنے کی بجائے انھیں فقیہ کہہ دیا۔ بتائیے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما  
 کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہے جو حبیب کریم ﷺ کے خاندانِ اقدس کے فردِ عظیم ہیں!!

۷۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے بال مبارک کاٹنے کا شرف حاصل کیا۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۳۳)

یہ حدیث اس کتاب میں آئی ہے کہ بخاری میں باقی صحابہ کے لیے مناقب کا لفظ لکھا  
 ہے۔ اس حدیث کے الفاظ ہیں: جس سے پہلے چلتا ہے کہ حضرت امیر  
 معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے مناقب کا لفظ لکھا ہے۔ اس حدیث میں اسی کتاب المناقب کے



اندر ذکر عباس ابن عبد المطلب کا باب بھی موجود ہے، ذکر طلحہ بن عبید اللہ کا باب بھی موجود ہے، ذکر اصہار النبی ﷺ کا باب بھی موجود ہے، ذکر اسامہ بن زید کا باب بھی موجود ہے۔ صرف ذکر معاویہ کے باب پر یک طرفہ اچھل کود کیسی؟  
مسلم شریف میں فضائل:-

مسلم شریف میں یہ باب موجود ہے:

من فضائل ابی سفیان بن حرب۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مسلمان فتح مکہ کے موقع پر ابوسفیان کی طرف نہیں دیکھ رہے تھے اور نہ ہی انھیں بٹھارہے تھے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ سے تین چیزیں مانگتا ہوں، آپ مجھے عطا فرمادیں! فرمایا: کیا مانگتے ہو؟ عرض کیا: میرے پاس عرب کی سب سے حسین و جمیل بیٹی اُمّ حبیبہ موجود ہے، میں اسے آپ کے نکاح میں دیتا ہوں۔ فرمایا: ٹھیک ہے۔ عرض کیا: آپ معاویہ کو اپنا کاتب بنالیں! فرمایا: ٹھیک ہے۔ عرض کیا: آپ مجھے امارت سونپ دیں تاکہ میں جس طرح مسلمانوں کے خلاف جنگ کرتا رہا ہوں اب مشرکین کے خلاف جنگ کر کے بدلہ موڑ سکوں۔ فرمایا: ٹھیک ہے۔

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۰۴، صحیح ابن حبان صفحہ ۱۹۳۲)

اس واقعہ سے پہلے حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم ﷺ سے ہو چکا تھا۔ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ اپنے مسلمان ہونے کے بعد اسی نکاح کی تجدید اور اس پر اپنے قلبی اطمینان کی بات کر رہے تھے۔ (شرح نووی جلد ۲ صفحہ ۳۰۴)

ترمذی شریف میں فضائل:-

ترمذی شریف میں ایک باب کا نام ہے:

مناقب معاویۃ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہ۔

اس میں دو حدیثیں موجود ہیں۔ اس عنوان میں ”مناقب“ اور ”رضی اللہ عنہ“ کے الفاظ پر

غور کیجیے اور حدیثیں بھی پڑھیے!

۱۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ اے اللہ! اسے ہدایت

دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔ اللہم اھدہ بہ۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۲۲۲، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۹۳۲)

اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر کی جھٹک لکھتے ہیں: اس حدیث پر ٹھنڈے دل سے غور کرو! یہ صادق اور مصدوق نبی ﷺ کی دعا ہے اور آپ ﷺ کی اپنی امت کے لیے دعائیں خصوصاً اپنے صحابہ کے لیے دعائیں مقبول ہی مقبول ہیں، کبھی رد نہیں ہو سکتیں۔ غور کرو گے تو تمہیں سمجھ آ جائے گی کہ بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی اس دعا کو قبول فرمایا اور معاویہ کو لوگوں کے لیے ہادی اور اپنی ذات کے لیے مہدی بنایا۔ جسے اللہ نے یہ دونوں مرتبے عطا فرمادیے اس کے حق میں اُن خرافات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا جو باطل اور عنادی لوگ اپنے منہ سے ہانک رہے ہیں۔ (تلمیذ الجہان صفحہ ۱۱۲)

۲۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ معاویہ کو ہمیشہ اچھے لفظوں سے یاد کیا کرو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے اللہ! اسے ہدایت دے!

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۲، البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۹۹ و اللفظ لہ)

اس حدیث کی شرح میں حضرت امش تابعی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کر دینا مناسب ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

لو رايتم معاوية لقلتم هذا المهدى۔

یعنی اگر تم معاویہ کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ واقعی ہدایت یافتہ ہے۔ (طبرانی کبیر جلد ۸ صفحہ ۲۷۶)

### مسند احمد میں فضائل:-

۱۔ اے اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب سکھا اور اسے آگ سے بچا! اللھم علم معاویہ

الکتاب و الحساب و له العذاب۔ (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۱۵۵، مسند ابن حبان جلد ۱۹۳۲)

اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن عبد البر رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

وله فضيلة جليلة رويته من حديث الشاميـن۔

یعنی اس حدیث میں ایک عظیم فضیلت کی وضاحت چلیں بیان ہوئی ہے۔ (الاحتیاج صفحہ ۶۷۸)

۲۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے معاویہ کے درمیان سنی کرنے کے بعد مروہ کے پاس نبی

ﷺ کی قبر پر حاضر ہوئے اور ان کی قبر پر دعا کی کہ اے اللہ! معاویہ کی دعا ہے۔ حضرت عبداللہ بن

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ! معاویہ کی دعا ہے۔ معاویہ نے کہا کہ اے اللہ! معاویہ کی دعا ہے۔

حدیث خود معاویہ سے ہم تک پہنچی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ معاویہ رسول اللہ ﷺ پر بہتان باندھنے والا آدمی نہیں تھا۔ (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۱۱۸، ۱۲۱، ۱۲۶، طبرانی کبیر جلد ۸ صفحہ ۲۷۷)

سنن سعید بن منصور میں فضائل:-

۱- حضرت نعیم بن ابی ہند اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ میں جنگ صفین میں حضرت علی کا ساتھی تھا۔ جب نماز کا وقت آیا تو ہم نے بھی اذان دی اور امیر معاویہ کے لشکر نے بھی اذان دی۔ ہم نے اقامت پڑھی، انھوں نے بھی اقامت پڑھی۔ ہم نے بھی نماز پڑھی انھوں نے بھی نماز پڑھی۔ میں نے دونوں طرف سے قتل ہونے والوں کے بارے میں سوچا۔ جب مولا علی رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا، تو میں نے عرض کیا کہ ہماری طرف سے قتل ہونے والوں اور ان کی طرف سے قتل ہونے والوں کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا:

مَنْ قُتِلَ مِنَّا وَمِنْهُمْ يُرِيدُ وَجْهَ اللَّهِ وَالْدَارَ الْآخِرَةَ، دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

یعنی خواہ کوئی ہماری طرف سے مارا گیا ہو یا ان کی طرف سے مارا گیا ہو اگر اس کی نیت اللہ کی رضا اور جنت کی طلب تھی تو وہ جنت میں گیا۔ (سنن سعید بن منصور جلد ۲ صفحہ ۳۳۲)

۲- حضرت عمرو بن شریک ہمدانی تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں جنگ صفین میں حصہ لینے والوں کے بارے میں متذبذب تھا کہ فریقین میں سے افضل کون ہے؟ میں نے اللہ کریم سے عرض کیا کہ میری راہ نمائی فرمائے جس سے میری تسلی ہو جائے۔ مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ مجھے اہل صفین کے پاس جنت میں لے جایا گیا۔ میں حضرت علی کے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا جو سبز باغ میں اور چلتی نہروں کے پاس موجود تھے۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ آپ لوگ تو وہی ہیں جنہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا تھا۔ وہ کہنے لگے: ہم نے اپنے رب کو رؤف اور رحیم پایا۔ میں نے کہا: حضرت معاویہ کے ساتھیوں پر کیا گزری؟ انھوں نے کہا: وہ تیرے سامنے موجود ہیں۔ میں ادھر کو بڑھا تو سامنے ایک قوم تھی جو سبز باغ میں اور چلتی نہروں کے پاس موجود تھی۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ آپ لوگ تو وہی ہیں جنہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا تھا۔ انھوں نے کہا: ہم نے اپنے رب کو رؤف اور رحیم پایا۔

(سنن سعید بن منصور جلد ۲ صفحہ ۱۲۰، مسند ابی ہند جلد ۸ صفحہ ۷۷)



مصنف ابن ابی شیبہ میں فضائل:-

ایک سطر اوپر اس کا حوالہ گزر چکا ہے۔

صحیح ابن حبان میں فضائل:-

اس کے دو حوالے مسلم شریف اور مسند احمد میں فضائل کے ضمن میں گزر چکے ہیں۔

دیگر کتب میں فضائل:-

۱۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَا مَعْشَرَ بَنِي نَدْلَةَ اِنَّ وِلِيَّتَ اَمْرًا فَاتَّقِ اللّٰهَ وَاعْدِلْ۔

یعنی اے معاویہ! جب آپ کو حکومت ملے تو اللہ سے ڈرنا!

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کریم ﷺ کے اس ارشاد کے بعد مجھے یقین

ہو گیا کہ میں حکم رانی میں مبتلا کیا جاؤں گا۔

(مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۱۳۶، مسند ابی یوسف جلد ۵ صفحہ ۲۲۹، البدایہ والنہایہ جلد ۸

صفحہ ۱۳۰، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۳۵۵، دلائل النبوة للبیہقی جلد ۶ صفحہ ۴۳۶)

۲۔ اللہ اور اس کا رسول معاویہ سے محبت کرتے ہیں۔ (تفسیر البیان صفحہ ۱۲)

۳۔ حضرت امیر معاویہ رسول اللہ ﷺ کے کاتب تھے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام

سے مشورہ لیا کہ معاویہ کو کاتب بنایا جائے یا نہیں۔ حضرت جبریل نے عرض کیا: اس سے

کتابت کرو لیا کریں! وہ امین ہے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۲۷)

آپ کا کاتب ہونا ”مسند احمد“ میں بھی مذکور ہے اور اس کی اصل مسلم شریف میں ہے کہ

حضرت امین عباس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ادع لی معاویہ۔

یہی سنا کر وہ میرے پاس بلا کر آیا (المطہر جلد ۳ صفحہ ۱۸۵)

۴۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت وحشی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ

قال معاویہ بن ابی سفیان: قال رسول اللہ ﷺ: ما یکنیٰ بیک؟ قال:

کاتب رسول اللہ ﷺ۔

یعنی ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اے معاویہ! تیرے جسم کا کون سا حصہ میرے قریب ہے؟ عرض کیا: میرا پیٹ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اسے علم اور حلم سے بھر دے۔ (الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۹۳)

۵- معاویہ میری اُمت کا سب سے حلیم اور سخی آدمی ہے۔ (تلمیح البیان صفحہ ۱۲)

۶- اے اللہ! معاویہ کو جنت میں داخل فرما۔ وَادْخِلْهُ الْجَنَّةَ۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۲۸)

۷- ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے نبی کریم ﷺ سے کہا: مجھ سے کشتی لڑیں! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پاس موجود تھے۔ انھوں نے فرمایا: میں تم سے کشتی لڑتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے دعا دی کہ معاویہ کبھی مغلوب نہیں ہوگا۔

حضرت امیر معاویہ نے اس سے کشتی لڑی اور اسے بچھاڑ دیا۔ مولا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو میں معاویہ سے کبھی جنگ نہ لڑتا۔

(الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۹، از لکھنؤ جلد ۲ صفحہ ۲۷۸)

۸- محبوب کریم ﷺ نے فرمایا

دَعُوا إِلَى أَصْحَابِي وَأَصْهَارِي، فَمَنْ سَبَّهُمْ فَقَلْبُهُ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔

یعنی میری خاطر میرے صحابہ کو اور میرے سرال کو کچھ نہ کہا کرو! جس نے ان کو گالی دی اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۲۷)

واضح رہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے برادر نسبتی یعنی آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔

۹- حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کے جنتی ہونے کی بشارت نبی کریم ﷺ نے دی ہے اور یہ دونوں صحابی عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔

(ترغی جلد ۲ صفحہ ۲۱۵، ابن ماجہ صفحہ ۱۲، ۱۳)

جب کہ یہ دونوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں شامل تھے اور ان کی شہادت مولا علی کے لشکر کے ہاتھوں ہوئی۔

اب بتائیے! حضرت عمار بن یاسر کی شہادت حضرت امیر معاویہ کے لشکر کے ہاتھوں ہوئی اور حضرت طلحہ و زبیر کی شہادت مولا علی کے لشکر کے ہاتھوں ہوئی، جب کہ شہید ہونے والے ان

سب صحابہ کے جنتی ہونے کی گواہی احادیث میں موجود ہے۔

اس پیچیدہ صورت حال کا حل آپ کے پاس کیا ہے؟ مولا علی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو دیکھا تو ان کے چہرے پر سے مٹی صاف کی اور فرمایا: ”کاش میں اس واقعہ سے

بیس سال پہلے فوت ہو گیا ہوتا۔“ (جمع الفوائد جلد ۲ صفحہ ۲۱۴، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۸)

مولا علی کا یہ فرمان صاف بتا رہا ہے کہ مولا علی اپنی فوج کو حضرت طلحہ کا قاتل سمجھ رہے تھے۔

نیز آپ رضی اللہ عنہ نے وَ نَزَعْنَا مَا فِي صُلُوبِهِمْ مِنْ غَلِيٍّ پڑھ کر فرمایا کہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ طلحہ زہیر اور میں انہی لوگوں میں سے ہوں گے جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ آپ کے اس فرمان سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ فوت ہونے تک ان ہستیوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے بارے میں رنجش موجود تھی۔ اور یہی رنجش قیامت کے دن ختم کر دی جائے گی۔

حضرت امیر معاویہ بھی اپنی زندگی کے آخری دنوں میں فرمایا کرتے تھے کہ کاش! میں ذی طوی کا قریشی ہوتا اور مجھے حکومت عیسیٰ نہ ملی ہوتی۔ (الاکمال مع مشکوٰۃ صفحہ ۶۱۷)

۱۰۔ اسی لیے مولا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین کے بعد فرمایا تھا کہ

لَقَامِي وَ لَقَاءُ مُعَاوِيَةَ فِي الْجَنَّةِ۔

یعنی میری طرف سے قتل ہونے والے اور معاویہ کی طرف سے قتل ہونے والے سب جنتی

ہیں۔ (طبرانی کبیر جلد ۸ صفحہ ۱۷۷، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۵۹۶، حدیث: ۱۵۹۱۷)

۱۱۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی برائی بیان کی۔ آپ

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے سامنے قریشی جوان کا لگہ نہ کرو جو غیصے میں بھی ہنستا ہے اور خامندی

کے ساتھ جو چاہا اس سے لے لو، مگر اس سے چھیننا چاہو تو کبھی نہ چھین سکو گے۔

(الاستیعاب صفحہ ۶۷۷)

۱۲۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معاویہ جیسی

شخص کو کسی کی طرف سے کسی نے کہا: اب بکر، عمر، عثمان، علی؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ

سب جنتی ہیں۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۲۱۴، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۸)

(الاستیعاب صفحہ ۶۷۷)

۱۳۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوسعد! یہاں کچھ

لوگوں کو خبر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر لعنت ہو انہیں کیا خبر جہنم



میں کون ہے؟ لعنہم اللہ و ما یدریہم من فی النار۔ (الاستیعاب صفحہ ۶۷۹)

۱۳۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ ابوبکر اور عمر آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا۔ اسی دوران علی اور معاویہ کو بلایا گیا اور دونوں کو ایک کمرے میں داخل کر دیا گیا اور دروازہ بند کر دیا گیا۔ میں غور سے دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر میں حضرت علی باہر تشریف لے آئے۔ اور وہ فرما رہے تھے: رب کعبہ کی قسم! میرے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ پھر تھوڑی دیر میں حضرت امیر معاویہ بھی باہر تشریف لے آئے اور فرمایا: رب کعبہ کی قسم! میری بخشش ہو گئی۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۷)

۱۵۔ مولا علی کے ساتھ اختلاف کے دنوں میں شہنشاہ روم نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلامی علاقے میں مداخلت شروع کر دی تو حضرت امیر معاویہ نے روم کے بادشاہ کو خط لکھا کہ اگر تم اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو میں اپنے چچا زاد بھائی علی سے صلح کر لوں گا اور ہم دونوں مل کر تمہیں تمہارے گھر سے بھی نکال دیں گے اور تیرے لیے زمین تنگ کر کے رکھ دیں گے۔ شہنشاہ روم خوف زدہ ہو گیا اور صلح پر مجبور ہو گیا۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۶، تاریخ الخلفاء جلد ۷ صفحہ ۲۰۸)

۱۶۔ جب مولا علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو قتل کا یہ منصوبہ تین افراد کے خلاف تیار کیا گیا تھا: حضرت مولا علی، حضرت عمرو بن عامر اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔ حضرت عمرو بن عامر صاف بچ گئے، امیر معاویہ زخمی ہوئے اور مولا علی رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۱۳)

۱۷۔ اس واقعہ سے پتا چلتا ہے کہ یہ تینوں ہستیاں ایک جان تھیں اور ان کا دشمن مشترک تھا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک قمیص پہنائی تھی اور ان کے پاس نبی کریم ﷺ کی وہ قمیص، چادر، ناخن اور بال مبارک بھی موجود تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے حضور والی قمیص کا کفن پہنا کر آپ والی چادر میں لپیٹ کر، ناخن اور بال مبارک میری آنکھوں اور منہ پر رکھ دیے جائیں اور مجھے اللہ کے حوالے کر دیا جائے۔

(الاستیعاب صفحہ ۶۸۷، الکامل جلد ۲ صفحہ ۲۷۷، البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۸)

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۸)



اس نے صرف گالی دی ہے تو اسے ذلت آمیز سزا دی جائے گی۔ (الفتا جلد ۲ صفحہ ۲۶۷)

۴- علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے آپ رحمہ اللہ کے کئی مناقب اپنی کتاب ”الاستیعاب“ کے صفحہ ۶۷۶ سے لے کر ۶۸۰ تک بیان فرمائے ہیں جن میں سے چند ایک مناقب ہم نے اس رسالے میں متعدد مقامات پر بیان کر دیے ہیں۔

۵- حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لما صالح الحسن و اجتمع عليه الناس فسمى ذلك العام عام الجماعة۔  
یعنی جب حضرت امیر معاویہ نے امام حسن کے ساتھ صلح فرمائی اور تمام لوگ متحد ہو گئے تو اس سال کا نام جماعت کا سال رکھا گیا۔ (الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۱۸۵۶)

۶- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام حسن رحمہ اللہ کا امیر معاویہ رحمہ اللہ سے صلح فرمانا امیر معاویہ کی امارت کے صحیح ہونے کا ثبوت ہے۔ (فتاویٰ مللعات جلد ۲ صفحہ ۶۹۷)

۷- حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پرانے بزرگوں نے ان جنگوں کے بارے میں خاموش رہنے کو پسند فرمایا ہے اور نصیحت کی ہے کہ

بَلِّغْ دِمَاءَ طَهَّرَ اللَّهُ عَنْهَا أَيْدِيَنَا فَلَا نَلَوْتُ بِهَا الْيَسْتَنَّا۔

یعنی جن لوگوں کے خون سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا، ان کی غیبت کر کے ہم اپنی زبانوں کو ناپاک کیوں کریں۔ (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۷۹)

۸- علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے ایک مکمل کتاب حضرت امیر معاویہ رحمہ اللہ کی شان میں لکھی ہے جس کا نام ”تطهير الجنان“ ہے۔

۹- حضرت علامہ احمد شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

وَمَنْ يَكُونُ يَطْعَنُ فِي مُعَاوِيَةَ فَذَلِكَ كَلْبٌ مِنْ كِلَابِ الْهَٰوِيَةِ

یعنی جو امیر معاویہ رحمہ اللہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔

(شمس الارض جلد ۳ صفحہ ۴۳)

۱۰- امام اہل سنت حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ امام حسن اور امیر معاویہ رحمہ اللہ کے درمیان صلح والی حدیث بخاری کی شرح میں فرماتے ہیں:

وَبِهِ ظَهَرَ أَنَّ الطَّعْنَ عَلَى الْأَمِيرِ مُعَاوِيَةَ طَعْنٌ عَلَى الْأَمَامِ الْمُجْتَمِعِينَ عَلَى

عَلَى جَدِّهِ الْكَرِيمِ ﷺ عَلَى رُءُوسِهِمْ وَجَلَّ جَلُّ الْعِزِّ



”اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن وراصل امام حسن مجتبیٰ پر طعن ہے، بل کہ ان کے جدِ کریم ﷺ پر طعن ہے، بل کہ ان کے رب عزوجل پر طعن ہے اس لیے کہ مسلمانوں کی باگ ڈور کسی غلط آدمی کے ہاتھ میں دینا اسلام اور مسلمین کے ساتھ خیانت ہے اور اگر سیدنا امیر معاویہ غلط ہیں جیسا کہ طعن کرنے والے کہہ رہے ہیں تو پھر اس خیانت کے مرتکب۔ معاذ اللہ۔ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ٹھہریں گے اور رسول اللہ ﷺ کی اس خیانت پر برضا لازم آئے گی اور یہ وہ ہستی ہے جس کی شان میں وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى وارد ہے۔ یہ جملے اس شخص کو فائدہ دیں گے جس کے لیے اللہ نے ہدایت کا ارادہ فرمالیا ہے۔“

(المستند المعتبر ص ۱۹۹)

۱۱۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے ”فتح الباری“ میں، علامہ قسطلانی نے ”ارشاد الساری“ میں، علامہ کرمانی نے ”شرح کرمانی“ میں اور بے شمار محدثین نے اپنی اپنی کتب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان بیان فرمائی ہے اور ان پر زبان درازی سے منع فرمایا ہے۔ علیہم الرحمة و الرضوان الغفران۔

### صوفیہ کے اقوال:

اس سے پہلے (۱) حضرت عمر بن عبدالعزیز کا خواب اور (۲) حضرت عمرو بن شریل امدانی رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان ہو چکا ہے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت امیر معاویہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز؟ آپ نے فرمایا کہ امیر معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں جھننے والی مٹی بھی عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔ (البدایہ النہیہ جلد ۸ ص ۱۳۶)

۴۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آنے کے بعد ان کے دربار میں رونے والے لوگ آئے تو ان سے خوش آئے اور فرماتے رہے۔

۵۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار میں آنے والے لوگ ایک ضرورت مند اپنی ضرورت بیان کرتے تو ان کے دربار میں رونے والے لوگ آتے اور فرماتے رہے۔

قاصد نے عرض کیا کہ امیر معاویہ دیر سے وظیفہ پیش کرنے پر معذرت کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے وہ پانچوں تھیلیاں ضرورت مند کو دے دیں اور اتنی دیر بٹھائے رکھنے پر معذرت چاہی۔

(کشف المحجوب صفحہ ۷۷)

۵- حضرت امام غزالی رحمہ اللہ نے خلفاء امرا اور صالحین کی وفات کے حالات میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر فرمایا ہے، آخری وقت میں آپ کا تسبیح اور ذکر کرنا اور اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کرنا اور حضور کریم رءوف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کے ساتھ کفن دینے کی وصیت کرنا اور اولیائے کاملین کی طرح رقاق ظاہر کرنا تفصیل کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔ لہذا حضرت معاویہ ابن ابی سفیان الوفاۃ الخ۔ (احیاء العلوم صفحہ ۱۹۶)

۶- حضور سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رہا امیر معاویہ اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کا معاملہ؛ تو وہ بھی حق پر تھے اس لیے کہ وہ خلیفہ مظلوم کے خون کا بدلہ لینا چاہتے تھے اور قاتل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود تھے۔ پس ہر فریق کے پاس جنگ کے جواز کی ایک وجہ موجود تھی۔ لہذا ہمارے لیے سکوت اس سلسلہ میں سب سے اچھی بات ہے، ان کے معاملے کو اللہ کی طرف لوٹا دینا چاہیے۔ وہ سب سے بڑا حاکم اور بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم اپنے عیوب پر نظر ڈالیں اور دلوں کو گناہوں کی چیزوں سے اور اپنی ظاہری حالتوں کو جاہلی انگیز کاموں سے پاک اور صاف رکھیں۔

(غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۸۶)

۷- حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ نے ”مثنوی“ شریف میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نہایت ایمان افروز واقعہ شعروں میں لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیطان نے حضرت امیر معاویہ کو نماز کے وقت تھکیاں دے کر سلا دیا۔ جب وہ جاگے تو نماز کا وقت گزر چکا تھا۔ آپ نماز کے قضا ہونے پر سخت روئے اور پشیمان ہوئے۔ دوسرے دن شیطان نے انہیں بروقت جگا دیا۔ آپ نے شیطان سے پوچھا کہ تم تو لوگوں کو غافل کرنے پر لگے ہوئے ہو، آج تم نے مجھے نماز کے لیے کیسے جگا دیا؟ شیطان نے کہا: کل نماز کے قضا ہونے پر آپ اتنا روئے اور پشیمان ہوئے کہ اللہ نے آپ کو نماز پڑھنے سے بھی زیادہ اجر دے دیا۔ آپ کو ملنے والا وہ اجر دیکھ کر میں نے سوچا کہ آپ کو غافل کرنے سے بہتر ہے کہ آپ نماز ہی پڑھ لیں۔ اس کے لیے مولا اللہ ہم سے یہ سوال قائم کیا ہے:

بیدار کردن ابلیس حضرت امیر المومنین معاویہ را کہ بر خیز کہ وقت نماز است۔  
یعنی ابلیس کا امیر المومنین معاویہ کو جگانا کہ اٹھو نماز کا وقت ہے۔

(مثنوی معنوی مولانا روم دفتر دوم صفحہ ۲۳۸)

۸- ایک اللہ کے ولی نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ کے پاس ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور معاویہ موجود تھے۔ راشد الکندی نامی ایک شخص آیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ شخص ہم میں نقص نکالتا ہے۔ کندی نے کہا: یا رسول اللہ! میں ان سب میں عیب نہیں نکالتا، بل کہ صرف اس ایک میں عیب نکالتا ہوں۔ اُس نے حضرت امیر معاویہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بات کہی۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک نیزہ پکڑا اور معاویہ کو دے دیا اور فرمایا: یہ اس کے سینے میں مارو! انھوں نے اسے نیزہ مار دیا۔ میری آنکھ کھل گئی۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ راشد کندی کو رات کے وقت سچ سچ کسی نے مار دیا ہے۔ (المہادیۃ النہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۷)

۹- حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ ہم سے بغاوت کرنے والے ہمارے بھائی ہیں۔ یہ لوگ نہ کافر ہیں نہ فاسق۔ کیوں کہ ان کے پاس تاویل موجود ہے جو انھیں کافر اور فاسق کہنے سے روکتی ہے۔ اہل سنت اور رافضی دونوں حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی کرنے والوں کو خطا پر سمجھتے ہیں اور دونوں حضرت امیر کے حق پر ہونے کے قائل ہیں، لیکن اہل سنت حضرت امیر سے جگہ کرنے والوں کے حق میں محض خطا کے لفظ سے زیادہ سخت لفظ استعمال کرتا چاہتا نہیں سمجھتے اور زبان کو ان کے طعن و تشنیع سے بچاتے ہیں اور حضرت خیر البشر ﷺ کا صحابی ہونے کا حیا کرتے ہیں۔

(کتوبات امام ربانی جلد ۲ صفحہ ۹۵ مکتوب نمبر ۳۶)

۱۰- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث میں فرماتے ہیں اور حضور شیخ اکبر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "فہرست" میں فرمایا ہے: "میرے بھائی ہیں۔"

وَجُزْءٌ مِنْهُمْ اَعْتَقَادُ الْهَمِّ



یعنی صحابہ کے باہمی جھگڑوں کے بارے میں زبان کو لگام دینا واجب ہے اور ان سب کے مابین ہونے کا اعتقاد واجب ہے۔

اس عنوان کے تحت آپ نے زبردست بحث فرمائی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر بعض تاریخ دانوں کی خلاف تحقیق باتوں پر کان نہیں دھرنے چاہئیں اور تاریخ پڑھتے وقت صحابہ کرام ~~ؓ~~ کے مرتبے اور مقام کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ صحابہ کا مرتبہ قرآن و سنت سے ثابت ہے جب کہ تاریخ محض کچی پکی باتوں کا مجموعہ ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز ~~ؓ~~ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ۔۔۔۔۔

بَلِّغْ دِمَاءَ طَهْرٍ اللَّهُ تَعَالَى مِنْهَا سُبُوقًا فَلَا نَخْصِبُ بِهَا الْيَسْتَنَّا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے خون سے ہماری تلواروں کو بچالیا ہے تو ہم اپنی زبانوں کو ان کی غیبت کر کے کیوں گناہ گار کریں۔

یہی تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین اپنے کندھوں پر لادا اور ہم تک پہنچایا۔ ہمیں نبی کریم ~~ﷺ~~ کی طرف سے ایک لفظ بھی اگر پہنچا ہے تو انہی کے واسطے سے پہنچا ہے۔ لہذا جس نے صحابہ پر طعن کیا اس نے اپنے دین پر طعن کیا۔ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے درمیان ہونے والی غلط فہمیوں کا معاملہ نہایت نازک اور دقیق ہے۔ اس میں رسول اللہ ~~ﷺ~~ کے بغیر کوئی شخص فیصلہ دینے کی جرأت نہ کرے۔ اس لیے کہ یہ مسئلہ حضور کی اولاد اور حضور کے صحابہ کا ہے۔ آگے کمال الدین بن ابی یوسف ~~ؒ~~ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

ليس المراد بما شجر بين علي و معاوية المنازعة في الامارة كما توهمه بعضهم و انما المنازعة كانت بسبب تسليم قطة عثمان رضي الله عنه الي عشيرته ليقتصوا منهم الي اخره۔

”علی اور معاویہ کے درمیان جو براہِ رائے جھگڑا ہوا اس سے مراد حکومت کی خاطر جنگ لڑنا نہیں ہے جیسا کہ بعض شیعہ کو وہم ہوا ہے۔ یہ جھگڑا محض اس بات کا تھا کہ عثمان ~~ؓ~~ کے قاتلوں کو ان کے رشتہ داروں کے حوالے کر دیا جائے تاکہ وہ قصاص لے سکیں۔ علی ~~ؓ~~ کی رائے یہ تھی کہ ان کو گرفتار کرنے میں تاخیر کرنا بہتر ہے۔ اس لیے کہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی اور وہ حضرت علی ~~ؓ~~ کے لشکر میں کٹ رہے ہو چکے تھے۔ ایسی صورت حال میں قاتلوں کو گرفتار کرنا حکومت کو ہلا کر رکھ دینے کے



فیه بنصوصہ احادیث کقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام: اللہم اجعلہ  
ہادیاً مہدیاً و آہد بہ۔ رواہ الترمذی و قولہ علیہ السلام: اللہم علم  
معاویۃ الحساب و الكتاب و قہ العذاب۔ رواہ احمد و ما قبل من انہ  
لم تثبت فی فضلہ حدیث فمحل نظر الخ۔

”حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کبار صحابہ میں سے ہیں، آپ نجیب اور مجتہد صحابی ہیں، اگر  
آپ کو چھوٹا صحابی بھی مانا جائے تو آپ بلاشبہ ان احادیث کے عموم میں داخل ہیں  
جو صحابہ کی شان میں وارد ہوئی ہیں جب کہ آپ کے حق میں خصوصی احادیث بھی  
موجود ہیں جیسے آپ رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ اے اللہ! معاویہ کو ہادی مہدی بنا اور اس کے  
ذریعے سے لوگوں کو ہدایت دے! (ترمذی)۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کا فرمانا: اے اللہ  
معاویہ کو حساب اور کتاب سکھا اور اسے عذاب سے بچا! (احمد) اور یہ جو کسی نے کہہ دیا  
ہے کہ آپ کی شان میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے تو یہ بات قابل قبول نہیں ہے۔  
سلف صالحین کے سامنے جب کوئی امیر معاویہ کو برا بھلا کہتا تو وہ غضب ناک ہو  
جاتے تھے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہا گیا کہ معاویہ ایک وتر پڑھتا ہے تو آپ نے  
فرمایا: اسے کچھ نہ کہو! وہ فقیہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے۔ (بخاری) اور ایک  
آدی نے خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز کے سامنے آپ کو گالی دی تو انھوں نے اسے  
کوڑے مردائے اور ایک اور آدی نے کہا: یزید آخری امیر المومنین ہے۔ آپ نے  
اسے بھی کوڑے مردائے۔ امام جلیل عبداللہ بن مبارک سے کسی نے پوچھا کہ معاویہ  
افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ؟ آپ نے فرمایا معاویہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ہم راہ جہاد تھا تو ان کے گھوڑے کی گرد بھی عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔ ہم  
نے اس موضوع پر ایک پورا رسالہ لکھا ہے جس کا نام ”الناہیہ عن ذم معاویہ“  
ہے۔“ (نیراں صفحہ ۱۳۰)

۱۳۔ حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن والے رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو متقی  
اور اکابر صحابہ میں سے ہیں کے حق میں بغض و حسد رکھنا اور بے گالی کرنا سراسر شقاوت ہے۔  
(مناہج السالکین ص ۱۰۱)



۱۵- ہمارے مرشد کریم قطب الاقطاب فقیر اعظم حضرت پیر سائیں مفتی محمد قاسم مشوری قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز ارقام فرماتے ہیں: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ان سے افضل سمجھنا گم راہی اور مذہب اہل سنت سے خروج ہے۔ اسی طرح کسی بھی صحابی بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنا اسلام پر جرح کو مستلزم ہے اور نصوص قطعیہ کے انکار کے مترادف ہے۔ و ہو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الفقیر محمد قاسم عفی عنہ۔

۱۶- شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے باہمی نزاع کو ہم تشابہات کے درجہ میں رکھیں گے۔ ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ہم ان کے مرتبہ اور ان کی عظمت میں کسی قسم کا شک کریں اور کہیں کر کریں جب کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو! اور فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک مسلم اور محکم امر ہے جس میں کوئی شک نہیں، لیکن ہم مظلوم علیہ کی فضیلت کا بھی انکار نہیں کرتے اور یاد رکھیں کہ وہ تمام روایات جو اس نزاع کی تفصیل میں وارد ہیں وہ یا تو طبری مؤرخ سے مروی ہیں جو اسامہ الرجال کی کتب کی تصریح کے مطابق مردود الروایت ہے اور ابن جریر طبری بلاشبہ شیعہ ہے۔ البتہ ابن جریر طبری مفسر ثقہ (معتبر) لوگوں سے ہے یا وہ روایات ابن کثیر سے ہیں، جو الامت والسیاسة کا مصنف ہے جو سراسر جھوٹا اور مغتری ہے یا بکھرے روایات مؤرخ دائدی سے مروی ہیں تو وہ بھی اسی طرح کا ہے۔ اس لیے کہ اس کی روایت اپنے آپ میں اس کی روایت پر اعتماد کرتے ہیں اور یہ

مفسرین نے اس نزاع کے حوالے سے اس کی روایات میں من گھڑت روایات بیان کی ہیں اور ان کے حوالے سے اس کی روایات پر کیسے فیصلہ کرنا ہے؟

اس لیے کہ اس نزاع کے حوالے سے اس کی روایات میں من گھڑت روایات بیان کی ہیں اور ان کے حوالے سے اس کی روایات پر کیسے فیصلہ کرنا ہے؟

اس لیے کہ اس نزاع کے حوالے سے اس کی روایات میں من گھڑت روایات بیان کی ہیں اور ان کے حوالے سے اس کی روایات پر کیسے فیصلہ کرنا ہے؟

بے شک ■ کاتب وحی ہیں اور اُمّ المؤمنین (اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا) کے بھائی ہیں اور یقیناً شام و عراق سے یہود کے فتنوں کا قلع قمع کرنے والے ہیں کہ ان کی حکمت عملی نے آتش کدہ عجم کو بجھا کر رکھ دیا جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔ تم پر لازم ہے کہ اولیاء اللہ کے ساتھ اعتقاد رکھو اور ان کا مسلک اختیار کرو! (انوار قریہ صفحہ ۳۶۹-۳۷۰)

حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے اس اقتباس کو بار بار پڑھیے۔ آپ نے چند سطور میں دلائل کے انبار لگا دیے ہیں، اولیاء اللہ کا نام لے کر ان کا مسلک واضح کر دیا ہے اور چور کو اس کے گھر تک پہنچا دیا ہے۔

اگر یہ تمام اولیا علیہم الرضوان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا احترام کرنے کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے تو پھر آپ کو وہ جنت مبارک ہو جو اولیا کی دشمنی کے نتیجے میں ملا کرتی ہے۔  
عقائد کی کتب میں تعلیم:-

عقائد کی تمام کتابوں میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں زبان کو لگام دینے پر زور دیا گیا ہے۔ (شرح عقائد نسلی صفحہ ۱۶۳، شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۵، نیر اس صفحہ ۲۰۷، الیہ اقیات والجواب جلد ۲ صفحہ ۲۲۵)

شیعہ کی کتب میں فضائل:-

۱- مولانا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ

إِنَّا لَمْ نَقَابِلَهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ لَهُمْ وَ لَمْ نَقَابِلَهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ لَنَا لِكُنَّا رَأَيْنَا إِنَّا عَلَى حَقٍّ وَ رَأَوْا أَنَّهُمْ عَلَى حَقٍّ۔

یعنی ہم انہیں کافر قرار دے کر ان سے جنگ نہیں لڑ رہے اور نہ ہی اس لیے لڑ رہے ہیں کہ یہ ہمیں کافر قرار دیتے ہیں، بل کہ ہمارے خیال کے مطابق ہم حق پر ہیں اور ان کے خیال کے مطابق وہ حق پر ہیں۔ (قرب لا سواد/ ۲۵)

۲- إِنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَكُنْ يُنْسَبُ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ حَرْبِهِ إِلَى الشِّرْكِ وَ لَا إِلَى النِّفَاقِ وَ لَكِنْ يَقُولُ: هُمْ إِخْوَانُنَا يَكُونُوا عَلَيْنَا۔

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے مخالفوں کو نہ ہی مشرک کہتے تھے اور نہ ہی منافق، بل کہ فرماتے تھے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں جو ہم سے بغاوت پر اتر آئے ہیں۔ (قرب لا سواد/ ۲۵)

یہی حدیث اہل سنت کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔

(یعنی جلد ۸ صفحہ ۱۷۲، اور المجمعات جلد ۲ صفحہ ۳۱۷)

مولاعلیٰ کے فرمان سے واضح ہو گیا کہ حضرت امیر معاویہ کو کافر کہنے والا مولاعلیٰ کے فیصلے کا منکر ہے اور ایک مصدقہ مسلمان کو کافر کہہ کر خود کافرانہ حرکت کر رہا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امیر معاویہ سے دشمنی کرنے والا مولاعلیٰ کے بھائی سے دشمنی کر رہا ہے۔

آج جو لوگ مولاعلیٰ سے جنگ کی وجہ سے امیر معاویہ کو کافر اور جہنمی کہہ رہے ہیں کیا ان میں ہمت ہے کہ وہ مولاعلیٰ کو ایسا قول دکھاسکیں جس میں انھوں نے امیر معاویہ کو کافر اور جہنمی قرار دیا ہو؟ بل کہ اُلٹا مولاعلیٰ انھیں اپنا بھائی قرار دے رہے ہیں اور ان کی منافقت نہیں بل کہ اجتہادی اختلاف تسلیم کر رہے ہیں۔

۳۔ مولاعلیٰ فرماتے ہیں کہ ابتدا اس طرح ہوئی کہ ہمارا اور شام والوں کا آئنا سامنا ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ ہمارا رب بھی ایک، ہمارا نبی بھی ایک، ہماری دعوت اسلام بھی ایک، نہ ہی ہمارا دعویٰ تھا کہ ہم اللہ پر ایمان اور اس کے رسول کی تصدیق میں ان سے بڑھ کر ہیں اور نہ ہی وہ اس بات کا دعویٰ کرتے تھے۔ معاملہ بالکل برابر تھا۔ اگر اختلاف تھا تو صرف عثمان کے خون میں اختلاف تھا حالانکہ ہم اس سے بری تھے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۴۳۳)

۴۔ اِخْتِلَافٌ اَصْحَابِيٌّ لَكُمْ رَحْمَةً۔

یعنی میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لیے رحمت ہے۔ (احسان طبری جلد ۲ صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اس قدر دلائل کے ہوتے ہوئے ان پر زبان درازی کرنا محض بد نصیبی کی علامت ہے۔ اصول یہ ہے کہ کسی مسلمان کے بارے میں حسن ظن سے کام لینا واجب ہے اور اگر اس کا کوئی نقص یا عیب نظروں میں آئے بھی تو جہاں تک ہو سکے اس میں محبت کا اظہار کر کے اسے غفلت سے بچانا ضروری ہے۔

ایک عام آدمی کے حق میں اقبالیہ اور حسن ظن ضروری ہے تو ایک صحابی کا تبہ و جی محبوب و محترم کے بارے میں کتنا حسن ظن ضروری ہوگا اور پھر اس کے بارے میں کیا غفلت سے بچنا ضروری ہوگا؟ اس کے بارے میں لب کشائی کرتے وقت کتنی



میرے عزیز! اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ مولا علیؑ اور امیر معاویہؓ کی جنگوں میں مولا علیؑ حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہؓ کا موقف درست نہ تھا، مگر اس کے باوجود انھیں حبیب کریمؐ کی شہادت نے مسلمان قرار دیا ہے، لہذا ہم ان کی خطا کو اجتہادی خطا اور اچھی نیت پر محمول کرتے ہیں۔ اتنی سی بات ہے جس کا آپؐ نے بے شک بنا دیا ہے۔

آپؐ ڈھونڈ ڈھونڈ کر عیب نکالتے رہتے ہیں اور ہم نہایت ادب اور احتیاط کے ساتھ ان کا بہتر محمل تلاش کرتے رہتے ہیں۔ یہ اپنا اپنا نصیب ہے۔

قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ

لَعَنَ اٰخِرُ هَذِهِ الْاُمِّیَةِ اَوَّلَهَا۔

یعنی اس امت کے بعد والے لوگ پہلے والوں پر لعنت بھیجیں گے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۴۷۰)  
نبی کریمؐ نے مولا علیؑ سے فرمایا کہ ایک ایسی قوم نکلے گی جو آپؐ سے محبت کا دعویٰ کرے گی، اسلام کو رسوا کرے گی، دین سے اس طرح نکل چکے ہوں گے جیسے تیر نکل جاتا ہے۔ ان کے نظریات عجیب ہوں گے۔ انھیں رافضی کہا جائے گا۔ وہ مشرک لوگ ہوں گے، ان کی نشانی یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ جمعہ اور جماعت میں نہیں آئیں گے۔ اپنے سے پہلے لوگوں پر طعن و تشنیع کریں گے۔ (دارقطنی کتاب الافراء، ص ۱۶۱)

واضح رہے کہ آپؐ کے دوسرے بھائی (خارجی) مولا علیؑ کو غلط کہتے پھرتے ہیں۔

حضور غوث اعظم قدس سرہ لکھتے ہیں کہ خارجیوں کا قول اس کے خلاف ہے اللہ ان کو ہلاک کرے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کبھی بھی امام برحق نہ تھے۔ (فتاویٰ الطالین ص ۱۸۶)  
چنانچہ ایک خارجی لکھتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کا موقف ہر اعتبار سے صحیح تھا اور حضرت علیؑ کا صحیح نہ تھا اپنی سیاسی مصلحتوں پر مبنی تھا۔

(تحقیق حریدہ سلسلہ خلافت معاویہؓ ص ۱۲۷، ص ۱۲۸، ص ۱۲۹، ص ۱۳۰، ص ۱۳۱، ص ۱۳۲، ص ۱۳۳، ص ۱۳۴، ص ۱۳۵، ص ۱۳۶، ص ۱۳۷، ص ۱۳۸، ص ۱۳۹، ص ۱۴۰، ص ۱۴۱، ص ۱۴۲، ص ۱۴۳، ص ۱۴۴، ص ۱۴۵، ص ۱۴۶، ص ۱۴۷، ص ۱۴۸، ص ۱۴۹، ص ۱۵۰، ص ۱۵۱، ص ۱۵۲، ص ۱۵۳، ص ۱۵۴، ص ۱۵۵، ص ۱۵۶، ص ۱۵۷، ص ۱۵۸، ص ۱۵۹، ص ۱۶۰، ص ۱۶۱، ص ۱۶۲، ص ۱۶۳، ص ۱۶۴، ص ۱۶۵، ص ۱۶۶، ص ۱۶۷، ص ۱۶۸، ص ۱۶۹، ص ۱۷۰، ص ۱۷۱، ص ۱۷۲، ص ۱۷۳، ص ۱۷۴، ص ۱۷۵، ص ۱۷۶، ص ۱۷۷، ص ۱۷۸، ص ۱۷۹، ص ۱۸۰، ص ۱۸۱، ص ۱۸۲، ص ۱۸۳، ص ۱۸۴، ص ۱۸۵، ص ۱۸۶، ص ۱۸۷، ص ۱۸۸، ص ۱۸۹، ص ۱۹۰، ص ۱۹۱، ص ۱۹۲، ص ۱۹۳، ص ۱۹۴، ص ۱۹۵، ص ۱۹۶، ص ۱۹۷، ص ۱۹۸، ص ۱۹۹، ص ۲۰۰، ص ۲۰۱، ص ۲۰۲، ص ۲۰۳، ص ۲۰۴، ص ۲۰۵، ص ۲۰۶، ص ۲۰۷، ص ۲۰۸، ص ۲۰۹، ص ۲۱۰، ص ۲۱۱، ص ۲۱۲، ص ۲۱۳، ص ۲۱۴، ص ۲۱۵، ص ۲۱۶، ص ۲۱۷، ص ۲۱۸، ص ۲۱۹، ص ۲۲۰، ص ۲۲۱، ص ۲۲۲، ص ۲۲۳، ص ۲۲۴، ص ۲۲۵، ص ۲۲۶، ص ۲۲۷، ص ۲۲۸، ص ۲۲۹، ص ۲۳۰، ص ۲۳۱، ص ۲۳۲، ص ۲۳۳، ص ۲۳۴، ص ۲۳۵، ص ۲۳۶، ص ۲۳۷، ص ۲۳۸، ص ۲۳۹، ص ۲۴۰، ص ۲۴۱، ص ۲۴۲، ص ۲۴۳، ص ۲۴۴، ص ۲۴۵، ص ۲۴۶، ص ۲۴۷، ص ۲۴۸، ص ۲۴۹، ص ۲۵۰، ص ۲۵۱، ص ۲۵۲، ص ۲۵۳، ص ۲۵۴، ص ۲۵۵، ص ۲۵۶، ص ۲۵۷، ص ۲۵۸، ص ۲۵۹، ص ۲۶۰، ص ۲۶۱، ص ۲۶۲، ص ۲۶۳، ص ۲۶۴، ص ۲۶۵، ص ۲۶۶، ص ۲۶۷، ص ۲۶۸، ص ۲۶۹، ص ۲۷۰، ص ۲۷۱، ص ۲۷۲، ص ۲۷۳، ص ۲۷۴، ص ۲۷۵، ص ۲۷۶، ص ۲۷۷، ص ۲۷۸، ص ۲۷۹، ص ۲۸۰، ص ۲۸۱، ص ۲۸۲، ص ۲۸۳، ص ۲۸۴، ص ۲۸۵، ص ۲۸۶، ص ۲۸۷، ص ۲۸۸، ص ۲۸۹، ص ۲۹۰، ص ۲۹۱، ص ۲۹۲، ص ۲۹۳، ص ۲۹۴، ص ۲۹۵، ص ۲۹۶، ص ۲۹۷، ص ۲۹۸، ص ۲۹۹، ص ۳۰۰، ص ۳۰۱، ص ۳۰۲، ص ۳۰۳، ص ۳۰۴، ص ۳۰۵، ص ۳۰۶، ص ۳۰۷، ص ۳۰۸، ص ۳۰۹، ص ۳۱۰، ص ۳۱۱، ص ۳۱۲، ص ۳۱۳، ص ۳۱۴، ص ۳۱۵، ص ۳۱۶، ص ۳۱۷، ص ۳۱۸، ص ۳۱۹، ص ۳۲۰، ص ۳۲۱، ص ۳۲۲، ص ۳۲۳، ص ۳۲۴، ص ۳۲۵، ص ۳۲۶، ص ۳۲۷، ص ۳۲۸، ص ۳۲۹، ص ۳۳۰، ص ۳۳۱، ص ۳۳۲، ص ۳۳۳، ص ۳۳۴، ص ۳۳۵، ص ۳۳۶، ص ۳۳۷، ص ۳۳۸، ص ۳۳۹، ص ۳۴۰، ص ۳۴۱، ص ۳۴۲، ص ۳۴۳، ص ۳۴۴، ص ۳۴۵، ص ۳۴۶، ص ۳۴۷، ص ۳۴۸، ص ۳۴۹، ص ۳۵۰، ص ۳۵۱، ص ۳۵۲، ص ۳۵۳، ص ۳۵۴، ص ۳۵۵، ص ۳۵۶، ص ۳۵۷، ص ۳۵۸، ص ۳۵۹، ص ۳۶۰، ص ۳۶۱، ص ۳۶۲، ص ۳۶۳، ص ۳۶۴، ص ۳۶۵، ص ۳۶۶، ص ۳۶۷، ص ۳۶۸، ص ۳۶۹، ص ۳۷۰، ص ۳۷۱، ص ۳۷۲، ص ۳۷۳، ص ۳۷۴، ص ۳۷۵، ص ۳۷۶، ص ۳۷۷، ص ۳۷۸، ص ۳۷۹، ص ۳۸۰، ص ۳۸۱، ص ۳۸۲، ص ۳۸۳، ص ۳۸۴، ص ۳۸۵، ص ۳۸۶، ص ۳۸۷، ص ۳۸۸، ص ۳۸۹، ص ۳۹۰، ص ۳۹۱، ص ۳۹۲، ص ۳۹۳، ص ۳۹۴، ص ۳۹۵، ص ۳۹۶، ص ۳۹۷، ص ۳۹۸، ص ۳۹۹، ص ۴۰۰، ص ۴۰۱، ص ۴۰۲، ص ۴۰۳، ص ۴۰۴، ص ۴۰۵، ص ۴۰۶، ص ۴۰۷، ص ۴۰۸، ص ۴۰۹، ص ۴۱۰، ص ۴۱۱، ص ۴۱۲، ص ۴۱۳، ص ۴۱۴، ص ۴۱۵، ص ۴۱۶، ص ۴۱۷، ص ۴۱۸، ص ۴۱۹، ص ۴۲۰، ص ۴۲۱، ص ۴۲۲، ص ۴۲۳، ص ۴۲۴، ص ۴۲۵، ص ۴۲۶، ص ۴۲۷، ص ۴۲۸، ص ۴۲۹، ص ۴۳۰، ص ۴۳۱، ص ۴۳۲، ص ۴۳۳، ص ۴۳۴، ص ۴۳۵، ص ۴۳۶، ص ۴۳۷، ص ۴۳۸، ص ۴۳۹، ص ۴۴۰، ص ۴۴۱، ص ۴۴۲، ص ۴۴۳، ص ۴۴۴، ص ۴۴۵، ص ۴۴۶، ص ۴۴۷، ص ۴۴۸، ص ۴۴۹، ص ۴۵۰، ص ۴۵۱، ص ۴۵۲، ص ۴۵۳، ص ۴۵۴، ص ۴۵۵، ص ۴۵۶، ص ۴۵۷، ص ۴۵۸، ص ۴۵۹، ص ۴۶۰، ص ۴۶۱، ص ۴۶۲، ص ۴۶۳، ص ۴۶۴، ص ۴۶۵، ص ۴۶۶، ص ۴۶۷، ص ۴۶۸، ص ۴۶۹، ص ۴۷۰، ص ۴۷۱، ص ۴۷۲، ص ۴۷۳، ص ۴۷۴، ص ۴۷۵، ص ۴۷۶، ص ۴۷۷، ص ۴۷۸، ص ۴۷۹، ص ۴۸۰، ص ۴۸۱، ص ۴۸۲، ص ۴۸۳، ص ۴۸۴، ص ۴۸۵، ص ۴۸۶، ص ۴۸۷، ص ۴۸۸، ص ۴۸۹، ص ۴۹۰، ص ۴۹۱، ص ۴۹۲، ص ۴۹۳، ص ۴۹۴، ص ۴۹۵، ص ۴۹۶، ص ۴۹۷، ص ۴۹۸، ص ۴۹۹، ص ۵۰۰، ص ۵۰۱، ص ۵۰۲، ص ۵۰۳، ص ۵۰۴، ص ۵۰۵، ص ۵۰۶، ص ۵۰۷، ص ۵۰۸، ص ۵۰۹، ص ۵۱۰، ص ۵۱۱، ص ۵۱۲، ص ۵۱۳، ص ۵۱۴، ص ۵۱۵، ص ۵۱۶، ص ۵۱۷، ص ۵۱۸، ص ۵۱۹، ص ۵۲۰، ص ۵۲۱، ص ۵۲۲، ص ۵۲۳، ص ۵۲۴، ص ۵۲۵، ص ۵۲۶، ص ۵۲۷، ص ۵۲۸، ص ۵۲۹، ص ۵۳۰، ص ۵۳۱، ص ۵۳۲، ص ۵۳۳، ص ۵۳۴، ص ۵۳۵، ص ۵۳۶، ص ۵۳۷، ص ۵۳۸، ص ۵۳۹، ص ۵۴۰، ص ۵۴۱، ص ۵۴۲، ص ۵۴۳، ص ۵۴۴، ص ۵۴۵، ص ۵۴۶، ص ۵۴۷، ص ۵۴۸، ص ۵۴۹، ص ۵۵۰، ص ۵۵۱، ص ۵۵۲، ص ۵۵۳، ص ۵۵۴، ص ۵۵۵، ص ۵۵۶، ص ۵۵۷، ص ۵۵۸، ص ۵۵۹، ص ۵۶۰، ص ۵۶۱، ص ۵۶۲، ص ۵۶۳، ص ۵۶۴، ص ۵۶۵، ص ۵۶۶، ص ۵۶۷، ص ۵۶۸، ص ۵۶۹، ص ۵۷۰، ص ۵۷۱، ص ۵۷۲، ص ۵۷۳، ص ۵۷۴، ص ۵۷۵، ص ۵۷۶، ص ۵۷۷، ص ۵۷۸، ص ۵۷۹، ص ۵۸۰، ص ۵۸۱، ص ۵۸۲، ص ۵۸۳، ص ۵۸۴، ص ۵۸۵، ص ۵۸۶، ص ۵۸۷، ص ۵۸۸، ص ۵۸۹، ص ۵۹۰، ص ۵۹۱، ص ۵۹۲، ص ۵۹۳، ص ۵۹۴، ص ۵۹۵، ص ۵۹۶، ص ۵۹۷، ص ۵۹۸، ص ۵۹۹، ص ۶۰۰، ص ۶۰۱، ص ۶۰۲، ص ۶۰۳، ص ۶۰۴، ص ۶۰۵، ص ۶۰۶، ص ۶۰۷، ص ۶۰۸، ص ۶۰۹، ص ۶۱۰، ص ۶۱۱، ص ۶۱۲، ص ۶۱۳، ص ۶۱۴، ص ۶۱۵، ص ۶۱۶، ص ۶۱۷، ص ۶۱۸، ص ۶۱۹، ص ۶۲۰، ص ۶۲۱، ص ۶۲۲، ص ۶۲۳، ص ۶۲۴، ص ۶۲۵، ص ۶۲۶، ص ۶۲۷، ص ۶۲۸، ص ۶۲۹، ص ۶۳۰، ص ۶۳۱، ص ۶۳۲، ص ۶۳۳، ص ۶۳۴، ص ۶۳۵، ص ۶۳۶، ص ۶۳۷، ص ۶۳۸، ص ۶۳۹، ص ۶۴۰، ص ۶۴۱، ص ۶۴۲، ص ۶۴۳، ص ۶۴۴، ص ۶۴۵، ص ۶۴۶، ص ۶۴۷، ص ۶۴۸، ص ۶۴۹، ص ۶۵۰، ص ۶۵۱، ص ۶۵۲، ص ۶۵۳، ص ۶۵۴، ص ۶۵۵، ص ۶۵۶، ص ۶۵۷، ص ۶۵۸، ص ۶۵۹، ص ۶۶۰، ص ۶۶۱، ص ۶۶۲، ص ۶۶۳، ص ۶۶۴، ص ۶۶۵، ص ۶۶۶، ص ۶۶۷، ص ۶۶۸، ص ۶۶۹، ص ۶۷۰، ص ۶۷۱، ص ۶۷۲، ص ۶۷۳، ص ۶۷۴، ص ۶۷۵، ص ۶۷۶، ص ۶۷۷، ص ۶۷۸، ص ۶۷۹، ص ۶۸۰، ص ۶۸۱، ص ۶۸۲، ص ۶۸۳، ص ۶۸۴، ص ۶۸۵، ص ۶۸۶، ص ۶۸۷، ص ۶۸۸، ص ۶۸۹، ص ۶۹۰، ص ۶۹۱، ص ۶۹۲، ص ۶۹۳، ص ۶۹۴، ص ۶۹۵، ص ۶۹۶، ص ۶۹۷، ص ۶۹۸، ص ۶۹۹، ص ۷۰۰، ص ۷۰۱، ص ۷۰۲، ص ۷۰۳، ص ۷۰۴، ص ۷۰۵، ص ۷۰۶، ص ۷۰۷، ص ۷۰۸، ص ۷۰۹، ص ۷۱۰، ص ۷۱۱، ص ۷۱۲، ص ۷۱۳، ص ۷۱۴، ص ۷۱۵، ص ۷۱۶، ص ۷۱۷، ص ۷۱۸، ص ۷۱۹، ص ۷۲۰، ص ۷۲۱، ص ۷۲۲، ص ۷۲۳، ص ۷۲۴، ص ۷۲۵، ص ۷۲۶، ص ۷۲۷، ص ۷۲۸، ص ۷۲۹، ص ۷۳۰، ص ۷۳۱، ص ۷۳۲، ص ۷۳۳، ص ۷۳۴، ص ۷۳۵، ص ۷۳۶، ص ۷۳۷، ص ۷۳۸، ص ۷۳۹، ص ۷۴۰، ص ۷۴۱، ص ۷۴۲، ص ۷۴۳، ص ۷۴۴، ص ۷۴۵، ص ۷۴۶، ص ۷۴۷، ص ۷۴۸، ص ۷۴۹، ص ۷۵۰، ص ۷۵۱، ص ۷۵۲، ص ۷۵۳، ص ۷۵۴، ص ۷۵۵، ص ۷۵۶، ص ۷۵۷، ص ۷۵۸، ص ۷۵۹، ص ۷۶۰، ص ۷۶۱، ص ۷۶۲، ص ۷۶۳، ص ۷۶۴، ص ۷۶۵، ص ۷۶۶، ص ۷۶۷، ص ۷۶۸، ص ۷۶۹، ص ۷۷۰، ص ۷۷۱، ص ۷۷۲، ص ۷۷۳، ص ۷۷۴، ص ۷۷۵، ص ۷۷۶، ص ۷۷۷، ص ۷۷۸، ص ۷۷۹، ص ۷۸۰، ص ۷۸۱، ص ۷۸۲، ص ۷۸۳، ص ۷۸۴، ص ۷۸۵، ص ۷۸۶، ص ۷۸۷، ص ۷۸۸، ص ۷۸۹، ص ۷۹۰، ص ۷۹۱، ص ۷۹۲، ص ۷۹۳، ص ۷۹۴، ص ۷۹۵، ص ۷۹۶، ص ۷۹۷، ص ۷۹۸، ص ۷۹۹، ص ۸۰۰، ص ۸۰۱، ص ۸۰۲، ص ۸۰۳، ص ۸۰۴، ص ۸۰۵، ص ۸۰۶، ص ۸۰۷، ص ۸۰۸، ص ۸۰۹، ص ۸۱۰، ص ۸۱۱، ص ۸۱۲، ص ۸۱۳، ص ۸۱۴، ص ۸۱۵، ص ۸۱۶، ص ۸۱۷، ص ۸۱۸، ص ۸۱۹، ص ۸۲۰، ص ۸۲۱، ص ۸۲۲، ص ۸۲۳، ص ۸۲۴، ص ۸۲۵، ص ۸۲۶، ص ۸۲۷، ص ۸۲۸، ص ۸۲۹، ص ۸۳۰، ص ۸۳۱، ص ۸۳۲، ص ۸۳۳، ص ۸۳۴، ص ۸۳۵، ص ۸۳۶، ص ۸۳۷، ص ۸۳۸، ص ۸۳۹، ص ۸۴۰، ص ۸۴۱، ص ۸۴۲، ص ۸۴۳، ص ۸۴۴، ص ۸۴۵، ص ۸۴۶، ص ۸۴۷، ص ۸۴۸، ص ۸۴۹، ص ۸۵۰، ص ۸۵۱، ص ۸۵۲، ص ۸۵۳، ص ۸۵۴، ص ۸۵۵، ص ۸۵۶، ص ۸۵۷، ص ۸۵۸، ص ۸۵۹، ص ۸۶۰، ص ۸۶۱، ص ۸۶۲، ص ۸۶۳، ص ۸۶۴، ص ۸۶۵، ص ۸۶۶، ص ۸۶۷، ص ۸۶۸، ص ۸۶۹، ص ۸۷۰، ص ۸۷۱، ص ۸۷۲، ص ۸۷۳، ص ۸۷۴، ص ۸۷۵، ص ۸۷۶، ص ۸۷۷، ص ۸۷۸، ص ۸۷۹، ص ۸۸۰، ص ۸۸۱، ص ۸۸۲، ص ۸۸۳، ص ۸۸۴، ص ۸۸۵، ص ۸۸۶، ص ۸۸۷، ص ۸۸۸، ص ۸۸۹، ص ۸۹۰، ص ۸۹۱، ص ۸۹۲، ص ۸۹۳، ص ۸۹۴، ص ۸۹۵، ص ۸۹۶، ص ۸۹۷، ص ۸۹۸، ص ۸۹۹، ص ۹۰۰، ص ۹۰۱، ص ۹۰۲، ص ۹۰۳، ص ۹۰۴، ص ۹۰۵، ص ۹۰۶، ص ۹۰۷، ص ۹۰۸، ص ۹۰۹، ص ۹۱۰، ص ۹۱۱، ص ۹۱۲، ص ۹۱۳، ص ۹۱۴، ص ۹۱۵، ص ۹۱۶، ص ۹۱۷، ص ۹۱۸، ص ۹۱۹، ص ۹۲۰، ص ۹۲۱، ص ۹۲۲، ص ۹۲۳، ص ۹۲۴، ص ۹۲۵، ص ۹۲۶، ص ۹۲۷، ص ۹۲۸، ص ۹۲۹، ص ۹۳۰، ص ۹۳۱، ص ۹۳۲، ص ۹۳۳، ص ۹۳۴، ص ۹۳۵، ص ۹۳۶، ص ۹۳۷، ص ۹۳۸، ص ۹۳۹، ص ۹۴۰، ص ۹۴۱، ص ۹۴۲، ص ۹۴۳، ص ۹۴۴، ص ۹۴۵، ص ۹۴۶، ص ۹۴۷، ص ۹۴۸، ص ۹۴۹، ص ۹۵۰، ص ۹۵۱، ص ۹۵۲، ص ۹۵۳، ص ۹۵۴، ص ۹۵۵، ص ۹۵۶، ص ۹۵۷، ص ۹۵۸، ص ۹۵۹، ص ۹۶۰، ص ۹۶۱، ص ۹۶۲، ص ۹۶۳، ص ۹۶۴، ص ۹۶۵، ص ۹۶۶، ص ۹۶۷، ص ۹۶۸، ص ۹۶۹، ص ۹۷۰، ص ۹۷۱، ص ۹۷۲، ص ۹۷۳، ص ۹۷۴، ص ۹۷۵، ص ۹۷۶، ص ۹۷۷، ص ۹۷۸، ص ۹۷۹، ص ۹۸۰، ص ۹۸۱، ص ۹۸۲، ص ۹۸۳، ص ۹۸۴، ص ۹۸۵، ص ۹۸۶، ص ۹۸۷، ص ۹۸۸، ص ۹۸۹، ص ۹۹۰، ص ۹۹۱، ص ۹۹۲، ص ۹۹۳، ص ۹۹۴، ص ۹۹۵، ص ۹۹۶، ص ۹۹۷، ص ۹۹۸، ص ۹۹۹، ص ۱۰۰۰)

یہ بھی واضح رہے کہ محمود عباسی اینڈ کمپنی خارجیوں نے سیدنا امام حسینؑ علیہ السلام کو بھی باغی کہہ دیا ہے۔ (نعود باللہ من ذلک)

ہمارے نزدیک آپؐ میں اور ان خارجیوں میں کوئی فرق نہیں، بل کہ ہے ادب اور بد تمیزی، بل کہ بد بختی قدر مشترک ہے۔ اہل سنت کا مذہب رافضی اور خروج کے درمیان لامتناہی کا آئینہ دار ہے۔

## حرف آخر

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنا عقیدہ قائم کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ بخاری، مسلم، ترمذی، ہند احمد، سنن سعید بن منصور، مصنف ابن ابی شیبہ اور البدایہ والنہایہ جیسی کتابوں سے ہم نے آپ کے جو فضائل نقل کیے ہیں انہیں فراموش نہ کیا جائے۔

حانیہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بغاوت کے باوجود مسلمان قرار دیا ہے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۰)  
حانیہ: مولا علی رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں بغاوت کے باوجود بالکل اپنے جیسا مسلمان تسلیم کیا ہے۔

(فتح البلاء صفحہ ۴۲۳)

راہبہ: امام حسن رضی اللہ عنہ نے انہیں خلافت سونپ کر واضح فرمادیا ہے کہ امیر معاویہ مسلمان تھے، ورنہ لازم آئے گا کہ آپ نے - معاذ اللہ - ایک کافر اور جہنمی کو خلافت سونپی اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حامیہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ کو بغاوت کے بعد امیر المومنین بھی تسلیم کیا ہے اور صحابی ماننے کے علاوہ فقیر بھی قرار دیا ہے جب کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اہل بیت کے عقیدہ میں ہیں۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۱)

سادہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کی اکثریت گم راہ نہیں ہو سکتی۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۳۹، ابن ماجہ صفحہ ۲۸۳)

جب کہ مسلمانوں کی اکثریت اہل سنت پر مشتمل ہے اور اہل سنت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی، مسلمان اور اہل سنت کہتے ہیں۔

سابعہ: بڑوں کے درمیان ناراضگیاں ہوتی رہتی ہیں۔ یہ ناراضگیاں نبیوں، صحابیوں، تابعین اور اہل بیت کے درمیان بھی ہوتی رہی ہیں۔ ان کی بنا پر اپنے سے بڑے بزرگوں پر زبان درازی کرنے والے ہوتے ہیں۔

آخری بات یہ کہ اگرچہ ہم نے ان کی تعریف کی ہے مگر یہ تعریف اس لیے ہے کہ ادب کا دامن نہ چھوڑیں اور ان کی تعریف نہ کرنا بہتر ہے۔

قاعدہ یہ ہے کہ کسی مسلمان کی بات میں صحت کا پہلو تلاش کر کے اسے کفر کے فتوے سے بچانے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی نے دوسرے کو کافر کہا اور وہ فی الواقع کافر نہیں ہے تو اسے کافر کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۵۵)

بعض بد قسمت لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جہنمی ثابت کرنے کے لیے جتنی محنت سے کام لے رہے ہیں اس قدر محنت اور تکلف ویسے ہی جائز نہیں ہے، خواہ کسی عام آدمی کے خلاف کیوں نہ ہو۔ چہ جائے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو پھر بھی ایک صحابی ہیں اور ان کے بے شمار فضائل احادیث میں بیان ہو چکے ہیں۔ خوب سمجھ لیجیے یہ جملہ بہت قیمتی ہے۔

ابن عساکر نے ابو زرہ رازی سے روایت کیا ہے کہ ان سے ایک آدمی نے کہا کہ میں معاویہ سے بغض رکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا: کس وجہ سے؟ اس نے کہا: اس لیے کہ اس نے علی سے جنگ لڑی تھی۔ ابو زرہ نے فرمایا: حیرانانہ خراب! معاویہ کا رب رحیم ہے اور معاویہ سے جنگ کرنے والا علی کریم ہے۔ تمہیں ان دونوں کے درمیان پنگا لینے کی کیا ضرورت ہے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۷)



الناهيہ عن طعن امیر المؤمنین معاویہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عنہ اللہ علی حسن الاعتقاد وحب النبی وحب العترۃ و الصماۃ  
بالاقتصاد علی اللہ علی سلیہم وعلیہم وبلغ منا السلام الیہ الام

بعد ازاں

اے رفیق مجھ سے یہ رسالہ الناہیہ عن طعن معاویہ مقبول  
کر اور جماعت ناجیہ، راضیہ عالیہ کی اتباع کر اور فرقہ عالیہ، سرکش و خیرد سے  
دور رہ، نیز وہابیات اور خالی خولی خطابات کو چھوڑ دے اور عبدالعزیز بن  
احمد بن حامد علیہ الرحمۃ کی کامیابی و کامرانی کے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ  
اس کی تعینات میں برکت فرمائے اور حاسدوں سے ان کو محفوظ فرمائے،  
اللہ تعالیٰ مقدر و مددگار ہے۔ وہی اول و ہی آخر ہے۔ کتاب چند فضول پر  
مشتل ہے۔

فصل، چند فضائل صحابہ کرام علیہم السلام

اس سلسلے میں قرآن کریم میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہمارے لئے  
کافی ہے "وہ لوگ کہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل جنگ لڑی اور اللہ کی راہ میں  
خرچ کیا ہوا پر نہیں بلکہ وہ ان لوگوں سے بڑے درجہ کے مالک ہیں کہ  
جنہوں نے فتح مکہ کے بعد ہی پہلے خراج کیا اور جنگ لڑی اور اللہ تعالیٰ کا  
دعویٰ کیا ہے، چنانچہ کہ ہے۔ "سورة المدثر آیت ۱۰"

وہ لوگ کہ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے ہی اللہ کی راہ میں  
خرچ کیا ہوا پر نہیں بلکہ وہ ان لوگوں سے بڑے درجہ کے مالک ہیں کہ  
جنہوں نے فتح مکہ کے بعد ہی پہلے خراج کیا اور جنگ لڑی اور اللہ تعالیٰ کا  
دعویٰ کیا ہے، چنانچہ کہ ہے۔ "سورة المدثر آیت ۱۰"

نے فرمایا کہ میری اُمت کا بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد ہوں گے، پھر جو ان کے بعد ہوں گے۔ "بخاری، ترمذی، حاکم"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے حضور اکرم نے فرمایا کہ میرے زمانے کے لوگ بہتر ہیں۔ "الحدیث، بخاری، مسلم، منذ احمد، ترمذی"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایسے مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی کہ جس نے مجھے دیکھا یا جس نے اس شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا ہے۔ "ترمذی، ضیاء المقدسی"

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے حضور اکرم کا ارشاد ہے کہ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور اس کے لئے بھی جس نے مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔ "عبد بن حمید، ابن عساکر"

حضرت عبد اللہ ابن بسیر سے مرفوعاً روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور اس شخص کے لئے جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا، اس کے لئے خوشخبری اور بہترین ٹھکانہ ہے۔ "طبرانی، حاکم"

حضرت انس سے مرفوعاً مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اصحاب کی مثال ایسی ہے جیسے کھانے میں نمک، کہ کھانا بغیر نمک کے صحیح نہیں ہوتا۔ "شرح السنۃ للبیہقی، سنن البیہقی"

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے حضور اکرم نے فرمایا کہ میرا صحابی زمین کے جس خطے میں فوت ہوگا تو وہ قیامت کے دن وہاں کے لوگوں کے لئے مینارۃ نور اور قائد کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔ "ترمذی" نے اس کو غریب کہا ہے، ضیاء المقدسی

انہی ابو موسیٰ اشعری سے مرفوعاً روایت ہے کہ ستارے آسمان کے لئے امن ہیں جب ستارے چھپ جاتے ہیں تو آسمان خوفناک معلوم ہوتا ہے۔ میں اپنے صحابہ کے لئے جائے امن ہوں، جب میں "دوسری دنیا میں" چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ مصیبت میں گھر جائیں گے اور میرے صحابہ میری امت کے لئے باعث امن ہیں۔ جب میرے صحابہ بھی رحلت ہو جائیں گے تو میری امت خوفناک پریشانی میں گھر جائے گی۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے، اور مسند امام احمد میں ہے کہ آسمان کی خوفناکی اس کا پھٹ جانا ہے، صحابہ کے لئے اختلاف و حزن ہوگا اور امت حکمرانوں کے مظالم و مصائب میں گرفتار ہو جائے گی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے رسول اکرم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کی تعظیم کرو اس لئے کہ وہ تم میں سے بہتر ہیں۔ "نسائے بندہ بھیجی تھیں" حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے بعد اپنے مہلبہ کے مابین باہمی اختلاف کے متعلق رب تعالیٰ سے سوال کیا تو بندہ راجع وہی مجھے جواب دیا گیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے صحابہ میرے نزدیک ایسے ہیں جیسے آسمان کے ستارے، بعض بعض سے لڑی ہیں لیکن نور ہر ایک کے لئے ہے۔ یہی صحابہ کئے باہمی اختلاف کے وقت جس نے بھی کسی کی اتباع کر لی تو وہ میرے نزدیک راہِ ہدایت پر ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں جس کی سی ابتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اس کو زید بن حنفیہ ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے۔ "ابو سعید خدری کے انہی الفاظ میں کلام ہے۔ امام عسکانی فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کے لئے یہ بات ہے کہ انہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی چاہیے۔ ابن ماجہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کے لئے یہ بات ہے کہ انہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی چاہیے۔



## فصل: صحابہ پر طعن کی ممانعت

حضرت ابو سعید خدری سے مرفوعاً روایت ہے آنحضرت نے فرمایا کہ میرے صحابہ کو گالی نہ دو، اس لئے کہ تم میں سے کوئی اگر احد پہاڑ جتنا بھی سونا خرچ کر دے تب بھی ان کی ایک مٹھی بھر کو بھی نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس کے نصف کو۔ ”بخاری، مسلم، ترمذی“

مسلم اور ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جبکہ ابو بکر برقیانی نے اس کو شیخین کی شرط پر روایت کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل سے مرفوعاً روایت ہے رسول اکرم نے فرمایا کہ اللہ اللہ میرے صحابہ، ان کو اپنی غرض کا ہدف نہ بناؤ، پس جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے محبت کی ہے، جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا تو میرے ساتھ بغض کی وجہ سے بغض کیا، جس نے ان کو تکلیف دی گویا اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے دکھ پہنچایا تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو وہ بہت ہی جلد اللہ کی پکڑ میں آئے گا۔ ”ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے“

حضرت بابی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ پر حملے کرتے ہیں۔ ”ابن عدی“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملائکہ اور تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے سرکارِ دو عالم کا ارشاد  
 گرامی ہے کہ جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں تو  
 تم کہو کہ تمہارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت پڑے۔ "ترمذی، خطیب"  
 حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل ہے کہ حضور اکرم نے فرمایا جو شخص  
 میرے صحابہ کو گالیاں دیتا ہوا مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک ایسے جانور  
 کو مسلط کر دے گا جو اس کے گوشت کو نوچتا رہے گا۔ وہ شخص قیامت  
 تک اسی تکلیف میں مبتلا رہے گا۔ "ابن ابی دنیا فی القبور"

انہی حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے حضور علیہ السلام نے  
 فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے میرے صحابہ کو پسند کیا پھر  
 ان میں سے کچھ کو میرے وزراء، مددگار و معاون اور رشتے دار بنایا۔ پس جو  
 شخص ان کو گالیاں دے گا اس پر اللہ کی، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔  
 اللہ تعالیٰ اس کے کسی خرچ اور صل کو قبول نہیں فرمائے گا۔ "طبرانی، حاکم"

## فصل: مسلمانوں کا ذکرِ خیر

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے رسول اکرم نے  
 فرمایا کہ مسلمان کو گالیاں دینا فسق ہے۔ "مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ"  
 ابن ماجہ نے اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہما  
 سے روایت کیا ہے جبکہ طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مغفل اور وارق طحیانی سے  
 حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے آنحضرت نے فرمایا کہ کوئی  
 شخص جو کسی مسلمان کو گالیاں دے گا اس کے لئے ان دنوں جہنم سے کوئی ایک کافر ہوگا۔  
 "مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ"

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ایک شخص اگر کسی دوسرے کو فاسق اور کافر کہتا ہے اگر دوسرا شخص ایسا نہیں تو پھر پہلا ہی یعنی خود ہی کافر و فاسق ہوگا۔ ”بخاری“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل ہے کہ طعنہ زنی کرنے والا، لعنت کرنے والا، بدکلامی کرنے والا اور بد زبان مومن ہی نہیں ہے۔ ”ترمذی، بیہقی، احمد، بخاری، تدریج، مستدرک، معجم ابن ماجہ“

حضرت ابوذر واد رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب بندہ کسی شے پر لعنت کرتا ہے تو وہ آسمان کی طرف چلی جاتی ہے، مگر اس کے لئے آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر وہ زمین کی طرف آتی ہے تو وہاں کے دروازے بھی بند کر دیئے جاتے ہیں، یعنی زمین و آسمان میں اس کا داخلہ ممنوع ہو جاتا ہے۔ جب اس کو کوئی ٹھکانہ نہیں ملتا تو اس شخص کی جانب رجوع کرتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی۔ اگر وہ اس کا یعنی لعنت کا اہل ہے تو ٹھیک ورنہ وہ لعنت بھیجنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ ”ابوداؤد“

### فصل:- مردوں کو گالیاں دینے کی ممانعت

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں کو تم گالیاں نہ دو اس لئے کہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ ان کے پاس پہنچ چکا ہے۔ ”بخاری“

### فصل:- باہمی چپقلش کے ذکر کی ممانعت

بہت سے محققین نے ذکر کیا ہے کہ صحابہ کرام کی باہمی گفتگوں میں چپقلش



کو بیان کرنا حرام ہے اس لئے کہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ بعض صحابہ سے بدگمانی نہ پیدا ہو جائے۔ اس کی موریہ ایک اور حدیث مرفوعہ میں ہے کہ کوئی شخص کسی قسم کی شکایت میرے صحابہ سے متعلق مجھے نہ کرے کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جب میں تم میں سے کسی کی طرف جاؤں تو اس کی طرف سے میرا سینہ پاک ہو۔ ”ابوداؤد جن ابن مسعود“

امام ابواللیث فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی آپس کی لڑائیوں سے متعلق حضرت ابراہیم نخعی سے سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ خون ہیں کہ جن سے ہمارے ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ نے پاک رکھا ہے۔ تو کیا اب ہم اس کے ذکر سے اپنی زبانوں کو آلودہ کریں۔ ”ابن“

اہلسنت نے تو محض مضمرانہ ان ذائقات و حوادث کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ اہل بدعت نے اس سلسلے میں بہت سے جھوٹ اور افسانے گھڑ لئے تھے اور بعض متکلمین نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ صحابہ کی باہمی خانہ جنگی کی تمام روایات محض جھوٹ ہیں۔ اگرچہ یہ قول بہت اچھا ہے مگر بعض مناقشات تو اترے سے ثابت ہیں۔ اہلسنت و جماعت کا اجماع ہے کہ جو مشاہرات ثابت ہیں ان کی تاویل کر کے عوام الناس کو دسائس سے بچایا جائے اور جو تاویل کے قابل نہیں ہیں وہ مردود ہیں اس لئے کہ صحابہ کرام کی فضیلت احسن سیرت اللہ حق کی اتباع انھیں قطعاً سے ثابت ہے اور اسی پہ اہل حق متفق ہیں، پھر روایات اعلیٰ کس طرح اس کی معارض ہو سکتی ہیں اور روایات کی متعین کا ذکر راہبوں کی؟

فصل در بیان فضائل و مناقب صحابہ کرام علیہم الرضوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تو انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ عبداللہ ابن ابی سرح کو مصر سے معزول کر کے ان کی جگہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حاکم بنادیں گے؟ تو آپ نے ان کی درخواست کو قبول کر لیا۔ اس پر آپ کے وزیر مروان بن حکم نے عبداللہ کو خط لکھا کہ جب یہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں تو ان کو قتل کر دینا۔ راستے میں مصریوں کی قاصد سے ملاقات ہو جاتی ہے تو انہوں نے قاصد سے وہ خط لے لیا، کھول کر دیکھا تو وہ خط حضرت امیر المومنین عثمان غنی کی طرف سے تھا اور اس پر آپ کی مہر بھی تھی۔ طرہ یہ کہ خط لے جانے والا آپ کا غلام تھا اور آپ ہی کی اذن تھی پر سوار تھا۔ وہ مصری وہیں سے واپس لوٹ آئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کو منع کر دیا کہ ان سے لڑا نہ جائے۔ آپ کا مقصد مسلمانوں کو خون راجی سے بچانا اور تمنائے شہادت تھی جس کی بشارت آپ کو زبان رسالت سے مل چکی تھی۔ چنانچہ ان مصریوں نے آپ کو قتل کر دیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

پھر حضرت بی بی عائشہ صدیقہ، حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ تائین عثمان کو قصاص میں قتل کیا جائے۔ چنانچہ حضرت علی اس سلسلے میں کچھ وقت کے طلبگار تھے تاکہ قتلہ بھی کھڑا نہ ہو اور ان کا مطالبہ بھی پورا ہو جائے۔ پس یہیں سے بات بڑھ گئی اور اختلاف پیدا ہو گیا اور جو کچھ من جانب اللہ تقدیر میں وہ توہ محالہ ہو کر رہتا۔ پس حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کی بصورت کے قریب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ ہوئی۔ جس میں حضرت طلحہ، حضرت زبیر وغیرہ شہید ہوئے اور حضرت عائشہ صدیقہ

کی سواری کی کوچیں بھی کاٹ دی گئیں۔ اسی وجہ سے اس لڑائی کا نام جنگ  
جمل معروف ہوا۔ غرض کہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہ عزت و اکرام  
واپس مدینے شریف بھجوا دیا گیا۔ بعد ازاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور  
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صفین کے مقام پر دریا ٹٹے فرات کے کنارے اسی  
مسلے پر جنگ ہوئی اور یہ جنگ جاری رہی۔ پھر ایک معاہدہ طے پایا جو کہ  
صلح کی مانند تھا۔ ”اس سلسلے میں اللہ ہی بہتر جانتا ہے“

### فصل :- مجتہد کی خطا پر حکم مواخذہ

حدیث مرفوع صحیح السند سے ثابت ہے کہ جب حاکم اپنے اجتہاد سے  
کوئی فیصلہ کرے تو اگر وہ فیصلہ درست ہے تو اس کے لئے دوسرا اجر  
ہے اور اگر اجتہادی فیصلہ یعنی برخطا ہے تو اس کے لئے ایک نیکی ہے۔  
اس حدیث کو بخاری، مسلم، مسند احمد، ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے ابوہریرہ  
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، پھر بخاری، احمد، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ  
نے حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص سے بھی روایت کیا ہے نیز اسی روایت  
کو بخاری نے ابو سلمہ سے بھی نقل کی ہے۔

اجتہاد معصوب پر دواجر میں اور صرف اجتہاد پر ایک نیکی ہے۔ چاروں  
صحابہ علیہم السلام اس جنگ میں مجتہد تھے مگر ان کے اجتہاد میں خطا تھی  
یہ کہ حضرت علی معصوب کی اجتہاد تھی۔ اصول میں یہ بات مقرر شدہ ہے  
کہ اگر کسی نے اجتہاد میں غلطی کرنا ہے۔ اس سلسلے میں مجتہد پر  
دواجر ہے۔ اس لئے کہ اس نے اجتہاد میں غلطی کرنا ہے۔ اس سلسلے میں مجتہد پر  
دواجر ہے۔ اس لئے کہ اس نے اجتہاد میں غلطی کرنا ہے۔ اس سلسلے میں مجتہد پر  
دواجر ہے۔ اس لئے کہ اس نے اجتہاد میں غلطی کرنا ہے۔ اس سلسلے میں مجتہد پر



حضرت ابن سعد حضرت ابی میسرہ عمرو بن شریک سے روایت کرتے ہیں۔ کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں اور اس میں بہترین گنبد بنے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کن لوگوں کے ہیں۔ جواب دیا گیا کہ یہ گنبد، کلاخ اور خوشب کے ہیں اور یہ دونوں حضرت امیر معاویہ کی کمان میں جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ پھر میں نے پوچھا کہ عمار یا سرا اور ان کے دوست کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ وہ سامنے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان کے بعض نے تو بعض کو قتل کیا تھا۔ کہا گیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تو اس کو وسیع المغفرت پایا۔ میں نے کہا کہ اہل نہر یعنی خوارج کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟ کہا کہ وہ سختی میں ہیں۔

## فصل :- فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسا کہ ثرید کو دیگر کھانوں پر فضیلت ہے۔ ”بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ، ابن جریر“ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی حدیث میں مشکل درپیش آتی تو ہم حضرت عائشہ صدیقہ سے دریافت کرتے، ہم نے ان کو عالم بالحدیث پایا ہے۔ ”ترمذی“ نے کہا کہ یہ روایت حسن صحیح غریب ہے۔

حضرت ام ہانی ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ حضور میرے زور علم اور قرآن ہوں گے۔ ”مسند امام احمد، المستدرک“

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے عائشہ یہ بات میرے لئے موت کو آسان کر دیتی ہے کہ میں نے تجھے جنت میں اپنی بیوی کی حیثیت سے دیکھا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ موت کو عجب پر آسان کر دیا گیا ہے اس لیے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں دیکھا ہے۔ "مسند امام اعظم ابو حنیفہ"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اے عائشہ یہ جبریل تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا تجھ پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔ "بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مجھے خواب میں تین راتوں تک دکھائی گئی، فرشتہ تجھے ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر لاتا تھا۔ پھر کہا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں۔ پس میں نے تیرے منہ سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو واقعی تو وہی تھی۔ میں نے کہا اگر یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے تو انشاء اللہ عند اللہ ویسا ہی ہوگا۔ "بخاری، مسلم"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میری باری کے دن تحائف کے آنے پر لوگ حیران رہتے تھے۔ تحائف کی ترسیل کا مقصد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی تھی۔ آپ فرماتی ہیں کہ ازواجِ مطہرات کی درجہ بندی تھی۔ ایک گروہ میں عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ رضوان اللہ علیہنَّ اجمعین تھیں۔ دوسرے گروہ میں حضرت ام سلمہ و دیگر ازواجِ نبوی تھیں۔ "ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ، ترمذی، نسائی، بیہقی"

"ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ، ترمذی، نسائی، بیہقی"

علیہ وسلم سے بات کریں کہ آپ اپنے صحابہ کو فرمائیں اگر تم مجھے ہدایا بھیجا رہے ہو تو میں جہاں بھی ہوں وہیں بھیجا کرو۔ آنحضرت نے ام سلمہ سے فرمایا کہ مجھے عائشہ کے بارے میں ایذا نہ دو اس لئے کہ میرے پاس وحی عائشہ رضی اللہ عنہا کے لحاف کے بغیر کسی اور لحاف میں نہیں آتی۔ ام سلمہ نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتی ہوں کہ یا رسول اللہ میں نے آپ کو ایذا دی، پھر گروہ ام سلمہ نے حضرت فاطمہ الزہرا کو بلایا اور انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہ بیٹی! کیا تو وہ پسند نہیں کرتی جس کو میں پسند کرتا ہوں۔ عرض کیا۔ اباجان! آپ کی پسند ہی میری پسند ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میری پسند یہی بات ہے۔ ”بخاری، مسلم، نسائی“

تنبیہ :- شاید کسی کو یہ گمان ہو کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں ان کی اپنی روایت سودمند نہیں ہیں تو یہ ان کا گمان فاسد ہے اس لیے کہ پہلی حدیث عظیم منقبت ہے اور تمام روایات کی موثق، مصحح اور مصدق ہے۔

## فصل :- مناقب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

مؤلف مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ وہ طلحہ بن عبد اللہ بن کنینہ ابی محمد القرشی ہے قدیم الاسلام اور سوانے جنگ بدر کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ بدر میں اس نے شریک نہ ہوئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرت عید بن زید کے ساتھ قدیش کے قافلے کی گھوج لگانے کے لئے بھیج دیا تھا۔ جنگ احد میں حضرت طلحہ کو چوبیس زخم آئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ پچتر زخم آئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ تیروں، بھالوں اور نیزوں کے چھ زخم پچتر تھے۔ عید بن زید نے روایت کیا



ہے کہ انہی سے زیادہ زخم آئے تھے۔ بیس جمادی الآخر ۳۶۷ھ بروز جمعرات شہید ہوئے اور بصرہ میں دفن کئے گئے۔ اس وقت ان کی عمر چونتیس برس تھی۔ امام نووی نے ذکر کیا ہے کہ وہ لڑائی کو ترک کر کے دشمنوں میں گھس گئے تھے کہ انہیں ایک ایسا تیر لگا کہ جس سے وہ جاں بحق ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ تیر مروان بن حکم نے مارا تھا۔

صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوقت وفات حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما سے راضی تھے۔ صحیح مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ حرا پر تھے اور حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر انحضرت کے ہمراہ تھے۔ پس پہاڑ میں حرکت پیدا ہوئی تو آپ نے فرمایا: ٹھہر جا تیرے اوپر نبی، مدلیق اور شہید کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔

ترمذی نے عبدالرحمن بن عوف وابن ماجہ، امام احمد، حسیاء المقدسی اور داققانی نے سعید بن زید سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر جنت میں، عمر جنت میں، عثمان جنت میں، علی جنت میں، طلحہ جنت میں، زبیر جنت میں، عبدالرحمن جنت میں، سعد بن ابی وقاص جنت میں، سعید بن زید جنت میں اور ابن عباس جنت میں ہیں۔

امام احمد، امام ترمذی نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے حسن، صحیح روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر دو وزر ہیں تو ان کو ہٹا دینا چاہیے۔ امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر دو وزر ہیں تو ان کو ہٹا دینا چاہیے۔ امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر دو وزر ہیں تو ان کو ہٹا دینا چاہیے۔

ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ وہ شخص جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ شخص ہر ایسے شخص کو چلتا پھرتا دیکھے جس نے "راہ جہاد میں قربان ہونے کی" اپنی نذر پوری کر لی ہو تو وہ طلحہ بن عبید اللہ کی طرف دیکھے۔

ترمذی اور امام حاکم حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ شخص جو یہ خواہش رکھتا ہو کہ کسی شہید کو زمین پر جہل قدمی کرتے دیکھے تو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھے۔

ابن ماجہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ چلتے پھرتے شہید ہیں۔

ترمذی اور ابن ماجہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن عساکر حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ طلحہ کا تعلق ان لوگوں سے ہے جنہوں نے اپنی نذر پوری کر لی۔ امام ترمذی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے ایک حسن فریب روایت نقل کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ علیہ وسلم نے ایک جاہل کوا تھا اعرابی بد مذہب سے کہا کہ تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھو کہ "جن لوگوں نے اپنی نذر پوری کر لی ہے" ان سے مراد کون ہیں؟ صحابہ کرام نے بد مذہب سے اس لئے دریافت کر لیا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادب و توقیر اور ہیبت کی وجہ سے یہ بات پوچھنے کی اپنے اندر ہمت نہیں رکھتے تھے۔ غرضیکہ اس اعرابی نے پوچھا مگر حضور اکرم نے اعراض فرمایا۔ اس نے پھر پوچھا تو پھر بھی آپ نے توجہ نہ دی۔ اس نے تیسری مرتبہ دریافت کیا تو آپ نے پھر جواب نہ دیا۔ اتنے میں میں "ظہر مسجدا کے دروازے سے

ظاہر ہوا۔ میں سبز لباس میں ملبوس تھا۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا اور فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جو عن قضاۃ نجیبہ کے متعلق پوچھتا تھا۔ اعرابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! وہ میں ہوں۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ شخص "طلحہ" ان لوگوں میں سے ہے جو اپنی نذر پوری کر چکے ہیں۔

ترمذی اور حاکم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے کانوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے یہ سنا کہ طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما جنت میں میرے پر دسی ہیں۔

امام بخاری قیس بن حازم سے نقل کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ مشلول ہاتھ دیکھا ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے جنگ احد کے دن شل ہو گیا تھا۔

امام بیہقی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد میں باقی لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تنہا چھوڑ گئے تھے۔ صرف گیارہ انصاری اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس رہ گئے تھے۔ آپ ان کی ہمدردی میں پہاڑ پر چڑھ رہے تھے کہ مشرکین نے گھیر لیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی۔ کہ ہے کوئی یہاں جو ان کا مقابلہ کرے؟ حضرت طلحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ طلحہ تم شہرہ۔ پھر ایک انصاری

نے کہا۔ یا رسول اللہ! میں ان سے مقابلہ کرتا ہوں، اور وہ ان سے مقابلہ کرنے گئے۔ اور حضور اکرم نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دوبارہ پہاڑ پر چڑھنا شروع کر دیا۔ اور وہ قتل کی شہید ہو گئے تو کہہ رہے تھے بھائی کیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ہے

جو حاضر ہو۔ یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔



آپ نے فرمایا۔ تم ٹھہرو۔ اتنے میں ایک اور انصاری نے کہا۔ حضور میں حاضر ہوں۔ وہ لڑنے لگے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اوپر چڑھنے لگے۔ مشرکین اس انصاری کو شہید کرنے کے بعد پھر بھیجے پہنچ گئے۔

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر دفعہ یہی ارشاد فرماتے اور حضرت طلحہ ہر دفعہ اپنے آپ کو پیش کرتے حضور علیہ السلام فرماتے۔ تم ٹھہرو۔ پھر کوئی انصاری لڑنے کی اجازت طلب کرتا تو آپ اس کو اجازت دے دیتے اور وہ بھی پہلے والے کی طرح لڑتے لڑتے شہید ہو جاتے یہاں تک کہ حضور اکرم کے ساتھ سوائے طلحہ کے باقی کوئی نہ رہا یعنی سب شہید ہو گئے۔ مشرکین نے حضور علیہ السلام اور حضرت طلحہ کو گھیرے میں لے لیا۔ پس حضور اکرم نے فرمایا کہ ان کے مقابلے کے لئے کون ہے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں ہوں۔ تو پھر انہوں نے ایسی جنگ کی کہ جس طرح ان سے پہلے گیارہ انصاریوں نے کی تھی۔ اسی اتنا ان کی انگلیاں کٹ گئیں تو کہا: جس۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ طلحہ اگر تو اس موقع پر بسم اللہ کہتا یا اللہ کے نام کو یاد کرتا تو اللہ کے فرشتے تجھے اٹھا کر لے جاتے اور لوگ تجھے آسمان کی فضا میں دیکھتے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اوپر اپنے صحابہ کرام کے مجمع کے پاس پہنچ گئے۔

شیخ نورالحق علیہ الرحمۃ نے صحیح بخاری کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت طلحہ کو جنگ جمل میں شہید فوج میں دیکھا تو اتنا روئے کہ آپ کی دائرہ شریعت تر ہو گئی تھی۔ پھر فرمایا کہ اسے طلحہ میں امید کرتا ہوں کہ تو ان لوگوں میں شمار ہو گا جن کے متعلق صبر العزت نے فرمایا ہے: اور ہم ان کے دلوں میں موجود کدورتوں کو نکل دیں گے اور وہ بھائی بن کر ایک

دوسرے کے سامنے خوش و خرم بیٹھے ہوں گے۔“

## فصل :- محمد بن طلحہ کے مناقب میں

کثرت سجدہ کے باعث آپ کا لقب سجاد مشہور تھا۔ آپ حضور علیہ السلام کے عہد میں تولد ہوئے۔ آپ کا نام ”محمد“ تھا اور کنیت ابوسلیمان تھی۔ الاستیعاب میں ہے کہ آپ نے جنگ جمل میں شہادت پائی تھی حضرت طلحہ نے ان کو جنگ کے لئے آگے بڑھنے کا حکم دیا تھا۔ اسی اثنا میں ان کی زبردہ ان کے پاؤں میں پھنس گئی اور اسی پر کھڑے ہو گئے جب کوئی آدمی ان پر حملہ کرتا تو وہ اُسے کہتے کہ میں تجھے حبس کی قسم دیتا ہوں، آخر کار اسود غلی نے حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا اور پھر یہ شعر پڑھے

واشعرت قواربایاتہا، قلیل الانوی فیما یروی العین مسلح  
خروقتہ بالروم حبیب قیمہ، فخر صولیا للیدین واللفح  
علی غیوشی انہ، فیس تابعا علیا ولعویتبع الحق ینلہ  
یذکر فی حلو والروم شاجر فہلا قلا حلو قبل التقدیر  
جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کو شہیدوں میں دیکھا تو فرمایا کہ یہ بڑا  
خوبہ جوان تھا۔ پھر غزوة ہو کر بیٹھ گئے۔ دارقطنی کی روایت میں ہے کہ جب  
حضرت علی رضی اللہ عنہ اس شہید کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ یہ سجاد ہے جو اپنے  
لب کی طاقت میں شہید ہوا۔

فصل :- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں  
حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں گزر چکے ہیں۔

مؤلف مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ ابو عبد اللہ زبیر بن عوام قرشی ہیں۔ حضور علیہ السلام کی پھوپھی حضرت صفیہ آپ کی والدہ ماجدہ تھیں۔ آپ سولہ برس کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ قدیم الاسلام تھے۔ اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے آپ کو دھوئیں کی تکلیف دی گئی مگر وہ ہمیشہ ثابت قدم رہے اور تمام غزوات میں شامل رہے۔ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے راہ جہاد میں تلوار کو نیا م سے باہر نکالا۔ آپ حضور علیہ السلام کے ساتھ جنگ احد میں بھی ثابت قدم رہے۔ بصرہ میں صفوان کے مقام پر ان کو عمرو بن جرموز نے شہید کیا۔ بوقت شہادت آپ کی عمر چونسٹھ برس تھی۔ پہلے وادی سباغ میں انہیں دفن کیا گیا۔ بعد ازاں وہاں سے نکال کر بصرہ میں دفن کئے گئے اور وہیں پر آپ کی قبر مشہور ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ حضرت زبیر جنگ سے لوٹ کر غازیہ فرما رہے تھے کہ شہید کر دیئے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی تلوار کو دیکھا اور فرمایا کہ اس تلوار نے چہرہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت زیادہ مدافعت کی ہے۔ پھر کہنے لگے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا تھا کہ ابن صفیہ "زبیر" کے قاتل کو جہنم کی بشارت دے دینا۔ اس کے جواب میں جرموز نے کہا کہ ہم تمہارے خلاف لڑیں تب بھی جہنمی اور اگر آپ کی حمایت میں لڑیں تب بھی جہنمی؟ پھر اسی عقدہ میں جرموز نے خودکشی کر لی۔

بخاری اور ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

شیخین نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضور اکرم نے



ارشاد فرمایا کہ وہ کون ہے جو مجھے جنگ احزاب کے موقع پر قوم کی کفارت میں  
خبر لا کر دے۔ حضرت زبیر نے عرض کیا حضور میں لاؤں گا۔ ۱۰

مستدرک حاکم کی روایت میں ہے حضور علیہ السلام نے جنگ خندق میں  
فرمایا کہ کفار کی خبر کون لے کر دے گا تو حضرت زبیر کھڑے ہو گئے۔ ۲۱  
پھر حکم فرمایا تو زبیر بھی پھر کھڑے ہو گئے۔ ۲۱

شیخین اور ترمذی نے حضرت زبیر سے روایت کیا ہے حضور اکرم  
نے فرمایا کون ہے جو بنی قریظہ کے ہاں جائے اور ان کی خبر لائے تو میں  
”زبیر“ چلا گیا۔ جب واپس لوٹا تو حضور علیہ السلام نے میرے والدین کو  
جمع کیا اور فرمایا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

بخاری نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اصحاب نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کافروں پر حملہ کیوں نہیں  
کرتے کہ ہم بھی آپ کی ہمت ہی میں ان پر حملہ کریں۔ چنانچہ آپ نے حملہ کیا تو آپ  
کی پشت پر تلوار کی دو ضربیں لگیں اور ان دونوں کے درمیان وہ ضرب تھی جو  
آپ کو جنگ بدر میں لگی تھی۔ پس میں ان ضربات کے محرموں میں انگلیاں ڈال  
کر کہتا تھا۔

فائدہ :- شیخ ترمذی نے ترمذی صحیح بخاری کے ترجمہ میں فرماتے  
ہیں یہ روایت غلط نام کا ایک جگہ کا نام ہے یہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ  
عنہ کی روایت ہے۔ صحیح بخاری میں اس روایت میں  
اس کا نام ہے۔ یہ روایت صحیح ہے۔

یہ روایت صحیح ہے۔ یہ روایت صحیح ہے۔

## فصل :- حضرت امیر معاویہ کے فضائل میں

آگاہ ہو کہ حضور اکرم کے صحابہ کرام کی تعداد سابقہ انبیاء کرام کی تعداد کے موافق ایک لاکھ چوبیس ہزار دہائی (پچاس) ہے مگر جن کے فضائل میں احادیث طیبہ لسان ہیں۔ وہ گفتی کے چند حضرات ہیں اور باقیوں کی فضیلت میں صرف صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کافی ہے۔ اس لئے کہ ”صحبت رسول“ کے فضائل عظیم کے ترتب میں قرآن و حدیث ناطق ہے۔ پس اگر کسی صحابی کے فضائل میں احادیث نہ ہوں یا کم آئی ہوں تو یہ ان کی فضیلت و عظمت میں کمی کی دلیل نہیں ہے۔ اسی لئے ہم یہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا ذکر کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں آپ کے شرف و مقام کا اضافہ ہو۔

**اولاً** حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اے اللہ معاویہ کو حساب و کتاب کی تعلیم سے سرفراز فرما اور عذاب سے محفوظ رکھ۔ اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت عرابض بن ساریہ سے روایت کیا ہے۔ مسند امام احمد بہت بڑی اعتماد والی کتاب ہے۔ حافظ ثقف جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ مسند احمد کی جملہ روایات مقبول ہیں اور جو ضعیف ہیں وہ بھی حسن کے قریب ہیں۔ نیز امام سیوطی فرماتے ہیں کہ امام احمد کا قول ہے کہ اگر مسلمان کسی مسئلے میں اختلاف کریں تو انہیں چاہیے کہ وہ میری مسند کی طرف رجوع کریں۔ اگر تم اس میں پاؤ تو وہ حسن ہے ورنہ حجت نہیں اور بعض نے تو مسند احمد کی تمام روایات کو صحیح پر اطلاق کیا ہے۔ نیز ابن جوزی نے جو مسند احمد کی بعض روایات کو وضعی کہا ہے۔ وہ اس کی اپنی خطا ہے۔ کیونکہ تعصب اور افراط و تفریط کی سرپرست ہے۔ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ مسند احمد میں کوئی موضوع حدیث نہیں ہے اور یہ کتاب سنن اربعہ سے

احسن ہے۔

**ثانیاً** حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صہابی مدنی سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس میں فرمایا۔ اسے اللہ ان کو ہدایت دہندہ اور ہدایت یافتہ بنا اور لوگوں کو ان کے ذریعے ہدایت عطا فرما۔ ترمذی نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔ امام ترمذی کی کتاب "سنن ترمذی" جلیل القدر کتاب ہے۔ حتیٰ کہ شیخ الاسلام ہر وی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ کتاب صحیحین "بخاری و مسلم" سے زیادہ نفع مند ہے۔ اس لئے کہ اس میں جس طرح مذاہب اور موجودہ استدلال کا ذکر ہے وہ صحیحین میں نہیں ہے۔ نیز حاکم اور خطیب نے ترمذی کی جملہ مرویات کو مطلقاً صحیح کہا ہے۔ امام ترمذی خود کہتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو علمائے حجاز، عراق اور خراسان کی خدمت میں پیش کیا ہے اور جس شخص کے گھر میں یہ کتاب ہوگی گویا کہ وہاں خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کلام فرما رہے ہیں۔

**ثالثاً** ابن ابی ملیکہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ کیا آپ امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ سے کچھ کہا چاہیں گے کیونکہ وہ تو صوف ایک و تر پڑھتے ہیں۔ ابن عباس نے فرمایا کہ وہ فقیر ہیں۔ "بخاری"

فقیر کہتے ہیں کہ فقیر سے مراد مجتہد ہے۔

دو روایتیں ابی بکر صہابی سے روایت ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ کیا آپ امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ سے کچھ کہا چاہیں گے کیونکہ وہ تو صوف ایک و تر پڑھتے ہیں۔ ابن عباس نے فرمایا کہ وہ فقیر ہیں۔ "بخاری"



صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں۔ ”انتہی“

حضرت ابن عباس کا شمار فضلاء صحابہ میں تھا۔ آپ کے علم کی وسعت کے پیش نظر آپ کو بحر العلوم، حبر امت اور ترجمان القرآن کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ حضور اکرم نے ان کے لئے علم و حکمت اور تفسیر قرآن بالتأدلی کی دعا فرمائی تھی جو کہ قبول ہوئی۔ آپ کا شمار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خواص میں تھا۔ آپ دشمنان علی کے شدید نکیر تھے۔ حضرت نے آپ کو خوارج سروریہ کے پاس مناظرے کے لئے بھیجا تھا۔ آپ نے مناظرہ کیا اور خارجیوں کو لا جواب کر دیا۔ جب حضرت ابن عباس جیسے ذی علم شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کی گواہی دیں اور اپنے غلام کو ان پر نکیر کرنے سے منع فرمائیں اور دلیل یہ دیں کہ وہ صحابی رسول ہیں تو اسی سے حضرت معاویہ کے توفیق و علو کا پتہ چل جاتا ہے۔ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ حرامت حضرت ابن عباس کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کے لئے ہی سب سے بڑی شہادت ہے۔

**رابعاً** حضرت معاویہ کاتب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اپنی کتاب ”خلاصۃ السیر“ میں امام مفتی حریم احمد بن عبد اللہ بن محمد طبری نے ذکر کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ کاتب تھے۔ چاروں خلفاء کے علاوہ عامر بن عبیدہ، عبد اللہ بن ارقم، ابی ابن کعب، ثابت بن قیس بن شماس، خالد بن سید بن عامر، حنظلہ بن ربیع اسلمی، زید بن ثابت، معاویہ بن ابی سفیان، شریح بن حصہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ ان میں سے حضرت معاویہ اور حضرت زید بن رضی اللہ عنہما کو کتابت وحی کے لئے نام کیا گیا تھا یعنی دوسروں کی بہ نسبت یہ کل وقتی کاتب تھے۔ ”انتہی“

تیر یہ جو کہا گیا ہے کہ کتابت وحی ان کے لئے ثابت نہیں ہے۔ امام احمد بن محمد قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں اس قول کو مزید رد کیا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں کہ معاویہ بن ابی سفیان پہنچا دیں۔ جنگ کے بیٹے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی ہیں۔

**خامساً** شیخ علی ہریری، "ملا علی قاعدی" شرح مشکوٰۃ میں ذکر کرتے ہیں کہ امام عبداللہ ابن مبارک سے دریافت کیا گیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز افضل ہیں یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما۔ تو آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمرکابی میں جنگ کرتے ہوئے حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں جو عیار داخل ہوا تھا وہ بھی عمرو بن عبدالعزیز سے کئی درجہ افضل ہے۔ اس منقبت پر غور کرو۔ اس کلمہ کی تفصیلت تو تجھے اس وقت معلوم ہوگی جب تجھے عبداللہ بن مبارک اور عمر بن عبدالعزیز کی تفصیلت معلوم ہو جائے گی جو کہ بے شمار ہیں اور محدثین کی مبسوط کتب تواریخ میں موجود ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو امام الہدیٰ اور بانچواں خلیفہ راشد کہا جاتا ہے۔ محدثین اور فقہا مان کے قول کو عظیم اور محبت مانتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام ان کی زیارت کرتے تھے۔ آپ وہ پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے حدیث رسول کو جمع کرنے کا حکم فرمایا۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان سے بھی افضل ہیں تو ان کے مقام و مرتبہ میں تجھے کیا گمان ہو سکتا ہے۔

**سادساً** خاکسار اور مسلم حضرت معاویہ سے حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ حضرت ثناء بن ابی طالب اور صدوق مایلوں کی حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ اس کی شرط ہے اور مروان بن حکم نے کتاب حدیث میں ان کی حدیثیں مذکور ہیں۔ حالانکہ وہ ضعیف

روایات بھی حاصل کرتا ہے۔

**سابعاً ۱** صحابہ کرام اور محدثین عظام حضرت معاویہ کی طرح کرتے ہیں حالانکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل اور واقعات اختلافیہ کے تمام لوگوں سے زیادہ واقف ہیں اور ان کی تصدیق و توثیق ہے۔ امام قسطلانی شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ مناقب کا مجموعہ ہیں۔ اسی طرح شرح مسلم میں ہے کہ آپ کا شمار عدول فضلاء اور صحابہ اختیار میں ہے۔ امام یافعی فرماتے ہیں کہ آپ نہایت بردبار، سخی، سیاست دان، صاحب عقل اور سیادت کاملہ کے حقدار، صاحب الرائے تھے۔ گویا کہ حکومت کرنے کے لئے ہی پیدا ہوئے تھے۔ محدثین کرام ان کے نام کے بعد رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں جیسا کہ دیگر صحابہ کے نام کے بعد لکھتے ہیں بلا تفریق۔ جیسا کہ بروایت بخاری حضرت ابن عباس کا قول گزر چکا ہے۔

ابن اثیر جزیری کے نہایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت معاویہ سے زیادہ لائق سیادت میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ تو کسی نے سوال کیا کہ حضرت عمر فاروق کو بھی نہیں۔ فرمایا کہ حضرت عمر ان سے بہتر تھے لیکن سیادت کے معاملے میں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی آگے تھے۔ حضرت ابن عمر کے قول کی توجیح اس طرح کی گئی ہے کہ ان کی مراد یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ از حد سخی اور مال خرچ کرنے میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اور بعض نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ وہ واقعی انداز حکمرانی میں ان سے بڑھ کر تھے۔

قاضی عیاض ذکر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے معالی بن عمران سے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز حضرت معاویہ سے افضل ہیں تو وہ وقت میں آگے اور



فرمانے لگے کہ حضور اکرم کے صحابہ کرام اہلے ساتھ کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے۔ حضرت معاویہ صحابی رسول مقبول ہیں۔ وہ آپ کے برابر نسبتی ہیں، کاتب ہیں اور سب سے بڑھ کر وحی الہی کے امین ہیں۔

حضرت امیر معاویہؓ کا کثیر احادیث کا روایت کرنا۔ امام ذہبی  
**ثامناً** ذکر کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت ام حبیبہ رضوان اللہ علیہم  
 سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ نیز اپنے تقدم کے باوجود حضرت ابو ذرؓ نے  
 بھی ان سے روایت کی ہے۔ اسی طرح حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابوسعیدؓ  
 حضرت جریر رضی اللہ عنہم کے علاوہ ایک جماعت صحابہ نے ان سے روایت  
 کی ہے، پھر ”تابعین میں سے“ حضرت جبیرؓ، ابوذرؓ، خولانیؓ، سعید بن  
 مسیبؓ، خالد بن معدانؓ، ابو صالح سمانؓ، سعیدؓ، ہمام بن منبہؓ کے علاوہ کثیر خلق  
 نے بھی آپ سے روایت کی ہے۔ ”انتہی“

بغاری نے اپنی صحیح میں "حضرت معاویہؓ سے آٹھ احادیث روایت کی ہیں۔ ہم ان میں سے چند احادیث یہاں ذکر کر رہے ہیں جن سے نہ صرف حضرت امیر معاویہؓ کا شرف واضح ہو جائے گا بلکہ علمائے کبار کے دلوں میں آپ کی محبت بھی لڑکتی رہے گی۔

انکرامت الہدایہ کا کہنے حضرت معاویہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اہل کتاب "یہود و نصاریٰ" نے اپنے آپ کو "مسیح" کہا۔ انہی کی "اسلامیہ" تہذیبی فرقوں میں سے ہیں۔ ان کے عقائد سب اہل ایمان اور جو جتنی ہے وہ ان کے عقائد سے بہت زیادہ ہے۔ ان کے عقائد سے بہت زیادہ ہے۔

اس طرح پھیل جائیں گی جس طرح کتے کا زہر کسی شخص میں سرایت کر جاتا ہے کوئی رگ وریشہ اور جوڑا ایسا نہیں رہتا کہ جس میں زہر نہ پہنچے۔

بیہقی، ابو داؤد نے حضرت معاویہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ جب تم عورتوں کی اتباع کرو گے تو بگڑ جاؤ گے۔

امام احمد، نسائی اور حاکم نے حضرت معاویہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ حضور اکرم نے فرمایا۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ بخش دے، مگر جو شخص مشرک ہو کر مرے یا کسی مومن کو عمدتاً قتل کرے، اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔

ابو یعلیٰ اور طبرانی نے حضرت معاویہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد کچھ آئمہ ہوں گے، وہ جو کہیں گے ان کی بات نہ نہیں کی جائے گی۔ وہ جہنم میں ایسے گھسیں گے جیسے کہ بندہ گھسیں گے۔

ترمذی نے حضرت معاویہ سے مرفوعاً حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص شراب پیئے پس اس کو کوڑے مارو، حتیٰ کہ کردہ چوتھی مرتبہ پیئے تو پھر اس کو قتل کر دو۔

ابو داؤد نے حضرت معاویہ سے مرفوعاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ جو شراب پییں تو انہیں کوڑے مارو، پھر پییں تو پھر مارو، پھر پییں تو پھر مارو، پھر بھی پییں تو انہیں قتل کر دو۔ قتل کرنے کا حکم یا تو تہدید ہے یا منہوخ ہے۔

ابو داؤد اور نسائی نے حضرت ابی بن کعبہ سے روایت کیا ہے کہ

سے بھی حدیث معاویہ کی مثل روایت کی ہے۔

بخاری نے حضرت ابو امامہ بن سہل سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے معاویہ بن ابی سفیان سے سنا اور انھیں ایک وہ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ مؤذن نے اذان دی اور کہا: اللہ اکبر، اللہ اکبر حضرت معاویہ نے بھی کہا: اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ مؤذن نے کہا: اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ حضرت معاویہ اور میں نے بھی کہا: اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ مؤذن نے کہا: اشہد ان محمداً رسول اللہ۔ تو حضرت معاویہ نے بھی کہا: اشہد ان محمداً رسول اللہ۔ پس جب اذان پوری ہو گئی تو حضرت معاویہ نے کہا کہ لوگو! میں نے مؤذن کی اذان کے وقت اسی مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سنا۔ آپ بھی یہی کلمات فرماتے ہو کہ تم نے مجھ سے سنے ہیں۔

امام احمد حضرت علقمہ بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ کے نزدیک تھا۔ آپ وہجا دہراتے تھے تو مؤذن کہتا تھا مگر جب مؤذن نے ہی الصلوٰۃ کہا تو آپ نے فرمایا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ جب مؤذن نے کہا: ہی علی الفلاح تو آپ نے کہا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مجازاً ہی کہا کہ جو مؤذن نے کہا پھر فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے۔

بخاری نے حضرت ابو امامہ بن سہل سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے معاویہ بن ابی سفیان سے سنا اور انھیں ایک وہ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ مؤذن نے اذان دی اور کہا: اللہ اکبر، اللہ اکبر حضرت معاویہ نے بھی کہا: اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ مؤذن نے کہا: اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ حضرت معاویہ اور میں نے بھی کہا: اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ مؤذن نے کہا: اشہد ان محمداً رسول اللہ۔ تو حضرت معاویہ نے بھی کہا: اشہد ان محمداً رسول اللہ۔ پس جب اذان پوری ہو گئی تو حضرت معاویہ نے کہا کہ لوگو! میں نے مؤذن کی اذان کے وقت اسی مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سنا۔ آپ بھی یہی کلمات فرماتے ہو کہ تم نے مجھ سے سنے ہیں۔



پھر سے دار کے ہاتھ میں تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اے اہل مدینہ کہاں ہیں تمہارے  
 علماء؟ میں نے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ ایسے بالوں سے  
 منع فرماتے تھے اور فرماتے تھے بنی اسرائیل اس وقت تباہ ہوئے تھے  
 جس وقت وہ ایسے بالوں کو پکڑتے "قبول" تھے۔

شیخین اور نسائی نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے۔  
 وہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ مدینہ شریف آئے اور ہمیں مخاطب کر  
 کے بالوں کا ایک چونڈا نکالا اور فرمایا کہ میں نہیں دیکھتا تھا کہ یہودیوں  
 کے علاوہ بھی کوئی اس کو بناتا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب  
 ایسے بالوں کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ نے ان کا نام "محبوط" رکھا تھا  
 امام نسائی حضرت سعید مقبری سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے  
 ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ کو منبر پر دیکھا اور ان کے ہاتھ میں عورتوں  
 کے بالوں کا ایک گچھا تھا۔ فرمایا کہ مسلمان عورتوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ  
 ایسے بال استعمال کرتی ہیں۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے  
 سنا کہ وہ عورتیں جو اپنے سر میں ایسے بانوں کا استاذ کرتی ہیں جبکہ یہ عین  
 محبوط ہے جس کو وہ پھیلا رہی ہیں۔

طبرانی نے حضرت معاویہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ حضور علیہ السلام  
 نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حق حضرت عمر کی زبان اور دل میں متحقّق کر  
 دیا ہے۔

ابوداؤد میں حضرت معاویہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے مخاطب میں ڈالنے والی باتیں کرنے سے منع فرمایا ہے۔  
 ابوداؤد میں روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں

کے سامنے وضو فرمایا جیسا کہ انہوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وضو کرتے دیکھا تھا۔ جب سر کے مسح تک پہنچے تو پانی کا چلو بھر کر اٹھے ہاتھ پر ڈالا پھر اس کو وسط سر تک لے گئے یہاں تک کہ پانی کے قطرے گرنے لگے یا گرنے کے قریب تھے۔ پھر پیشانی سے گدی تک اور گدی سے پیشانی تک مسح کیا۔

ابو داؤد میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے حضور علیہ السلام فرمایا کہ رکوع اور سجدے میں مجھ سے آگے نہ بڑھا کر دو رکوع اور سجدے میں جتنی دیر میں تم سے پہلے چلا جاتا ہوں تو رکعت کے لئے اٹھتے وقت اتنا صحتہ تم پالیتے ہو بیشک میرا جسم کچھ بھاری ہو گیا ہے۔

ابونعیم نے حضرت معاویہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص برے عمل کرتا تھا اور ناحق ظلم کرتے ہوئے ستائوے آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ پس وہ شخص نکلا اور دیرانیا میں ایک راہب کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ ایک ایسا شخص کہ جس نے ستائوے افراد کو ناحق غلاماً قتل کیا ہو کیا اس کی توبہ قابل قبول ہوگی۔ راہب نے کہا کہ نہیں تو اس نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا۔ پھر وہ ایک دوسرے راہب کے پاس گیا اور اس کو بھی اسی طرح کہا۔ دوسرے راہب نے بھی وہی کہا کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ اس شخص نے دوسرے راہب کو بھی قتل کر دیا۔ پھر اس نے ایک راہب کے پاس پہنچا اور اس سے بھی وہی کچھ دریافت کیا۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے ان کو قتل کر دیا۔ پھر اس نے ایک راہب کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ ایک شخص

نے بُرائی کا کوئی عمل نہیں چھوڑا اور اس نے ظلم، ناحق و قتل بھی کئے  
 ہیں کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ راہب نے اس سے کہا۔ قسم بخدا!  
 اگر میں تجھ سے یہ کہوں اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول نہیں  
 فرماتا تو یہ مرتجع جھوٹ ہے۔ یہاں دیر "علاقہ" میں عبادت گزار قوم  
 ہے۔ تم وہاں جاؤ اور ان کے ساتھ مل کر اللہ کی عبادت کرو، پس  
 وہ وہاں تائب ہو کر نکلا ابھی اس نے کچھ راستہ ہی طے کیا تھا کہ اللہ نے  
 فرشتہ بھیج کر اس کی روح کو قبض کر لیا۔ پھر اس کے پاس عذاب اور رحمت  
 کے فرشتے آگئے اور اس کے معاملے میں جھگڑنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان  
 کے پاس ایک اور فرشتے کو بھیجا جس نے ان دونوں فرشتوں سے کہا کہ دونوں  
 گاؤں کے درمیانی فاصلے کو ناپ لو۔ جو قریب ہوگا اس کا شمار اسی گاؤں  
 والوں میں ہوگا۔ چنانچہ ناپا گیا تو وہ عبادت گزاروں اور توبہ تلا کرنے  
 والوں کے گاؤں کے چند انگلی برابر قریب نکلا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو  
 بخش دیا۔

شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں ہم نے بطریق ابو داؤد، عبد اللہ  
 بن علامہ سے اور انہوں نے مغیرہ بن قمرہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں  
 کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک دن مسجد میں باب حوض پر لوگوں  
 کے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے لوگو! ہم نے فلاں فلاں دن جانہ  
 دیکھا اور تم پر روزہ رکھنے میں سبقت لے گیا ہوں۔ پس جو شخص ابھا کھتا  
 ہے تو وہ ایسا کرے۔ حضرت مالک بن سیرہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور  
 کہا۔ اے معاویہ کیا ایسی کوئی چیز تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 سنی تھی؟ یا یہ تمہاری اپنی رائے ہے۔ آپ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ



علیہ وسلم سے سنا ہے کہ پورے مہینے کے روزے رکھو اور اس کے پہلے  
حقتہ کے۔

بخاری نے حمید بن عبد الرحمن سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاویہ  
نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد  
فرماتے سنا ہے کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے  
دین میں تفقہ عطا فرماتا ہے اور بیشک میں تو باتیں والا ہوں جبکہ عطا  
کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور یہ امت ہمیشہ دین پر قائم رہے گی بخلافین  
اس کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ امر الہی آجائے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت امیر معاویہ سے روایت کیا ہے۔  
وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا  
کہ میں تو خازن ہوں جس کو بلیب خاطر دوں گا پس اس میں برکت ہوگی  
اور میں کو اس کے مانگنے اور طلب کرنے پر دوں گا تو اس کی مثال ایسی ہوگی  
کہ جو کھاتے مگر پیٹ نہ بھرے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت امیر معاویہ سے روایت کیا ہے۔  
وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوال کرتے ہوئے  
پیٹ نہ بھریا کرو۔ قسم چلا اگر تم میں سے کوئی مجھ سے سوال کرے اور میں  
اس کے سوال کے بار بار اس پر اس کو کچھ دے دوں تو میرے اس عطیہ  
میں اس کے لئے برکت نہیں ہوگی۔

ابو داؤد اور نسائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے  
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کی سواری سے اُتر سونے کے  
وقت مجھے فرمایا کہ اگر تم نے اس کو کچھ دے دوں تو میرے اس عطیہ  
میں اس کے لئے برکت نہیں ہوگی۔

روایت میں ہے جو کہ انہی کتب میں حضرت معاویہ سے مرفوعاً مروی ہے۔  
آپ نے فرمایا کہ تم ریشم اور چیتے پر سواری نہ کرو۔

نسائی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں  
کہ ان کے پاس اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمع تھے۔ پس کہا کہ کیا تمہیں معلوم  
ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ٹکڑا بھر سونے کے پینے سے بھی منع فرمایا  
ہے تو انہوں نے کہا کہ اللہ اعلم

ابوداؤد نے حضرت معاویہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اصحاب نبی  
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے اس چیز سے اور چیتے کی کھال پر سواری سے منع فرمایا ہے۔  
تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔ پھر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ  
وسلم نے حج اور عمرہ کے درمیان قرآن سے منع فرمایا ہے تو انہوں نے کہا۔  
کہ یہ تو ہم نہیں جانتے، حضرت معاویہ نے فرمایا کہ یہ بھی انہی میں شمار ہے  
مگر تم نے بھلا دیا۔

امام مسلم غزوہ بنی مکی کی روایت ان کے چچا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ  
فرماتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ  
مؤذن آیا اور اس نے آپ کو نماز کے لئے بلایا۔ حضرت معاویہ نے فرمایا کہ میں  
نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا کہ قیامت کے دن مؤذنوں  
کی گردنیں سب سے لمبی "اونچی" ہوں گی۔

امام مسلم نے حضرت ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاویہ مسجد  
میں لوگوں کے ایک حلقہ کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ علقہ باندھ کیسے بیٹھے  
ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم طیغ کو لٹکاؤ کر کر رہے ہیں۔ فرمایا اللہ کی صورت

اسی لئے بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا کہ بخدا اس کے علاوہ بیٹھنے کا ہمارا کوئی مقصد نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم ہنسے میں نے حلف اس لئے نہیں لیا کہ تم پر کوئی تہمت لگنا رہا ہوں بلکہ جن حضرات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھ جیسا قرب حاصل تھا ان میں سے کوئی ایسا نہیں کہ اس نے مجھ سے کم روایت نقل کی ہوں۔ بے شک حضور علیہ السلام صحابہ کی جماعت کے ایک حلقہ کے پاس گئے اور فرمایا کہ تم یہاں کس لئے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم یہاں بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہے ہیں اور ہم اس کی حمد کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی طرف ہدایت دی اور یہ اس کا احسان عظیم ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ! تم صرف اسی مقصد سے بیٹھے ہو۔ عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ تم سے قسم اس لئے نہیں لی کہ تم پر کوئی تہمت ہے لیکن حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور خبر دی اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے روبرو تم پر فخر فرماتا ہے۔

حدیث تافسی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔ روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم کے سامنے دھکی کو تحریر فرماتے تھے۔ آپ نے حضرت معاویہ سے فرمایا کہ دو دات ڈال دو، قلم کا قطر میٹر جا کرو، حرف باکو سہار جا لکھو۔ سین کے دہانوں کے درمیان فرق رکھو۔ میم کے سرے کو ملا کر لکھو۔ خط اللہ کو خوبصورت لکھو۔ رعن کو کھینچ کر لکھو اور رحیم کو حسین لکھو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت



تھے۔ ابن عامر دیکھ کر کھڑے ہو گئے جبکہ ابن زبیر بیٹھے رہے۔ حضرت معاویہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ لوگ اس کے لئے کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کو بنائے۔ اس حدیث کو ترمذی، ابو داؤد اور مسند احمد نے بھی روایت کیا ہے۔

ابو داؤد اور ترمذی میں عمرو بن مرہ سے مروی ہے۔ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے امور مسلمین میں سے کسی شے کا حاکم بنایا ہو اور اس نے ان کی حاجت و ضرورت اور فقر و غلت کے آگے پردہ حائل کر دیا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاجت و غلت اور فقر کے آگے پردے حائل کر دیتا ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت معاویہ نے لوگوں کی ضروریات معلوم کرنے کے لئے ایک آدمی کا تقرر کر دیا۔

بخاری نے مغیرہ بن شعبہ کے کاتب وارد سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہ نے مغیرہ کو لکھا کہ میرے پاس کوئی ایسی حدیث لکھ کر بھیج کہ جس کو تم نے خود حضور علیہ سے سنا ہو تو حضرت مغیرہ نے ان کی طرف لکھا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو نماز سے فراغت کے بعد تین بار یہ کلمہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لا الہ الا اللہ ولہ الحمد وهو کل شیء قدیر۔ پھر فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حیل و حجت، کثرت سوال، تفتیح مال، لوگوں کے حقوق ادا نہ کرنے، ماؤں کی نافرمانی اور بیٹیوں کو زندہ دگر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ترمذی میں ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ مجھے اقتصاد سے کوئی نصیحت ضروری

فرمائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا۔ اسلام علیک۔ امان بعد۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص لوگوں پر تشنگی کر کے اللہ کی رضا کا طلبگار ہوگا تو لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی معافیت کافی ہے اور جو اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کی رضا کا طلبگار ہوگا تو اللہ تعالیٰ لوگوں کی طرف سے اس کا وکیل ہوگا۔ والسلام۔

ترمذی اور ابو داؤد نے سلیم بن عامر سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان معاہدہ تھا اور آپ ان کے علاقہ کی جانب نحو سفر تھے اس لئے کہ جیسے ہی معاہدے کی میعاد ختم ہو رومیوں پر حملہ کر دیا جائے۔ پس ایک شخص جو گھوڑے یا خیر پر سوار تھا آیا اور وہ کہتا تھا۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر ایفائے عہد لازمی ہے جنگ نہ کرو۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت معاویہ نے اس سے دریافت کیا اس معاملے میں تو انہوں نے کہا۔ کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس شخص نے کسی قوم کے ساتھ معاہدہ کیا ہو تو جب تک مدت معاہدہ ختم نہ ہو اس وقت تک عہدہ توڑے یا پھر ان کے معاہدے کو مسترد کر دے تاکہ عدم معاہدہ سے فریقین برابر آگاہ ہوں۔ یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے ہمراہی لوگوں کے ساتھ واپس لوٹ گئے۔

حضرت معاویہ کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ محبت کی ایک مثال یہ ہے کہ انہوں نے شتا شریعت میں ذکر کیا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے مگر کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت معاویہ نے ان کے لئے ایک کھانا تیار کیا اور ان سے شکریہ

ہو کر ملے، ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور مرغاب نامی علاقہ "جو کہ  
ہرورد کے پاس تھا؟ کی زمین ان کو عطا فرمادی۔ یہ عطا و اکرام  
صرون اس لئے تھا کہ حضرت غالب کی صورت حضور اکرم نور عظیم  
صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت شریفہ کے مشابہ تھی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو حدیث کی اتباع کا حکم  
عاشرا فرماتے اور اس کی مخالفت سے منع فرماتے تھے۔ امام  
ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ مدینہ شریف میں  
آتے اور یہاں کے فقہاء سے کوئی ایسی چیز سنتے جو سنت رسول کے  
مخالف ہوتی تو اہل مدینہ کو جمع کر کے فرماتے کہ کہاں ہیں تمہارے  
علماء؟ میں نے تو حضور علیہ السلام کو یوں فرماتے سنا ہے اور اس طرح  
کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

بخاری نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ  
نے فرمایا کہ تم لوگ نماز پڑھتے ہو؟ البتہ تحقیق ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ  
وسلم کی صحبت میں رہے ہیں اور حضور علیہ السلام کو ہم نے ایسی نماز  
پڑھتے نہیں دیکھا بلکہ آپ نے اس نماز سے منع فرمایا ہے یعنی عصر  
کے فرضوں کے بعد دو رکعت پڑھنے سے۔

امام المحمّد بن امام مسلم حضرت عمرو بن عطا سے روایت کرتے ہیں  
کہ نافع بن جبیر نے ان کو سائب کے پاس اس لئے بھیجا کہ میں ان سے  
"سائب" سے ایسی بات معلوم کروں جو انہوں نے حضرت معاویہ  
کو نماز میں کرتے ہوئے دیکھا ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں، حضور میں  
میں نے حضرت معاویہ کے ہمراہ نماز پڑھی تھی۔ جب انہوں نے سلام



پھیرا تو میں اپنی جگہ پر کھڑا ہوا اور نماز پڑھی۔ جب گھر لوٹے تو مجھے  
 بلایا اور فرمایا کہ جو کچھ تو نے کیا ہے دوبارہ اس طرح نہ کرنا۔ جب جمعہ کی  
 نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اس وقت تک نماز نہ پڑھو جب تک کہ  
 بات نہ کر لو یا اپنی جگہ سے ہٹ نہ جاؤ۔

اما مسلم اپنی صحیح میں حضرت معاویہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ  
 نے فرمایا کہ حدیثیں وہ روایت کرو جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد  
 میں روایت کی گئی ہیں اس لئے کہ حضرت عمر لوگوں کو خوفِ الہی سے ڈراتے تھے،  
 شارح مسلم فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت بغیر تحقیق و تدقیق کے کثرت  
 احادیث بیان کرنے سے ہے۔ اس لئے کہ حضرت معاویہ کے زمانے میں  
 اہل کتاب نے مستورہ علاقوں میں ان کی کتابوں سے نقل و روایت کا رواج شروع  
 ہو گیا تھا اس لیے آپ نے اس سے منع فرمایا اور لوگوں کو عہدِ فاروقی کی  
 مرویات کی طرف رجوع کرنے کا حکم فرمایا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت  
 حدیث کے معاملے میں سختی کرتے تھے اور ضبط سے کام لیتے تھے۔ لوگ ان کی  
 ہیبت و سطوت سے خوفزدہ تھے اور وہ حدیث میں جلد بازی سے  
 لوگوں کو منع فرماتے تھے۔ احادیث پر شہادت طلب کرتے تھے یہاں تک  
 کہ احادیث خوب مستقر ہو گئیں اور سنن مشہور ہو گئیں۔

بخاری نے محمد بن حنفیہ بن مسلم سے روایت کیا ہے کہ وہ قریش کے  
 ایک وفد کے ہمراہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ ان کو کسی  
 نے یہ روایت پہنچائی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث  
 بیان کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک بادشاہ سے کہا۔ یہ سنتے ہی آپ  
 نے فرمایا کہ میں نے اسے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ بادشاہ بیان کی۔

پھر فرمایا۔ اَمَّا بَعْدُ۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو نہ تو وہ کتاب اللہ میں ہیں اور نہ اس کا اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ وہ تمہارے جاہل لوگ ہیں۔ پس تم ایسی باتوں سے بچو کہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں گی۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے آپ نے فرمایا۔ یہ امر قریش میں رہے گا۔ تم میں سے کوئی شخص ان کے ساتھ دشمنی نہیں کرے گا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی پیشانی پر نشان نہ لگا دے یا وہ دین کو قائم نہ کریں۔

**حادی عشر** | کثیر صحابہ کرام کی جماعت نے حضرت معاذیہ کی پیروی کی  
مثلاً حضرت عمرو بن عاص اور ان کے فرزند حضرت عبداللہ  
زاید رضی اللہ عنہ، معاذیہ بن خدیج وغیرہم رضی اللہ عنہم۔

**اثنا عشر** | حضرت عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذیہ  
کو شام کا گورنر بنایا۔ حالانکہ آپ تو حکام و امراء کی صلاح  
فساد میں بہت احتیاط فرماتے تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی  
حضرت معاذیہ کو معزول نہ کیا بلکہ انہیں ان کی گورنری پر بحال رکھا۔

**ثلثہ عشر** | فقہاء کرام حضرت معاذیہ کے اجتہاد کو معتد علیہ سمجھتے تھے۔  
اور دیگر صحابہ کرام کے مذہب کی طرح آپ کا مذہب بھی  
ذکر کرتے تھے۔ مثلاً آپ کا یہ قول کہ معاذ بن جبل، معاذیہ اور سعید بن  
مسیب کا مذہب یہ ہے کہ مسلمان کا فسر کا وارث ہو سکتا ہے اور حضرت  
معاذیہ سے ان کا یہ قول کرنا کہ معراج ایک دیانے صالح ہے جیسا کہ حضرت یحییٰ  
عالتہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور ان کا یہ قول کہ رکنین یثربین  
کا استلام حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے منقول ہے اور حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہ سے بطریق صحیح ثابت ہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا خلافت حضرت معاویہ  
**رابعہ عشر** | کو سپرد کر دینا باوجود اس کے کہ امام حسن کے ساتھ ایسے  
 چالیس ہزار اشخاص تھے جنہوں نے موت پر ان سے بیعت کر رکھی تھی۔ اگر  
 آپ رضی اللہ عنہ خلافت کے اہل دہوتے تو سبط طیب امام حسن خلافت ان کے  
 حوالے کیوں کرتے؟ بلکہ اپنے والد گرامی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرح جنگ  
 لڑتے۔ عنقریب اس کی تفصیل آئے گی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ امام حسن علیہ السلام سے نہایت  
**خامستہ عشر** | ادب سے پیش آتے تھے اور ان کی خدمت کرتے تھے۔  
 اہل بیت نبوت کے فضائل میں رطب اللسان رہتے۔ یہ سب باتیں مخالفت و  
 مخالفت کے باوجود ان کے ایثار حق پر ولالت کرتی ہیں مگر مخالفت و مخالفت  
 تو بقدر الہی پیش آتی تھی۔

امام احمد نے اپنی سند حضرت معاویہ کا یہ قول روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام  
 حضرت امام حسن علیہ السلام کی زبان اور ہونٹ چوستے تھے اور اللہ تعالیٰ ان  
 لبوں اور زبان کو بھی عذاب نہ دے گا جن کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 چوما تھا۔ بلا علی قاری ہدی شرح مشکوٰۃ میں عبداللہ ابن بریدہ سے روایت  
 نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن حضرت معاویہ کے ہاں تشریف لائے تو  
 حضرت معاویہ نے کہا یا کریم آپ کی خدمت میں ایسا عطیہ پیش کروں گا  
 کہ آپ اس سے پہلے کسی کو نہ دیکھا ہو گا اور نہ آپ کے بعد کسی کو ملے گا۔  
 حضرت معاویہ نے کہا یا کریم میں نے آپ کو کچھ نہیں دیا۔

حضرت معاویہ نے کہا یا کریم میں نے آپ کو کچھ نہیں دیا۔



مسئلہ پر چھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سوال حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھو، اس لئے کہ وہ مجھ سے زیادہ صاحبِ علم ہیں۔ سائل نے کہا کہ امیر المومنین مجھے علی رضی اللہ عنہ کے جواب سے آپ کا جواب زیادہ پسند ہے۔ آپ نے فرمایا یہ بڑی بات ہے تو ایسے آدمی کو ناپسند کر رہا ہے جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے علم کی بنا پر معزز سمجھتے تھے اور اس کے بارے میں فرمایا کہ ”اے علی“ تیرا نسبت مجھ سے وہی ہے جو ہارون کی موسیٰ سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یونہی جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کوئی مسئلہ درپیش آتا تو ان سے دریافت فرماتے۔ یہ حدیث مسند احمد کے علاوہ دوسری کتب میں بھی مروی ہے اور بعض نے کچھ زیادہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں۔ مثلاً حضرت معاویہ نے اس سائل سے فرمایا کہ کھڑا ہوا اللہ تعالیٰ تیرے پاؤں کو کھڑا نہ کرے۔ اور اراکین دیوان سے اس کا نام خارج کر دیا۔ مزید فرمایا کہ حضرت عمر فاروق، حضرت علی سے مسائل دریافت کرتے اور استفادہ کرتے تھے اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ جب بھی حضرت عمر کو کوئی مشکل مسئلہ پیش آیا تو آپ فرماتے کہ یہاں ”حضرت“ علی ”رضی اللہ عنہ“ موجود ہیں۔

اما مستغفری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد تھا تو فرمایا کہ قسم بخدا مجھے علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب روئے زمین پر کوئی نہیں تھا۔ اس کے قبل کہ میرے ادران کے درمیان جو کچھ رونما ہوا، ادراس میں جانتا ہوں کہ ان کی اولاد میں سے ایک خلیفہ ہوگا جو اپنے زمانے میں روئے زمین پر سب سے بہتر ہوگا اور ان کا ایک نام آسمان میں ہے جس کو آسمان واسطے

جانتے ہیں اور اس کی علامت یہ ہوگی کہ ان کے زمانے میں پھلوں کی کثرت ہوگی  
باطل مٹ جائے گا اور حق زندہ ہوگا۔ وہ صالح لوگوں کا زمانہ ہوگا۔ ان کے  
سر بلند ہوں گے اور وہ ان کو دیکھیں گے۔ ”میرا اس سے حضرت امام مہدی ہیں“  
حاکم اور ابن بخاری نے بیروایت۔ شام بن محمد ان کے والد سے روایت کیا  
ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو حضرت امیر معاویہ سے سالانہ ایک لاکھ عطیہ  
ملتا تھا تو ایک سال وہ وظیفہ کسی طرح رک گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ شدید  
تنگدستی کا شکار ہوئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ قلم و روایت منگوائی تاکہ معاویہ  
کو خط لکھوں اور اسے اپنی یاد دہانی کراؤں۔ پھر میں خاموش ہو گیا۔ پس  
میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو آپ نے مجھے  
فرمایا کہ حسن تم کیسے ہو، میں نے عرض کیا، آبا جان بہتر ہوں اور وظیفہ میں تاخیر کی  
شکایت بھی کی تو آپ نے فرمایا کہ تو دوات منگوا کر اپنی جیسی مخلوق کو خط لکھ رہا تھا  
تاکہ اسکو یاد دہانی کر لے۔ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پھر میں کس  
طرح کروں؟ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ کہو۔ اے میرے قلب میں اپنی امید  
ڈال دے اور اپنے سے علاوہ کی تمام امیدیں مٹا دے۔ حتیٰ کہ میں تیرے  
علا کسی سے امید نہ رکھوں۔ اے اللہ میری قوت میں اضافہ فرما جو کہ کم عقلی  
کو جو سے گزند ہو گئی ہے تاکہ اس کی طرف میری رغبت نہ جائے اور نہ میرا  
سہارا اس کو پہنچ سکے۔ اور نہ وہ میری زبان پر جاری ہو سکتی ہے  
اور نہ اسے اور کسی کو خبر ہو کہ میں نے اس کی دولت مرحمت فرمائی ہے۔ اے  
اللہ! میں نے اس کو اس لئے مانگا ہے کہ میں اس سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرطے  
میں سے اس کو اس لئے مانگا ہے کہ میں اس سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے  
اس کو اس لئے مانگا ہے کہ میں اس سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے

فرماتا اور نہ اس کی دعا کو رد فرماتا ہے۔ پھر میں نے دوبارہ خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ اے حسن اب کیسے ہو۔ عرض کی۔ یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" بہتر ہوں۔ اور اپنی ساری بات بیان کی۔ تو فرمایا۔ اے میرے نختِ جگر بیٹے، اسی طرح جو اپنی امید کو خالق سے وابستہ رکھے اور مخلوق سے امید نہ رکھے تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایسا معاملہ کرتا ہے۔

محمد بن محمود آملی اپنی تصنیف نفائس القنون میں ذکر کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ حضرت علی خدا کی قسم شیر کی طرح تھے۔ جب آواز لگاتے تھے اور جب ظاہر ہوتے تو چاند کی طرح۔ جب عطا و اکرام پر آتے تو بارانِ رحمت کی طرح ہوتے تھے۔ بعض حاضرین نے دریافت کیا کہ آپ افضل ہیں یا علی؟ فرمایا کہ حضرت علی کے چند نقوش بھی آل ابی سفیان سے بہتر ہیں۔ پھر دریافت کیا گیا کہ آپ نے علی سے جنگ کیوں کی؟ فرمایا کہ حکومت و بادشاہت بے خیر ہیں۔ پھر فرمایا کہ جو حضرت علی کی مدح میں ان کی شایانِ شان شعر سنانے میں اس کو ہر شعر کے بدلے ہزار دینار العام دوں گا۔ چنانچہ حاضرین نے شعر سنائے اور حضرت معاویہ فرماتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں۔ پھر حضرت عمر بن عباس رضی اللہ عنہما نے کئی شعر پڑھے۔ جب وہ اس شعر پہ پہنچے

هو البقاء العظيم وقلات نوح

وباب الله وانقطع الخطاب

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس شعر کو پسند کیا اور انہیں سات ہزار دینار مرحمت فرمائے۔



صراحۃً معرقہ میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضرار بن جبرہ سے کہا کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف سناؤ۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معاف فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں تجھے قسم دیتا ہوں۔ پھر انہوں نے کہا کہ قسم بخدا حضرت علی کی غایت نہایت بعید تھی۔ بہت قوی تھے۔ وہ فیصلہ کرنے کے اہل تھے۔ عدل پر مبنی حکم دیتے تھے۔ ان کے چاروں اطراف علم کے نوار سے پھوٹتے تھے۔ حکمت ان کی زبان پر بولتی تھی۔ دنیا اور اس کی رنگینیوں سے وحشت زدہ رہتے تھے۔ رات سے انہیں موائست تھی اور اس کی وحشت و تنہائی سے بھی محبت رکھتے تھے۔ وہ ہمیشہ روتے رہتے تھے۔ لمبی سوچ رکھتے تھے۔ مختصر لباس رکھتے اور کھانا بھی معمولی کھاتے۔ ہمارے درمیان ساوگی سے رہتے۔ ہمارے سوال کا جواب دیتے اور ہمارے بلانے پر چلے آتے۔ قسم بخدا۔ اتنی قربت کے باوجود ہم پر ان کی ایسی ہیبت تھی کہ ہم ان سے کلام بھی نہ کر سکتے تھے۔ وہ دینی کھائیوں کی تعلیم کرتے، مساکین کو قریب بخشتے۔ کوئی شہ زور اپنے ناحق کے لئے ان کی حمایت کی توقع نہیں کرتا تھا اور ضعیف ان کے عدل سے ناامید نہیں تھے۔ بعض مواقع پر میں نے ان کو دیکھا کہ جب رات چھا جاتی، ستارے ڈوب چکے ہوتے تو آپ اپنی دائرہ شریف کو پچھلے تڑپ تڑپ کر دوڑ رہے تھے اور غرونین کی طرح آہ و گہا کہہ رہے تھے اور فرماتے: اے جا اپنے شوق کا دھوکہ کسی اور کے لئے نہ دے۔ حیرات حیرات۔ جانتے جانتے تجھے تین طلاق دے دیں۔ کبھی فرماتے: میں نے اپنے آپ کو گناہ سے بچا رکھا ہے۔ دنیا تیری عمر قلیل ہے مگر میری عمر طویل ہے۔ میں نے اپنے آپ کو گناہ سے بچا رکھا ہے۔ دنیا تیری عمر قلیل ہے مگر میری عمر طویل ہے۔

لگ گئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ احسن کے باپ پر رحمت بے پایاں فرمائے۔ وہ واقعی ایسے ہی تھے۔

**السادس عشر** | ایک آدمی خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے یزید کو امیر المومنین کہا تو آپ نے اس کے کوڑے لگوائے اور دوسری دفعہ کسی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہجو کی تو آپ نے اس کو بھی کوڑے لگوائے۔

**السابعة عشر** | ابن عساکر بسند ضعیف حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت معاویہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی حاضر خدمت تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر خدمت آقدس ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت معاویہ سے دریافت کیا کہ کیا تمہیں علی سے محبت ہے؟ عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب تمہارے درمیان چپقلش ہوگی حضرت معاویہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور عفو۔ حضرت معاویہ نے عرض کیا کہ ہم قضائے الہی پر ناراضی ہیں۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی **وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَقْتَلْتُمْ وَلَكِنِ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ** حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت امام حسن بن علی **الثامنة عشر** | رضی اللہ عنہما سے متعلق یہ ارشاد گرامی ہے کہ شاید ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو بڑی مہمتوں کے مابین صلح کرادے۔

التاسعة عشر | حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے  
 پہلا وہ شخص جو میری سنت کو بدلے گا وہ بنوائیہ  
 کا ایک فرد ہوگا اور اس کو نیز بد کہا جائے گا اس کو روٹانی نے اپنی مسند  
 میں حضرت ابو ذر واد سے روایت کیا ہے۔

ابو علی "صحیح غالباً ابو لیلیٰ ہے" نے بسند ضعیف حضرت ابو عبیدہ  
 رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری  
 امت انصاف پر قائم رہے گی۔ حتیٰ کہ پہلا شخص جو اس میں دھنڈا لے گا۔  
 وہ بنوائیہ کا ایک فرد ہوگا اور اس کو نیز بد کہا جائے گا۔ پس یہ بات اس  
 اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنت رسول  
 کی کوئی مخالفت نہیں کی۔

حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا  
 کہ سن ستر ہجری کے شروع سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو اور نوجوان چھو کر دوں  
 کی حکومت ہے۔ "رواہ احمد"

سنہ ۷۷ سے تاریخ ہجری مراد ہے یا پھر حضور علیہ السلام کی پر وہ  
 پانچویں کے بعد ستر ہجری مراد ہے جو ان کی امارت سے مراد نیز بد کی امارت  
 ہے اس کا نام ہجری کی حکومت مراد ہے اور لوگوں میں یہ بات پھیلی ہوئی  
 ہے کہ حضور علیہ السلام نے نیز بد کو دیکھا تھا جبکہ حضرت معاویہ اس کو اٹھائے  
 اور اس کو اپنے سر پہ ڈالا اور ایک جتنی نے ایک جتنی کو اٹھا رکھا ہے  
 کہ میں نے اس کو دیکھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی  
 طرف سے اس کو اٹھا کر اس کو اپنے سر پہ ڈالا اور اس کو اٹھا رکھا ہے



المکملۃ عشتورین | حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا قصہ  
صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ

عنہ ۴۴ سال کی عمر میں ماہ رجب میں بمقام دمشق فوت ہوئے آخری عمر میں  
آپ کو لقوہ ہو گیا تھا اور وہ اپنی عمر کے آخری ایام میں فرمایا کرتے تھے کہ  
کاش میں قریش کے ایک فرد کی طرح ذی طویٰ میں رہتا اور سلطنت و  
حکومت کو نظر بھردیکھنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ  
عنہ کے پاس حضور علیہ السلام کی ایک تہبند، ایک چادر ”اڑھنے والی“  
ایک قمیص اور کچھ بال شریف اور ناخن تھے۔ آپ کی وصیت تھی کہ  
مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امی قمیص میں کفنانا اور اسکی چادر  
شریف میں لپیٹنا اور تہبند میری کمر پر لپیٹ دینا۔ پھر میرے ناک کے  
نخنوں، پیشانی اور باجھوں میں یہ بال اور ناخن شریف رکھ دینا۔ بعد ازاں  
مجھے اللہ ارحم الراحمین کے حضور میں پیش کر دینا۔

الحادی عشرون | امام الاکبر امام مالک علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ کوئی  
شخص اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلاً ابوبکر،

عمر، عثمان، معاویہ، یا عمرو بن عاص رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے  
کسی کو بھی گالی دے یا ایسا دلیا کہے تو وہ گھلی گھرائی پر ہے یا کفر پر  
ہے۔ اسے قتل کیا جائے گا اور اگر گالی کے علاوہ کوئی اور بد گوئی  
کرتا ہے۔ ”اعتراض کرتا ہے“ تو اسے عبرتناک سزا دی جائے۔ ”صواعق عذرا“

فصل :- صلح کے ذکر میں جو کہ معجزہ ہے

حضرت ابوبکر ثقیفی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں

نے منبر شریف پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جلوہ افروز دیکھا اور حضرت  
امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے۔ آپ ایک دفعہ اپنے صحابہ  
کو دیکھتے اور ایک دفعہ حضرت حسن کو دیکھتے اور فرماتے کہ میرا یہ بیٹا سردار  
ہے اور امید ہے کہ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ دو بڑے گروہوں میں  
صلح کرا دے گا۔

انہی حضرت ابو بکرہ ثقفی سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
ہمیں نماز پڑھاتے اور حضرت حسن بچپن میں آتے اور حضور علیہ السلام کی  
گردن اور پشت پر بیٹھ جاتے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں  
ہوتے تھے پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدے سے اُہستہ اُہستہ سر اٹھاتے  
تھا کہ امام حسن کو نیچے اتار دیتے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم ہم نے دیکھا ہے کہ جتنا آپ اس بچے سے پیار فرماتے ہیں اتنا کسی دوسرے  
بچے سے پیار نہیں فرماتے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے دنیا میں یہ بھول  
ہیں لاریب میرا یہ بیٹا سردار ہے اور عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے  
دو بہت بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔ یہ ابن ابی حاتم کی روایت ہے  
اور تقریباً ایسی ہی روایت مسند احمد میں ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے جامع الاصول میں روایت ہے  
آپ فرماتے ہیں۔ قسم بخدا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما ایک پہاڑ جیسا لشکر  
لے کر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے مقابلے پر آ گئے تو حضرت عمرو بن حسان نے  
حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ میں ایسے دو در مقابل لشکروں کو دیکھ رہا  
ہوں کہ ان کے مقابلے کے لئے میرے پاس کوئی نہیں ہے۔ حضرت سیدنا  
ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ ان کو

قتل کر ڈالیں تو پھر امور مسلمین کی نگہبانی کے لئے کون رہ جائے گا؟ عورتوں کی کفالت کون کرے گا؟ بچوں کی دیکھ بھال کے لئے کون رہ جائے گا؟ پھر سرت معاویہ نے قریش کے دو آدمی حضرت عبدالرحمن بن عمرہ اور حضرت عبداللہ بن حامر رضی اللہ عنہما کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ چنانچہ یہ دونوں آپ کی خدمت میں گئے اور صلح کی درخواست کی۔ حضرت حسن بن علی نے ان دونوں سے فرمایا کہ ہم بنو عبدالمطلب کو اس مال میں سے بہت کچھ وصول ہو چکا ہے اور یہ امت ایک دوسرے کا خون بہانے پر تل گئی ہے پس آپ نے صلح کر لی۔

ملا علی قاری کا ہرولی شرح مشکوٰۃ شریف میں ”ذخائر“ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ابو عمرو فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب شہید ہوئے تھے تو امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر چالیس ہزار سے زائد لوگوں نے بیعت کی تھی اور اس سے پہلے وہ لوگ آپ کے والد کے ہاتھ پر بیعت علی الموت کر چکے تھے اور یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے فرمانبردار تھے۔ پس حضرت حسن عراق، ماورالنہر، بلادخراسان میں سات ماہ تک خلیفہ رہے۔ پھر حضرت معاویہ نے ان کی طرف اور انہوں نے حضرت معاویہ کی طرف پیش قدمی کی اور سوا کے صلح میدان میں دونوں لشکر جب آنے سامنے صف آرا ہوئے تو امام حسن نے دیکھا کہ جب تک ایک لشکر دوسرے لشکر کا صفایا نہ کر دے کسی کو غلبہ حاصل نہ ہو گا۔ پس آپ نے حضرت معاویہ کو لکھا کہ وہ خلافت ان کے سپرد کرتے ہیں مگر اس شرط پر کہ آپ اہل مدینہ، اہل حجاز و عراق کے کسی ایک آدمی سے بھی کسی قسم کی باز پرس نہیں کریں گے۔ خود ان امور کے سلسلے میں جو میرے والد گرامی کے زمانے میں ہو چکے ہیں تو حضرت



معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا کہ یہ تو قیاس میں بھی نہیں ہے۔ مجھے سب کچھ منظور ہے مگر قیس بن سعد کی نہیں اس لئے کہ مجھے وہ جہاں بھی بلا تو میں اس کی زبان اور ہاتھ کاٹ لوں گا۔ حضرت حسن نے دوبارہ لکھا کہ اگر ایسی بات ہے تو میں آپ کی بات ہے تو میں آپ کی بیعت نہیں کروں گا۔ پھر حضرت معاویہ نے ان کے پاس ایک سفید کاغذ روانہ کیا اور کہا کہ اپنی مرضی کے مطابق شرائط لکھو، میں اس کا پابند رہوں گا۔ چنانچہ ان دونوں کی صلح ہو گئی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ شرط لکھی کہ حضرت معاویہ کے بعد امر خلافت ان کے سپرد ہو گا جس کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا۔

فائق محقق حضرت محمد بن محمد الحافظی البخاری المعروف خواجہ محمد پارسیا  
علیہ الرحمۃ جو کہ محبت اہلبیت میں بہت آگے بڑھے ہوئے تھے۔ اپنی کتاب  
فصل الخطاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم غنی کا ارشاد ہے کہ جب  
امر خلافت حضرت حسن نے حضرت معاویہ کے حوالے کر دیا تو اس سال کا نام  
”سنت الجماعت“ رکھا گیا۔ ایک شیعہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کہا۔  
یا مذل المؤمنین! اے مومنین کو ذلیل کرنے والے۔ آپ نے فرمایا۔  
میں تو معتز المؤمنین یعنی مومنین کو عزت دینے والا ہوں۔ میں نے  
اپنے آپ حضرت علیؑ کو ہاتھ دھبے ستا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ تم حضرت  
معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولایت کو بھروسہ نہ کرنا تو اس لئے کہ میرے بعد امر خلافت  
انہی کے ہاتھ ہوگا۔ مگر تم نے اس کو گنوا لیا تو تم سرحد کو ان کے ٹھکانوں سے

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين

کرنا۔ حضرت معاویہ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ مجھے یہ گمان رہا کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق اس آزمائش سے لازماً گزروں گا یہاں تک کہ میں اس آزمائش میں مبتلا ہوا۔ ”رواہ احمد و بیہقی“

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق مسلمانوں کی دو  
**فکتہ** عظیم جماعتوں پر جب تم نظر و فکر کرو گے تو تم ہر دو بڑی  
 جماعتوں کو معظم و مکرم پاؤ گے اور عظمت و کرامت ہی ان پر دلالت کرتی ہے۔

### حضرت معاویہ پر طعن اور ان کے جوابات

جان سے کہ ہم حضرت معاویہ و دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے معصوم ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے کیونکہ معصوم ہونا انبیاء و ملائکہ کے ساتھ متحقق ہے اور انہی کے خواص میں سے ہے جیسا کہ مرام الکلام فی علم الکلام میں اس کی تحقیق کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی انبیاء کرام سے جو باتیں سہرا یا طبیعت بشریہ سے صادر ہوتی ہیں ان کو نسیان کہا جاتا ہے لیکن ان کا نام ترک فضل و کثرت زماہ افضل ہے اور اگر ایسی کوئی بات کسی ایک صحابی رسول سے ہو درجہ جائے تو ان کی شایان شان نہیں تو یہ بعید از امکان نہیں اور پھر حضرت صحابہ کرام کے مابین اختلافات و جنگیں ہوئیں نیز ایسی باتوں کا صدور ہوا کہ بن میں غور و فکر کرنے والوں کو حیرانگی ہوتی ہے مگر ہمارے مذہب اہلسنت و جماعت میں حد درجہ اس میں تاویل کرنے کی کوشش کی جائے اور جہاں تاویل ممکن ہی نہ ہو تو وہاں ایسی روایت کو رد کرنا واجب ہے۔ نیز سکوت و طعن سے گریز بھی واجب ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قطعی طور پر ان حضرات صحابہ سے مغفرت و اچھائی کا وعدہ فرمایا ہے۔





درجہ حسن سے کم نہیں ہیں۔ نیز فضائل میں حدیث ضعیف پر عمل کا جواز فن حدیث میں منعین ہو چکا ہے۔ روایت حسن کی فضیلت تو اپنی جگہ میں نے تو بعض کتب معتبرہ میں صاحب میزان امام مجد الدین ابن اثیر کا یہ قول دیکھا ہے کہ مسند احمد میں فضیلت مداریک کی حدیث صحیح ہے مگر اس وقت وہ کتاب یاد نہیں آرہی ہے اور پھر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی شرح سفر السعاده میں انصاف نہیں کیا گویا کہ انہوں نے کلام مصنف کا اقرار کر لیا ہے اور دوسرے تعصبات پر تعقب کی طرح اس پر بھی تعقب نہیں کیا۔

بخاری کے اس فعل کا جواب یہ ہے کہ ان کا تغنی فی الکلام ہے۔ اسی طرح بخاری نے اسامہ بن زید، عبداللہ بن سلام، جبر بن مسلم بن عبداللہ کے بارے میں کہا ہے کہ ان کے فضائل جلیلہ کو ذکر معنون سے ہی ذکر کیا ہے۔

دوسرا طعن | امام مسلم علیہ الرحمۃ نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ میں لڑکوں کے ساتھ کھیل کود میں مشغول تھا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پس میں دروازے کے عقب میں چھپ گیا تو حضور علیہ السلام نے پیار و محبت سے مجھے کندھے پر منگوا کر سید فرمایا۔ پھر فرمایا جاؤ معاویہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ میں گیا اور وہیں آکر جواب دیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کا پیٹ نہ بھرے۔

یہ کلمہ عربی کا ذات کے طور پر ہے۔ چنانچہ  
**جواب** | اللہ ما اکرمہ ورحمہ وعلیہ السلام  
 اجودہ، اس کے حقیقی معنی مراد نہیں ہیں، بلکہ یہ کلمہ

اللہ تعالیٰ اس کو موجب رحمت و قدرت بنا دے گا۔ جیسا کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں ایک باب باندھا ہے۔ "باب وہ شخص کہ جس پر تنجالی لڑا علیہ وسلم نے لعنت کی ہو یا ملامت کی ہو یا بدو عادی ہو جب کہ وہ اس کا مستحق نہ ہو تو یہ اس کے لئے پاکیزگی، رحمت اور اجر ہوں گی اور پھر اس باب میں مذکورۃ الصدیر حدیث لائے ہیں۔

اور اسی میں حضرت بی بی صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے عائشہ کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے رب سے کیا شرط رکھی ہے۔ "سن" میں نے کہا کہ اے اللہ میں بشر ہی ہوں پس جس مسلمان کو میں نے گالی دی ہو، لعنت کی ہو تو تو اس کو اس شخص کے لئے باعثِ طہارت بنا دے۔

اسی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اللہ میں تیری ذات سے عہد لینا چاہتا ہوں اور تو اس کے مجھے برعکس نہ کرنا۔ میں لباسِ بشری میں ہوں۔ اگر کسی مسلمان کو اذیت دی یا کسی کو میں نے گالی دی ہو، لعنت کی ہو یا مارا ہو تو آپ اس کو اس شخص کے لئے رحمت و باعثِ طہارت بنا دینا اور رفقہ حشر اس کو اپنی قربت کا سبب بنا دینا۔

مدرسہ کلامیہ میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ اے اللہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لباسِ بشری میں ہوں مجھے بھی غصہ آجاتا ہے جیسا کہ تو نے ان کو عطا کیا ہے۔

مدرسہ کلامیہ میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ اے اللہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لباسِ بشری میں ہوں مجھے بھی غصہ آجاتا ہے جیسا کہ تو نے ان کو عطا کیا ہے۔

درخواست کی ہے کہ میں لباس بشری میں ہوں۔ راضی بھی رہتا ہوں جیسے  
دوسرے بشر راضی ہوتے ہیں۔ غصہ بھی ہوتا ہوں جیسے دوسرے بشر غصہ  
ہوتے ہیں۔ پس اگر میں اپنی امت کے کسی فرد کے لئے بدعا کروں جب کہ  
وہ اس کا مستحق نہ ہو تو تو اسکو شخص کے لئے پاکیزگی اور روزِ حشر اپنے  
تقرب کا باعث بنانا۔ پس اللہ تعالیٰ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ  
ایسا فرمایا اور انہیں زمین کی سرداری عطا کی اور یہ انتہائی کرم گسٹری ہے  
ترمذی شریف میں یوسف بن سعید سے مروی ہے کہ

**تیسرا طعن**

جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ  
عنہ کی بیعت کر چکے تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر امام حسن سے کہا کہ  
آپ نے مومنین کا منہ کالا کر دیا ہے۔ یا یہ کہا کہ آپ مومنین کا منہ کالا کرنے  
والے ہیں۔ امام حسن نے فرمایا کہ تو مجھے برا نہ کہہ اللہ تجھ پر رحم کرے کہ  
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی امیہ کو اپنے منبر پر فروکش دیکھا تو  
آپ نے اس کو اچھا نہ سمجھا۔ پس سورۃ کوثر نازل ہوئی۔ اے محمد یعنی ایک  
جنت میں ایک نہر ہے اور سورۃ القدر نازل ہوئی۔ خیر من  
الہن شہرتک۔ اے محمد بنو امیہ آپ کے بعد ایک ہزار ماہ تک  
حکمرانی کریں گے۔ قاسم بن فضل کہتے ہیں کہ ہم نے بنو امیہ کی حکمرانی کی مدت  
تخمینہ لگایا تو واقعی پورے ایک ہزار ماہ ہوئے۔ نہ کم نہ زیادہ۔ اتنی امام  
ابن الاثیر اپنی جامع میں فرماتے ہیں کہ یہ تراسی سال چار ماہ ہوتے ہیں۔  
امام حسن کی امیر معاویہ سے بیعت حضور علیہ السلام کے پردہ فرمانے کے تیس  
سال بعد ہوئی اور بنی امیہ خلافت کے اختتام ہوئی۔ پس یہ  
توکل ۹۲ سال ہوئے۔ اس میں سے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت



کی مدت آٹھ سال آٹھ مہینے نکال دیئے جائیں تو باقی ایک ہزار ماہ رد جاتا ہے۔  
اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضور  
علیہ السلام نے پرورد فرمایا اس حال میں کہ آپ تین قبائل کو اچھا نہ سمجھتے تھے  
(۱) بنو ثقیف (۲) بنو حنیفہ (۳) بنو امیہ۔ "ترمذی"

یہاں مطلقاً بنو امیہ کی مذمت مقصود نہیں ہے کیونکہ  
بنو امیہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور خلیفہ راشد

## جواب

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ دونوں شامل ہیں اور دونوں باجماع  
اہل سنت امام الہدی ہیں اور حضور علیہ السلام کی ناگواری کا باعث یزید بن  
معاویہ، عبید اللہ بن زیاد اور ادلمردان بن حکم ہے یعنی یہ سنت  
رسول کے مخالف تھے اور اصحاب رسول و آل رسول کو انہوں نے ایذا  
دی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہے کہ امر خلافت کا بنو امیہ  
کی طاعت منتقل ہونا اور مشیت تقدیر ہے اور اہل بیت نبوت کے لئے اللہ  
کے ہاں سے جلال ہی جلالی ہے۔

مسلم شریف میں حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی

## جو خطاطین

ہے کہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما  
حضرت سعد کے پاس آئے اور کہا کہ تجھے ابو تراب "حضرت علی" کو سب و  
کلیہ کوفہ سے کس چیز نے منع کیا ہے۔ سعد نے کہا کہ جب تک حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کی ہوائی ہوائی باتیں یاد ہیں۔ میں ان کو ہرگز  
نہیں کہتا کہ میں نے ان کو کبھی نہیں دیکھا۔ اور حضور علیہ السلام نے فرمایا  
کہ میں نے ان کو کبھی نہیں دیکھا۔ اور میں نے ان کو کبھی نہیں دیکھا۔  
اور میں نے ان کو کبھی نہیں دیکھا۔ اور میں نے ان کو کبھی نہیں دیکھا۔

اللہ اور اس کے رسول مقبول سے محبت کرتا ہوا اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہوا (۲) جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا اے الہی یہ ہیں میرے اہل بیت "انتہی اطلاقاً" اور اس میں شک نہیں کہ حضرت علی کی برائی کا کہنا کھلی غلطی ہے۔

**جواب** | شرح مسلم شریف میں مذکور ہے کہ اس کی تاویل کرنا واجب ہے، یا پھر سب دشتم سے مراد ان کی اجتہاد میں خطا اور ہمارے اجتہاد کی صحت ہے یا یہ کہ انہوں نے قوم کے کچھ لوگوں کو حضرت علی کو برا بھلا کہتے سنا تو چاہا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی زبانی حضرت علی کی فضیلت بیان کر کے لوگوں کو اس سے باز رکھیں اصل بات یہ نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس میں حضرت علی کرم اللہ کو گالی دینے کا حکم نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس میں حضرت علی کرم اللہ کو گالی دینے کا حکم نہیں ہے بلکہ سبب مانع دریافت کیا گیا ہے اور حضرت علی کو ان کی کنیت ابو تراب سے ذکر کرنا یہ کوئی تشیع نہیں ہے اس لئے کہ یہ تو آپ کی پسندیدہ کنیت تھی۔

**پانچواں طعن** | حضرت معاویہ کے دور میں بدعات کا ظہور ہے۔ شرح وقایہ میں ہے کہ مدعی پر قسم کا رد کرنا بدعت ہے۔ اور اس پر سب سے پہلے فیصلہ حضرت معاویہ نے کہا نیز سیوطی فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ نے سب سے پہلے خمس، بھڑے، لوگوں کو خادم بنایا اور سب سے پہلے اپنے بیٹے کو ولیعہد بنایا۔

**جواب** | حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی شہادت کے مطابق حضرت معاویہ مجتہد تھے۔ خطاء و محراب کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے پھر انہوں نے یزید کو اہل بیت سے حسن سلوک کی وصیت فرمائی تھی جس کو اس نے پورا نہ کیا اگر حسن ابن علی رضی اللہ عنہما زندہ ہوتے تو حسب وعدہ امر خلافت انہیں کے سپرد ہوتا۔

حضرت معاویہ نے حضرت حسن بن علی کو زہر دلوایا۔

**جواب** | یہ بہت بڑا بہتان ہے اور مؤرخین کی ایسی خرافات ہیں جو معتد علیہ نہیں ہیں۔

**ساتواں طعن** | تفتازانی کی شرح تلخیص میں مذکور ہے کہ حضرت معاویہ بیمار تھے تو حضرت امام حسن عیادت کے لئے تشریف لائے۔ بیٹھے تو معاویہ نے ان کے سامنے یہ اشعار پڑھے۔

وتجلدی للشامتین اریحہو، انی لریب الدھر لا اتعضع  
واذا تمیمة التبت اخلفارھا، المیت محل تمیمة لا تنفع  
یہ روایت غیر صحیح ہے اور اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس میں کوئی تصریح نہیں ہے کہ اس سے مراد حضرت حسن

علیہ السلام ہی ہوں۔

**اٹھواں طعن** | کہ وہ حضرت حسن کے وصال پر خوش ہوئے۔ تاریخ ابن خلکان میں مذکور ہے کہ اسی روز حضرت ابن عباس نے حضرت معاویہ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ میں نے تم کو یہ خبر پہنچائی ہے کہ تم نے میری بیعت کر لی ہے۔ ابن عباس نے کہا



مجھے علم نہیں، مگر آپ کو میں خوش دیکھتا ہوں۔

مورخین حاطب اللیل ہیں اور اگر تسلیم کر بھی لیں تو ممکن ہے  
**جواب** | ان کی خوشی کسی امر و بیکر کی وجہ سے ہو۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے لئے حضور علیہ السلام کا قول  
**نواں طعن** | ہے کہ تجھے باغی مگر وہ قتل کرے گا۔ ”مسلم“

اہل سنت کا اجماع ہے کہ جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ  
**جواب** | وجہہ الکریم پر چڑھائی کی و داماً حق پر چڑھائی کرنے والے  
 ہیں مگر یہ بغاوت اجتہادی تھی جو کہ ان پر معاف ہے، ملا علی قاری  
 شرح مشکوٰۃ میں ذکر کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس حدیث  
 کی یہ تاویل کرتے تھے کہ ہمارا گروہ تو خون عثمان رضی اللہ عنہ کا رملہ لہ کرنے  
 والا تھا۔

جنگ صفین میں حضرت علی کا قول ”عبادت مخدوف  
**دسواں طعن** | ہے“ قاضی میند کا حضرت علی کے ولویان کی شرح میں  
 یہ گمان کیا ہے کہ ابتر سے مراد حضرت معاویہ ہیں اور اس کی تائید میں  
 وہ حدیث ذکر کی ہے جو سورۃ کوثر کے نزول کا سبب ہے۔

یہ ولویان حضرت علی سے بستہ شیعہ منسوب ہے جو کہ  
**جواب** | وضع و تحریف میں ضرب المثل ہے۔ بر تقدیر تسلیم ہم یہ  
 نہیں مانتے کہ شارح نے جو ذکر کیا ہے وہی مراد صاحب ولویان کی ہے  
 اس پر کیا حجت ہے کہ دوسرے پر قاضی شارح جیسے لوگ برائی کریں،  
 اور پھر خلیفہ یطوّر تعزیر کی شخص کو سب و شتم کر سکتا ہے جبکہ دوسروں  
 کے لئے یہ جائز نہیں، بالجملة۔ جب ان اکابر کے مابین طعن باللسان

”تکوانہ“ وقوع پذیر ہوا ہے تو زبانی طعن تو بہت ہی کم ہے مگر یہ بھی دوسروں کے لئے جائز نہیں۔ اگر دو سبائی آپس میں سب و شتم کریں تو کسی دوسرے کو جائز نہیں کہ کسی ایک کو گالی دے، اس نے بہت سے اعتراضات کا جواب واضح ہو جاتا ہے۔ ان میں سے زعفرانی اپنی کتاب میں حضرت عبدالرحمن بن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔

۱۔ الا ببلغ معادۃ بن حوب ۱۶ میر الظالمین بنا کلامی  
معادیہ بن حرب کو میری یہ بات پہنچا دو کہ وہ ہم پر ظلم کرنے والوں کا  
امیر ہے۔

پہلی بات یہ کہ کیا یہ شعر ثابت بھی ہے یا کہ موضوع ہے اور زعفرانی نے تو اپنی تفسیر میں ایسی احادیث نقل کی ہیں جن کے بطلان پر کسی کو شک بھی نہیں اور اعتزال ورفض تو ایک ہی داری سے ہیں۔

ان میں سے ایک امام مسلم نے اپنی صحیح میں عبدالرحمن بن عبد ربیع کے  
سے روایت کیا ہے۔ وہ کلام طویل ہے۔ اس کی تلخیص یہ ہے کہ حضرت عبداللہ  
بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کعبہ کے سامنے میں بیٹھ کر یہ حدیث مرفوعاً  
بیان کی کہ جو لام پر حملہ کرے تو اسے قتل کر دو۔ عبدالرحمن نے ان سے کہا کہ یہ  
تیرے چچا زاد معادیہ ہیں جو ہمیں ایک دوسرے کا ناحق مال کھانے کا اور  
قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ عبداللہ تجھ ویر خاموش رہے پھر لو نے کہ اللہ تعالیٰ  
کی رحمت میں اس کی اطاعت کرو اور معاصی میں اس سے بچو۔ وراصل  
عبداللہ نے حضرت معادیہ رضی اللہ عنہ کی اس اجتہادی خطا کا اظہار  
کے بغیر اس کی اطاعت سے منکسر نہ ہوئے اور ان پر مال خرچ کرنے کی شکل

گیارہواں طعن | کئی ایک لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ محدث جلیل ابو عبد الرحمن احمد نسائی نے اہل شام سے سوال کیا کہ ہمیں فضیلت

معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوئی حدیث سنائیں۔ انہوں نے کہا۔

لا مشبع الاثنا، بطنی اثنا۔ ان کا پیٹ نہ بھرے کے علاوہ مجھے کوئی حدیث معلوم نہیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے ”کیا معاویہ اس پر راضی نہیں کہ متساوی چھوٹ جائیں، وہ فضیلت ڈھونگ ہیں پس اہل شام نے ان کو مارا کہ وہ بیمار ہو گئے اور فوت ہو گئے۔“

اہل شام کے سوال کا مقصود تھا کہ وہ حضرت علی کرم اللہ

جواب | وجہ پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کریں پس وہ سوائے ادب کے باعث ناراض ہو گئے۔ یہاں تک تو احسن تھا مگر جب وہ صحابی پر طعن میں حد سے بڑھ گئے تو انہوں نے مارا بہر حال بشر سے خطا ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ نسائی کی اس سے مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدح ہو جیسا کہ گزر چکا ہے پھر اس قبیل کے کلمات تو حضرت معاویہ کے لئے موجب پاکیزگی اور اجر و رحمت ہیں مگر اہل شام اس کے مفہوم نہ سمجھے یا پھر انہوں نے سوچا کہ اس محدث نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ترجیح کیوں دی۔ پس اپنی جہالت کے باعث انہوں نے اس محدث کو مارا۔

اکثر صحیح اور حسن روایت میں ایسے لوگوں کے لئے

بارہواں طعن | وعید شدید مذکور ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ

سے بغض رکھیں یا ان سے جنگ لڑیں۔



**جواب** | حضرت علی سے تو ایسے حضرات نے بھی جنگ کی ہے جن کا جتنی ہونا قطعی ہے مثلاً حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہما ہیں۔ پس احادیث و عید کو یہ غیر صحابہ پر عمول کرنا واجب ہے حرور کی مثل۔ یا ان احادیث کو متعصب اور غیر مجتہد کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔

**تیس سال کی حدیث جو کہ حضور علیہ السلام کے غلام حضرت قیس ہواں طعن** | سفینہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ خلافت صرف تیس سال ہوگی، پھر ملوکیت ہوگی، پھر وہ فرماتے تھے، خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دو سال، خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے دس سال، خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے ۴ سال اور خلافت علی رضی اللہ عنہ کے چھ سال پورے تیس سال ہوتے ہیں۔ یہ روایت مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی کی ہے مسند احمد، ترمذی، ابویعلیٰ اور ابن حبان کی روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت میں خلافت تیس سال ہوگی بعد ازاں ملوکیت ہوگی اور بخاری نے تاریخ میں اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور ملوکیت شام میں ہوگی بعد ازاں تیس سال مطلق خلافت کی نفی نہیں ہے کیونکہ بارہ خلفاء

**جواب** | تو حدیث صحیح سے ثابت ہیں۔ مذکورہ تیس سالہ خلافت سے

مراد خلافت کاملہ ہے جس میں نہ تو مخالفت سنت کا شائبہ ہو اور وہ بغیر کسی خلاف و انقطاع کے جاری رہے۔ یہی تسلیم ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شک عالم و متقی اور عادل تھے مگر علم و دین میں اور عدل میں خلفائے راشدین کے برابر تھے۔ کیا ان کو امام میں بلکہ انبیاء و ملائکہ میں بھی مراتب کا امتیاز تھا؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی احادیث باجماع صحابہ اور

کی منہاج پر نہ تھی۔ اس لئے کہ انہوں نے عبادات کو وسعت دی جبکہ خلفاء اربعہ نے اس سے احتراز کیا۔ پھر ابراہیم کی حساسات بھی تو مقربین کی سیئات میں گنی جاتی ہیں اور شاید ان کی توسیع ابتائے زمانہ کے قصور ہمت کی وجہ سے تھی۔ اگرچہ خود ان میں یہ چیزیں نہیں تھیں جیسا کہ تو پہلے جان چکے ہیں البتہ خلفاء اربعہ کا عبادات و معاملات میں رجحان بالکل واضح و ظاہر ہے جس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔

## فصل - حضرت عمرو بن عاص کے ذکر میں

ابو عبد اللہ اور ابو محمد آپ کی کنیت ہے۔ آپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وزیر تھے۔ ترمذی نے حضرت عتبہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے ایک غریب اور عزمی سند سے مرفوعاً حدیث بیان کی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے مگر عمرو بن عاص ایمان لائے ہیں یعنی قریش تو فتح مکہ کی ہیبت سے اسلام لائے تھے اور عمرو بن عاص فتح سے سال دو سال پہلے برضا و رغبت ایمان لائے تھے۔ ابن الملک کہتے ہیں کہ ان کے دل میں اس وقت جیشہ میں اسلام بیٹھ گیا تھا۔ جب شاہ نجاشی نے سرکارِ دو عالم کی نبوت کا اعتراف کیا تھا اور بغیر کسی دعوت کے بحالت ایمان یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ مدینہ پہنچے اور ایمان لائے، امام ذہبی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص حضرت خالد بن ولید اور حضرت عثمان بن طلحہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مدینہ میں ہجرت فرما کر مدینہ میں آئے تھے۔ آپ سے آپ کے بیٹے عبد اللہ، غلام ابوقیس، قیس بن ابی حازم، ابوعثمان ہندی، قبیصہ بن زویب، ابو حروہ غلام عقیل، عبدالرحمن بن شہر عروہ بن زبیر و دیگر حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روایت کی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے عمرو بن عاص کو غزوہ ذات السلاسل میں امیر مقرر کیا تھا۔  
 ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک  
 مرتبہ آپ کو جھنڈا بھی عطا کیا تھا حالانکہ اس وقت ابوبکر صدیق، عمر فاروق  
 اور حضرت علی رضی اللہ عنہم دوسرے حضرات بھی موجود تھے یہ آپ کی وحشت  
 کو دور کرنے کی غرض سے تھا اس لئے کہ یہ قبول اسلام سے قبل مسلمانوں سے  
 شدید عداوت رکھتے تھے۔

تاریخ ذہبی میں ہے حضرت حماد بن سنانہ نے اپنی مسند سے حضرت  
 ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 کہ عاص کے دونوں بیٹے مومن ہیں یعنی عمرو اور ہشام، عبد الجبار بن الولید ابن  
 ابی ملیکہ سے اور وہ حضرت طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ عبداللہ کی ماں اور عبداللہ کے  
 باپ بہترین اہلبیت ہیں۔

امام مسلم اپنی صحیح میں ابی شماسہ مہری سے روایت کرتے ہیں کہ ہم بوقت  
 نزع حضرت عمرو بن العاص کے ہاں حاضر ہوئے تو وہ بہت رستے اور چہرہ  
 دیوار کی طرح گھمبیا۔ ان کے بیٹے ان سے کہتے تھے کہ اباجان حضور علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام نے تو آپ کو فلاں فلاں بشارت دی تھی۔ پس آپ نے فرمایا کہ ہم اللہ  
 کی وحدانیت اور اس کے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی کو  
 سب سے افضل سمجھتے ہیں۔ پھر میں نے تین دور دیکھے ہیں۔ ایک وہ کہ میں  
 نے آپ کو رسول اللہ کا سب سے زیادہ دشمن دیکھا ہے اور اس کے  
 خلاف کئے گئے ہیں حبیب ذہبی کہ کسی طرح میں حضور علیہ السلام پر قابو پا کر  
 نہ تو اس کو قتل کر سکا۔ اگر میں اسی حالت میں فوت ہو جاتا تو میں جہنمی  
 ہوتا۔



کی خدمت اقدس میں آگیا اور عرض کیا کہ آپ سیدھا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا حضور علیہ السلام نے فرمایا عمرو کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ ایک شرط کا ارادہ ہے۔ فرمایا کیسی شرط؟ میں نے عرض کی کہ میری بخشش ہو جائے۔ فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام سابقہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت سابقہ تمام خطاؤں کو مٹا دیتی ہے اور بیشک حج بھی ماقبل کی تمام معصیت کو دھو دیتا ہے۔

”الغرض میں نے بیعت کر لی“ پھر کون تھا جو حضور علیہ السلام سے مجھ سے بڑھ کر محبت کرتا اور میری نظر میں آپ سے بڑھ کر کوئی بزرگ و بڑا نہیں تھا اور آپ کے جلال و رعرب کے باعث میں آپ کو نظر بھر کر دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ اب اگر کوئی مجھ سے آپ کی وصف ”حلیہ“ دریافت کرے تو نہیں بتا سکوں گا۔ اس لئے میری آنکھوں نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا ہی کب تھا۔ اگر میں اس حالت میں فوت ہو جاتا تو مجھے قوی امید ہے کہ میں سیدھا جنت میں جاتا۔ پھر میں نے ایسی چیزوں میں ہاتھ ڈالا کہ تو نہیں جانتا کہ اس میں میرا کیا حال تھا۔ پس جب میں اس حالت میں مردوں تو نہ تو کوئی رونے والی میرے قریب آئے اور نہ آگ۔ پھر جب تم مجھے دفن کرو تو میرے اوپر مٹی ڈالتا اور اتنی دیر میری قبر کے ارد گرد رہنا جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیا جاتا ہے تاکہ میں تم سے انس کروں اور دیکھوں کہ میرے رب کے قاصد ”منکر نکیر“ مجھ سے کیا کیا پوچھتے ہیں۔

## فصل حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ذکر میں

ابن عساکر نے بطریق ابن وہب سے انہوں نے حرملہ بن عمران سے انہوں نے سالم اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! ابوسفیان پر لعنت کر۔ اے اللہ! حارث بن ہشام پر لعنت کر۔ اے اللہ! صفوان بن امیہ پر لعنت کر۔ تو اس پر آیت نازل ہوئی کہ آپ کے لئے کوئی امر نہیں ہے۔ اللہ چاہے تو ان کی توبہ قبول فرمائے اور چاہے تو ان کو عذاب دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کی توبہ کو قبول فرمایا۔ پس وہ اسلام لائے اور وہ اسلام میں اچھے رہے۔ ترمذی نے اس کو روایت کر کے حسن کہا ہے اور جامع الاصول میں ہے کہ حضرت ابوسفیان کی طائف کی لڑائی میں ایک آنکھ ضائع ہو گئی اور وہ جنگ یرموک تک ایک آنکھ سے رہے مگر جنگ یرموک میں دوسری آنکھ بھی شہید ہو گئی تو وہ نابینا ہو گئے اور **یا سیدہ** اور بعض نے کہا کہ **سیدہ** میں مدینہ شریف میں ان کا انتقال ہوا اور نماز جنازہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔ زعمشری نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان **عسی اللہ ان يجعل بینکم و بین الذین عادیتمو منهم** مودعا کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی تو ان کی سختی نرم ہو گئی اور خودی ختم ہو گئی۔

اہل مسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمان نہ تو ابوسفیان کی طرف دیکھتے تھے اور نہ ان کے پاس بیٹھتے تھے۔ پس انہوں نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے تین چیزیں مرعیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: **اچھا کون سی؟** عرض کیا کہ میری بیٹی ام حبیبہ عرب کی حسین اور جلیل ترین بیٹی ہیں۔ آپ نے کہا کہ ان کا نکاح کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: **ٹھیک ہے۔** **اچھا کون سی؟** عرض کیا کہ میری بیٹی ام حبیبہ عرب کی حسین اور جلیل ترین بیٹی ہیں۔ آپ نے کہا کہ ان کا نکاح کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: **ٹھیک ہے۔** **اچھا کون سی؟** عرض کیا کہ میری بیٹی ام حبیبہ عرب کی حسین اور جلیل ترین بیٹی ہیں۔ آپ نے کہا کہ ان کا نکاح کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: **ٹھیک ہے۔**

شرح مسلم میں اس حدیث کو مشکل کہا گیا ہے اس لئے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ میں اسلام لائے تھے اور حضور علیہ السلام کا نکاح اس سے قبل ۶ میں حضرت ام حبیبہ سے ہو چکا تھا اور یہ جمہور کے نزدیک درست ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ حدیث بعض راویوں کا وہم ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ موضوع ہے مگر یہ سب اقوال مردود ہیں اس لئے کہ راوی سب کے سب ثقہ ہیں اور ابن زبیل کا گمان ہے کہ اگر وہ حضور علیہ السلام سے یہ سب کچھ طلب نہ کرتے تو آپ اس کو کچھ بھی عطا نہ کرتے اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سائل کو اثبات میں ہی جواب دیتے تھے۔

### فصل: حضرت ابوسفیان کی بیوی اور حضرت معاویہ کی والدہ کا کچھ ذکر

مؤلف مشکوٰۃ کہتے ہیں کہ وہ فتح مکہ کے دن اپنے شوہر کے اسلام لانے کے بعد مسلمان ہوئی تھیں اور حضور علیہ السلام نے ان دونوں کو اسی سابقہ نکاح پر برقرار رکھا۔ وہ بڑی فصیح و بلیغ خاتون تھیں اور عقلمند بھی۔ جب عورتوں نے سرکارِ دو عالم کی بیعت کی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناؤ گی۔ کہنے لگی کہ میں تو جاہلیت میں بھی شرک پر راضی نہیں تھی اور پھر اسلام میں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تو چوری نہیں کرے گی تو کہنے لگیں کہ ابوسفیان ذرا ہاتھ کھینچ کر رکھنے والے آدمی ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں اپنی اور اپنے بیٹے کی حسب کفالت تو اس کے مال سے لے سکتی ہے آپ نے پھر فرمایا کہ زنا کے قریب نہ پہنچنا۔ تو کہنے لگیں۔ کیا کوئی آزاد شریف عورت زنا کر سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: قتل نہ کرنا اپنی اولاد کو۔ تو کہنے لگیں۔ کیا آپ نے ہمارا کوئی ایسا بچہ چھوڑا ہے جس کو پدر میں قتل نہ کیا ہو۔ پچھنے میں ان کو ہم نے پالا اور جب بڑے ہوئے تو آپ لوگوں نے ان کو قتل کر دیا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی یہ بات سن کر مسکرا پڑے۔ ام معاویہ



رضی اللہ عنہا خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں فوت ہوئی اور اسی دن حضرت ابو قحافہؓ والد گرامی حضرت ابو بکر صدیقؓ فوت ہوئے۔ ان سے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے۔

بخاری نے اپنی کتاب میں حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں۔ ہند بنت عتبہؓ آئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر کوئی گھر ایسا نہیں تھا جس کا خراب و خواہ ہونا مجھے آپ کے گھر والوں سے زیادہ محبوب ہو۔ یعنی اسلام قبول کرنے سے پہلے مگر اس وقت میری صبح ایسے ہوتی ہے کہ روئے زمین پر کوئی گھر مجھے آپ کے گھر سے زیادہ محبوب و عزیز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے قدرت میں میری جان ہے۔ یہی حالت میرے ہاں ہے۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ، ابوسفیانؓ جزیرہ میں آدی ہیں کیا اس میں کوئی حرج ہے؟ کہ میں اس کے مال میں سے اپنے عیال کے طعام کے لئے کچھ لے لوں۔ آپ نے فرمایا ہاں معروف خرچ لے سکتی ہو۔ یہ حدیث بہت سے واسطوں و طریقوں سے مروی ہے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول "کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یہی کیفیت اپنی بھی ہے" بتدہ کی تصدیق ہے اور بعد ازاں شدید محبت کی خبر بھی ہے جس نے اس کے برعکس سمجھا پس تحقیق وہ درہم میں مبتلا ہوا۔

## فصل۔ مروان بن حکم اموی کے ذکر میں

مروان کے باپ نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا تھا اور وہ حضور علیہ السلام کے ہاں کونہ پر کھڑا کرتے تھے تو اس لئے حضور علیہ السلام نے ان کو اپنا خاص دوست رکھا اور مروان بھی ان کے ہمراہ تھے۔

قسطانی اپنی شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ مروان سرکارِ دو عالم کی حیات میں پیدا ہوئے اور آپ سے سماعت بھی کی ہے۔ وہ بچپن میں ہی اپنے باپ حاکم کے ہمراہ طائف چلے گئے تھے اور وہیں رہے۔ اس وقت تک جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی اور ان کو مدینے بلوایا۔ ”اتہی ملخصاً“

میں کہتا ہوں کہ یہ بات میرے نزدیک غلط ملط ہے اور کتابِ تواریخ میں ان کے محاسن سے زیادہ مطاعن مذکور ہیں۔ ”خدا ہی جانتا ہے“ ان پر کئے گئے اعتراضات میں سے ایک وہ فتنہ ہے جو حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے خلاف بپا ہوا۔ دوسرا یہ کہ انہوں نے حضرت امام حسن کو ردِ منہ رسول میں دفن کرنے سے منع کیا تھا۔ تیسرا یہ کہ جب ان کو تھنیک کے لئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ ذرع ابنِ ذرع ملعون ابنِ ملعون ہے۔ حاکم نے اس کو اپنی تصحیح مستدرک میں روایت کیا ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ جنگِ جمل میں انہوں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اور اس کے محاسن میں حدیث کا روایت کرنا شامل ہے۔

صاحبِ مشکوٰۃ کہتے ہیں کہ انہوں نے بے شمار صحابہ سے روایت کی ہے جن میں حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما شامل ہیں اور ان سے عروہ ابنِ زبیر اور عی بنِ حنین نے روایت کی ہے۔

ابن حجر عسقلانی فتح الباری کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کا شرف حاصل ہے۔ اگر یہ ثابت ہے تو پھر جن حضرات نے ان پر کلام کیا ہے وہ معتد علیہ اپنے قول میں نہیں ہیں۔ اس لئے کہ وہ اجل روایت ہیں۔ پس حضرت عروہ ابنِ زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ حدیث میں بہتم نہیں تھے اور صحابی رسول ہل بن سعد السامی نے ان کے صدق پر اعتقاد کرتے ہوئے ان سے روایت کی ہے اور وہ حوران پر

تنقید کی گئی ہے وہ یہ کہ انہوں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا پھر طلب خلافت بالسیف میں ان کی شہرت ہے۔ حتیٰ کہ ہوا جو کچھ ہوا مگر طلحہ رضی اللہ عنہ کا قتل بالتادیل تھا۔ انتہی۔

بخاری نے محمد بن یسار سے، انہوں نے شعبہ سے، انہوں نے حکم سے، انہوں نے علی بن حسین سے، انہوں نے مردان سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کے ہاں موجود تھا۔ حضرت عثمانؓ نے مجمع سے روکا اور فرمایا کہ حج اور عمرہ کو ایک احرام میں جمع کیا جائے۔ پس میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ انہوں نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھ کر تبلیہ کہا اور فرمایا کہ میں کسی کے کہنے پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک نہیں کر سکتا، بالجملہ مردان کے مطاعن میں سکوت ادنیٰ ہے۔

بخاری کے بعض شراح نے کہا ہے کہ حاکم کی روایت حدیث ان کے لئے قوت پاکیزگی و رحمت کا موجب ہے۔ واللہ اعلم۔

مؤلف "شیخ عبدالعزیز برہاردی" فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے وہ اہل انصاف کے لئے کافی ہے اور مبتدعین کی سرکشی کے لئے میں اللہ سے ہی ان کی شکایت کر سکتا ہوں۔ یہ نماز جمعہ کا وقت ہے۔ رمضان شریف کی تین تاریخ اور ۱۲۳۲ھ ہے اور میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے خاتمہ بالخیر کا سوال کرتا ہوں اور وہ میرے لئے صاحبِ جود و انعام ہے۔

مترجم اللہ تعالیٰ کے کہ وہ فضل پر یمنون ہے کہ آج ۸ دسمبر ۱۹۸۳ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ بروز جمعرات بوقت صبح اس تالیف جلیل کا ترجمہ

یہ ہے کہ سنہ

ترجمہ کے سبب یہ تالیف مطلوب الشائقین و علما الطیبین

میں سے تیار ہوئی ہے



حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

خلیفہ راشد

عطاء غوث العالم، شہزادہ حضور محدث اعظم، برادر حضور شیخ الاسلام،  
امیر کشور، خطابت غازی ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی

والضحیٰ پبلیکیشنز

داتا دربار مارکیٹ لاہور۔ پاکستان  
0300-7259263, 0315-4959263

عقیدہ کی اصلاح کے لیے ایک عمدہ کتاب

# من ھو معاویہ؟

مؤلف

قاری محمد لقمان قادری

مقرظین: مولانا محمد صدیق ہزاروی، پیر سائیں علامہ غلام رسول قاسمی  
مولانا مفتی غلام حسن قادری، مولانا مفتی محمد عبدالشکور الباروی  
مولانا محمد بنشاش قسوری، مولانا غلام مصطفیٰ نوری، مولانا محمد کاشف اقبال مدنی

دارالاسلام، لاہور

البشارات العالیہ لمن احب سیدنا معاویہ

## مناقب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

مصحف

محقق المحدث حضرت علامہ حکیم مفتی حفقات احمد نقشبندی مجددی کیلانی

والفعلی پبلی کیشنز، لاہور

خوش خبری

# دفاعِ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کی آئندہ جلد

میں درج ذیل رسائل شامل ہوں گے

- ۱- حلم معاویہ: امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا
  - ۲- القول الرضی: مخدوم شیخ محمد ابراہیم ٹھٹھوی سندھی
  - ۳- شانِ امیر معاویہ: امام الحدیث سید دیدار علی شاہ محدث الوری
  - ۴- سیدنا امیر معاویہ: محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری
  - ۵- العقیدۃ الصافیہ: حضرت مولانا محمد عبد الجلیل گیاوی
  - ۶- فضائل حضرت امیر معاویہ: مولانا قاضی غلام محمود ہزاروی
  - ۷- شانِ امیر معاویہ: مولانا ابوالحق غلام مرتضیٰ ساقی
- ان شاء اللہ عن قریب منظر عام پر جلوہ افروز ہوگی



# دعائے شکر و شکرانہ مکمل و جامع

حضرت مولانا سید محمد طہن کریم آبادی دہلی کا ہے

C-8 محی الدین بلڈنگ داتا دربار مارکیٹ لاہور

Cell: 0321-9425765

دارالافتاء